صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وفا کی خوشبو

زبیر طارق

www.KitaboSunnat.com

دعوۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

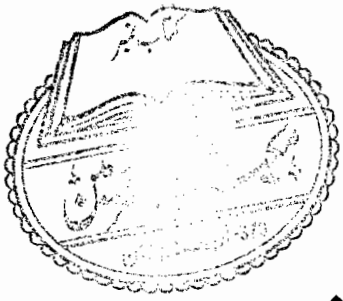

وفا کی خوشبو

زبیر طارق

www.KitaboSunnat.com

دعوۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔اسلام آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	:	وفا کی خوشبو
مصنف	:	زبیر طارق
نگران طباعت	:	حیران خٹک
سرورق	:	محمد طارق اعظم
کمپوزنگ	:	محمد ظفر
حروف خوانی	:	محمد اشتیاق خاکی
طابع	:	ادارہ تحقیقات اسلامی پریس، اسلام آباد
اشاعت اول	:	۲۰۱۱ء
تعداد اشاعت	:	۲۰۰۰
قیمت	:	۸۰ روپے

ISBN:978-969-556-255-0

ناشر

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔ اسلام آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱:	پیش لفظ	۵
۲:	مبارک بچہ	۷
۳:	عظیم محسن	۲۷
۴:	ظلم کا معاہدہ	۳۹
۵:	الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر	۵۳
۶:	وفا کی خوشبو	۶۷
۷:	نیا افق	۷۷
۸:	فیصلہ کن فتح	۱۱۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ جل مجدہٗ اور پیغمبر اعظم و آخر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک پاکیزہ مثالی معاشرہ قائم کرنے کے لیے اس کے جملہ خد و خال کو بیان فرمایا، اُن خوبیوں کو بیان فرمایا جو کسی بھی کامیاب معاشرے کا حسن ہوتی ہیں اور اُن مفاسد اور گمراہیوں کو بھی کھول کھول کر بیان فرمایا جو معاشرتی حسن کو دیمک کی طرح چاٹ لیتی ہیں اور پورا معاشرہ شکست و ریخت کا شکار ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید نے اوامر و نواہی کے ساتھ ساتھ جو ماضی کی اقوام وملل کے قصص بیان فرمائے ہیں اُن کا مقصد محض واقعات بیان کرنا نہیں بلکہ قرآن امت مسلمہ کو عروج و زوال کے یہ قصے اس لیے سناتا ہے کہ یہ وہ اقدارِ عالیہ اور اوصافِ حمیدہ ہیں جنہیں اپنا کر مختلف اقوام کی تقدیر کا ستارہ کمال بلندی پر چمکا اور یہ وہ مفاسد اور خرافات ہیں جنہوں نے اقوام کو قعرِ مذلّت میں گرا دیا۔ اور یہ سنتِ الٰہیہ ہے کہ انہی بنیادوں پر اللہ جل مجدہٗ نوازتا ہے اور غضب ناک بھی ہوتا ہے۔

قرآن کے مخاطبین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں میں سے ایک معتد بہ طبقہ آج اغیار کی تقلید میں جہاں اپنی اقدار اور شناخت سے محروم ہو چکا ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ اُن ابدی محاسن سے بھی تہی دست ہو چکا ہے جو کبھی مسلم معاشرے کا طرۂ امتیاز تھے۔

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد اقدارِ اسلامیہ کو پروان چڑھانے اور اخلاقی برائیوں کے تدارک کے لیے جہاں مختلف ٹریننگ پروگرام کا اہتمام کرتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہیں مختلف طبقات کے لیے آسان، عام پیرایۂ بیان میں قرآن وسنت کی روشنی میں ضخیم کتب کے ساتھ ساتھ کتابچہ جات کی طباعت کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے جس میں دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے شائع کیے جانے والے مجلّے ماہنامہ ''دعوۃ'' کے مدیر جناب زبیر طارق نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چند واقعات کو قلم بند کیا ہے۔

اللہ جل شانہٗ دعوۃ اکیڈمی کے کارکنان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اپنے فضل خاص سے سرفراز فرمائے، آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن
ڈائریکٹر جنرل
دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک بچہ

پہاڑوں میں گھرے شہر مکّہ مکرّمہ پر رات کے گھپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے اور یہاں کے مکین زندگی کے ہنگاموں سے تھک کر نیند کے مزے لے رہے تھے۔ اُن کے معمول کے اِن ہنگاموں کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ سات آٹھ ہفتے پہلے رونما ہونے والے ایک واقعہ نے یہاں کی زندگی اور ماحول کو بالکل مفلوج کر ڈالا تھا اور یہ بستی انسانوں کے وجود سے مکمل طور پر خالی ہوگئی تھی، پھر اِس بستی کے مکینوں نے پہاڑوں پر سے چھپ کر ایک ایسا منظر دیکھا تھا جس سے اُن کے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کی سچائی ثابت ہوگئی تھی اور اِس بارے میں کسی دل میں قطعاً کوئی شبہ باقی نہیں رہا تھا کہ وہ گھر جس کی بنیادیں حضرت ابراہیم اور اُن کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہما السلام نے رکھی تھیں، اللہ تعالیٰ ہی کا گھر تھا اور وہ اُس کی حفاظت کرنا خوب جانتا ہے۔ مکّہ مکرّمہ کی محفلوں میں اب بھی اِس واقعہ کی بازگشت سنائی دیتی رہتی تھی جب عجیب وغریب پرندوں کے لشکر نے ہاتھیوں اور ہاتھی والوں کی اُس فوج کو تباہ و برباد کر ڈالا تھا جو اللہ تعالیٰ کا گھر ڈھانے آئی تھی۔ مکّہ مکرّمہ کے اِردگرد اب بھی اِس واقعہ کے بچے کھچے آثار اور دنیا کے اِس پہلے فضائی اور کیمیائی حملے سے زندہ بچ جانے والے دو ہاتھی مفلوج حالت میں موجود تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی شہرِ مکّہ کے مشرقی افق پر صبح کے اجالے کی ابتدائی علامات نمودار ہوئیں تو ایک گھر میں ایک بچے کی پہلی چیخ گونجی، ساتھ ہی روشنی کا ایک تیز دھارا نمودار ہوا جس نے مشرق، مغرب، شمال، جنوب، تمام سمتوں کو روشنی میں نہلا دیا۔

کچھ دیر بعد رعب دار شخصیت کا مالک ایک بوڑھا شخص اِس گھر میں داخل ہوا۔ اُس کی ہیئت اور دبدبے سے عیاں تھا کہ وہ یہاں کا سردار ہے۔ اُس کے چہرے پر خوشی و مسرّت رقصاں تھی، تھوڑی ہی دیر پہلے ایک کنیز نے اُسے پوتے کی پیدائش کی خوش خبری سنائی تھی۔ یہ خبر سن کر بوڑھے سردار کی آنکھوں میں اپنے چوبیس سالہ جواں بیٹے کی شبیہہ اُبھر آئی تھی۔ سردار کا یہ بیٹا چند ماہ پہلے وفات پا گیا تھا۔ جواں مرگ بیٹے کی اکلوتی اولاد انسان کو نہایت عزیز ہوتی ہے اور یہ تو پھر نرینہ اولاد تھی، چنانچہ یہ خوش خبری سن کر بوڑھے سردار کو جو مسرّت ہوئی اُسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ وہ فوراً لپک کر گھر آیا اور یتیم پوتے کو ہاتھوں میں اُٹھا لیا۔ پہلی ہی نگاہ میں اُسے اِس بچے کی پیشانی پر عظمت اور بڑائی کے آثار نمایاں طور پر اُبھرتے محسوس ہوئے اور یوں لگا جیسے وہ اُس سے بھی کہیں بڑا سردار بنا کھڑا ہے۔ پھول سے اِس بچے کو اپنے ضعیف ہاتھوں میں لے کر سردار باہر نکل آیا، اُس کے قدم اللہ کے گھر کعبہ کی جانب اٹھ رہے تھے۔ بیت اللہ پہنچ کر اُس نے اِس بچے کے لیے دعا مانگی اور پھر گھر واپس لوٹ آیا۔

یہ بوڑھے سردار جناب عبدالمطلب تھے اور اُن کی گود میں اُن کے جواں مرگ بیٹے جناب عبداللہ کا نومولود بچہ تھا جسے بڑے ہو کر دنیا بھر کے لوگوں کو راہِ ہدایت پر چلنے کی دعوت دینا تھی ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اِدھر حضورؐ پیدا ہوئے، اُدھر بت خانوں میں لوگوں نے ایک غیبی آواز کو پکارتے سنا:

"بت خانوں کی بربادی کا زمانہ آ گیا، پیغمبر صادق کی ولادت ہو چکی ہے"۔

پیدائش کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دو تین دن اپنی والدہ کا دودھ پیا، پھر ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا۔ پیدائش کے ساتویں روز دادا نے آپؐ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیقہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین میں سے عربوں کے پاس جو چند چیزیں اب تک محفوظ تھیں، اُن میں عقیقہ بھی شامل تھا ورنہ عرب سب کچھ بھول کر باپ دادا کی بنائی ہوئی باتوں کو دین سمجھ بیٹھے تھے۔ عقیقہ کے موقع پر جناب عبدالمطلب نے قریش کے لوگوں کو دعوت پر بلایا، کھانے کے بعد لوگوں نے پوچھا:

''آپ نے جس بیٹے کے لیے ہماری دعوت کی ہے، اُس کا نام کیا رکھا ہے''؟

''میں نے اُس کا نام محمد رکھا ہے''۔ جناب عبدالمطلب نے فخر سے بتایا۔

آپ کے خاندان میں تو یہ نام کسی کا نہیں ہے، پھر آپ نے یہ مختلف نام کیسے رکھ دیا؟

لوگوں نے اپنی حیرت ظاہر کی تو عبدالمطلب نے جواب دیا:

میری یہ خواہش ہے کہ آسمان میں اللہ اور زمین پر لوگ اِس کی تعریف کریں۔

بی بی آمنہ نے بتایا کہ خواب میں اُنھیں اِس بچے کا نام ''احمد'' ہونے کی بشارت دی گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فرمان ہے:

''آسمان پر میرا نا 'احمد' اور زمین پر 'محمد' ہے''۔

یاد رہے کہ ان دونوں الفاظ کا مطلب ایک ہے یعنی وہ ہستی جس کی ذاتی صفات کی وجہ سے بہت زیادہ تعریف کی جائے۔

O

کئی میل دور، دشوار گزار پہاڑی راستے پر ایک قافلہ مکّہ مکرّمہ کی سمت بڑھا چلا آ رہا تھا جس میں دس خواتین، چند بچے اور کچھ مرد شامل تھے۔ یہ قافلہ بنوسعد کے علاقے سے چلا تھا۔ اِن لوگوں کو چند ہی روز پہلے اطلاع ملی تھی کہ مکّہ مکرّمہ کے معزز اور شریف گھرانوں میں چند بچے پیدا ہوئے ہیں، چنانچہ یہ عورتیں اِن بچوں کو لینے یہاں آ رہی تھیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکّہ مکرّمہ جب سے بین الاقوامی تجارتی شہر بنا تھا وہاں کی زبان خالص نہ رہی تھی اور باہر سے لوگوں کی بہت زیادہ آمدورفت کے باعث وبائی امراض پھوٹنے کا خطرہ بھی زیادہ رہتا تھا۔عربوں کو اپنی زبان پر بڑا فخر تھا۔ اِس فخر کی حفاظت کے لیے اُن کے رؤوسا اور شرفا کا ایک عرصے سے دستور تھا کہ پیدائش کے فوراً بعد اپنے بچوں کو صحرائی علاقوں کے اچھے قبائل میں بھیج دیا کرتے تھے۔ اِس سے بچے جہاں عمدہ اور صاف شفاف آب و ہوا میں پرورش پاتے، وہیں سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا کہ بدوؤں میں رہنے کی وجہ سے وہ خالص عربی زبان سیکھ جاتے اور اُن میں عرب کی خالص خصوصیات پیدا ہو جاتی تھیں۔ پھر بنو سعد بن بکر تو خالص عربی زبان کے باعث بچوں کی تربیت کے لیے خاص طور پر مشہور تھے، اِسی لیے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے فخر سے فرمایا تھا:

میں تم میں سب سے زیادہ عربی دان ہوں۔ میں قریشی ہوں اور بنو سعد بن بکر میں میری رضاعت کا زمانہ گزرا ہے۔

بچوں کو دودھ پلانے اور پالنے والی اِن خواتین کو معقول معاوضہ ملا کرتا تھا اور بعد میں بھی اُن سے اچھا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ اِسی دستور کے مطابق بنو سعد کے علاقے سے چلا عورتوں کا یہ قافلہ مکّہ مکرّمہ کی جانب رواں دواں تھا اور ہر عورت کی خواہش تھی کہ سب سے دولت مند گھرانے کا بچہ اُس کے حصے میں آئے۔

اِس قافلے کی حالت زیادہ اچھی نہیں تھی اور اُس کی وجہ وہ شدید قحط تھا جو اُن کے علاقے میں پڑا ہوا تھا۔ ایک خاتون اور اُس کے شوہر کی حالت تو بہت ہی خراب تھی۔ قحط کے باعث اُن کی گدھی بہت کمزور ہو چکی تھی اور اُس کے لیے تیز چلنا بھی ممکن نہیں رہا تھا، چنانچہ وہ بار بار قافلے سے پیچھے رہ جاتی تھی۔ اُن کی اونٹنی کا دودھ بھی خشک ہو چکا تھا۔ خاتون اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی مگر وہ بھی اُس کا پیٹ بھرنے کے لیے ناکافی تھا چنانچہ وہ رات بھر بھوک سے روتا رہتا جس سے دونوں میاں بیوی سو نہیں پاتے تھے۔ اِس خاتون کا نام حلیمہ اور اِن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شوہر کا نام حارث تھا۔

منزل قریب آئی تو قافلے کی عورتوں نے اپنی سواریوں کی رفتار اور تیز کر دی۔ حلیمہ کی گدھی اُن کا ساتھ کہاں دے سکتی تھی، چنانچہ قافلہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا، بالآخر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ قافلے میں شامل خواتین نے مکّہ مکرّمہ پہنچ کر مال دار گھرانوں کا رخ کیا اور کسی عورت نے مکّہ کے سردار عبدالمطلب کے پوتے کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہر ایک کہتی کہ بچہ یتیم ہے، باپ ہوتا تو ہم اُس سے اچھے سلوک کی امید رکھتے۔ بیوہ ماں اور بوڑھے دادا سے معلوم نہیں کچھ ملے بھی یا نہیں۔

حلیمہ کی مریل گدھی رینگتی رینگتی مکّہ مکرّمہ پہنچی تو عورتیں دولت مند گھرانوں کے تمام بچے لے جا چکی تھیں۔ حلیمہ کو یہ جان کر بے حد افسوس ہوا اور اُنھوں نے عورتوں سے پوچھا:

''مکّہ میں کوئی شیر خوار بچا بھی ہے یا نہیں''؟

''بس ایک یتیم بچہ رہ گیا ہے، چاہو تو اُسے دودھ پلانے کے لیے لے لو''۔ اُنھوں نے جواب دیا۔

حلیمہ سوچ میں پڑ گئیں کہ اِس بچے کو لیں یا نہیں، اُن کے ذہن میں کشمکش جاری تھی کہ اہلِ قافلہ نے واپس جانے کی تیاری شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر حلیمہ اپنے شوہر سے کہنے لگیں:

''مجھے خالی ہاتھ جانا پسند نہیں، کیوں نہ میں اِس یتیم بچے ہی کو لے لوں''؟

''ہاں، کچھ حرج نہیں، ممکن ہے اللہ اِسی میں ہمیں برکت دے دے''۔

شوہر کی رضامندی پا کر حلیمہ بچے کو لینے چل دیں۔ وہ سوچ رہی تھیں کہ اُن کا سامنا ایک غمگین اور تلخ مزاج خاتون سے ہو گا۔ اُن کے لیے چند ماہ قبل جوانی میں بیوہ ہو جانے والی عورت کے مزاج کا اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا، مگر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئیں کہ بچے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ماں نے انتہائی خندہ پیشانی سے اُن کا استقبال کیا۔

''ارے یہ تو بڑی صابر و شاکر خاتون ہیں'' حلیمہ نے دل میں سوچا۔

پھر بچے کی والدہ نے جو رقم اُنھیں تھمائی وہ بھی اُن کی توقع سے کہیں زیادہ تھی۔ اِس کے بعد بچہ حلیمہ کے پاس لایا گیا۔ بچے کو دیکھتے ہی اُنھیں یوں لگا جیسے چودھویں کا چاند زمین پر اتر آیا ہو۔ اتنا خوب صورت بچہ کسی نے کب دیکھا تھا؟ حلیمہ نے بچے کو لینے کے لیے ہاتھ بڑھائے تو وہ ہمک کر اُن کی گود میں آ گیا اور سینے سے چمٹ گیا۔ حلیمہ کو یوں محسوس ہوا جیسے سکون کی لہر اُن کے پورے وجود میں اترتی، روح تک جا پہنچی ہو۔

یوں حلیمہ جس بچے کو لینے بادلِ نخواستہ گئی تھیں، وہ پہلی ہی نظر میں اُن کے دل میں گھر کر گیا۔ حلیمہ کو ابھی اِس مُبارَک بچے کے دَم سے ہونے والی برکات کا علم نہیں تھا۔ پڑاؤ پر پہنچ کر اُنھوں نے بچے کو دودھ پلانا شروع کیا تو اتنا دودھ اُترا کہ یہ بچہ بھی سیر ہو گیا اور حلیمہ کے اپنے شیر خوار (عبداللہ) نے بھی خوب پیٹ بھر کر دودھ پیا۔ کچھ دیر بعد اُن کے شوہر نے اونٹنی کا دودھ نچوڑنا چاہا، اونٹنی نے بھی اِس قدر دودھ دیا کہ دونوں میاں بیوی اچھی طرح سیر ہو گئے اور رات بڑے آرام سے بسر کی۔ صبح اٹھ کر اُن کے شوہر نے کہا:

''حلیمہ! واللہ تم نے تو بڑا ہی مُبارَک بچہ لیا ہے''۔

پھر واپسی کا سفر شروع ہوا۔ دوسری عورتوں کے بچے بار بار رونے لگتے تھے مگر حلیمہ کی گود میں موجود ننھا بچہ بالکل نہیں رو رہا تھا۔ وہ مریل گدھی جس سے آتے ہوئے چلنا دوبھر ہو رہا تھا، بڑی تیزی سے چل رہی تھی۔ جلد ہی اُس نے قافلے کے سارے گدھوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ عورتیں یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں، اُنھیں یقین نہ آیا کہ یہ وہی گدھی ہے جس پر حلیمہ آئی تھیں، چنانچہ حیرت سے پوچھنے لگیں:

''حلیمہ! اِس گدھی میں اتنی جان کہاں سے آ گئی''؟

حلیمہ خود بھی اُس کی تیز رفتاری پر حیران تھیں، جواب دیا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''واللہ اِس کی تو حالت ہی بدلی ہوئی ہے''۔

یقیناً اُس وقت اُن کے کانوں میں اپنے شوہر کے یہ الفاظ گونج رہے ہوں گے:

''حلیمہ! تم نے تو بڑا ہی مُبارَک بچہ لیا ہے''۔

دن ایک ایک کر کے گزرنے لگے اور اِس بچے کی بدولت ہونے والی برکات میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ ہر چھ ماہ بعد حلیمہ مکّہ مکرّمہ جاتیں اور بچے کو اُس کی والدہ سے ملوا لاتیں۔ یوں دو سال کا عرصہ پلک جھپکتے میں بیت گیا اور بچے کا دودھ چھڑانے کا وقت آن پہنچا۔ بچے کی صحت انتہائی قابلِ رشک تھی۔ پورے قبیلے میں اُس جیسا صحت مند، تندرست اور توانا بچہ اور کوئی نہیں تھا، وہ اپنی عمر سے دوگنا بڑا دکھائی دیتا تھا۔ اب معاہدے کے مطابق بچے کو اُس کی والدہ کے پاس پہنچا آنے کا وقت آ گیا تھا مگر حلیمہ بچے سے جدا ہونا نہیں چاہتی تھیں، تاہم اُنھوں نے دل پر پتھر رکھ کر مکّہ مکرّمہ کا رخ کیا۔ وہ فیصلہ کر چکی تھیں کہ بچے کی والدہ کو اِس بات پر راضی کریں گی کہ بچے کو مزید کچھ مدت اُن کے پاس رہنے دیا جائے۔ چنانچہ مکّہ مکرّمہ پہنچ کر اُنھوں نے بچے کی والدہ سے کہا:

> میرے اِس بیٹے کو ابھی کچھ اور مدت میرے پاس رہنے دو تاکہ یہ خوب صحت مند ہو جائے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں مکّہ کی خراب آب و ہوا اِس کی صحت پر برا اثر نہ ڈالے۔

حلیمہ کا اصرار دیکھ کر بی بی آمنہ اپنے نورِ نظر کو دوبارہ اُن کے ساتھ بھیجنے پر راضی ہو گئیں۔ یوں حلیمہ کے دل کی مراد بر آئی اور وہ خوشی خوشی بچے کو لے کر واپس لوٹ آئیں۔

حلیمہ کو واپس آئے دو تین ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ ایک روز اُن کا بیٹا دوڑتا ہوا گھر میں داخل ہوا۔ اُس کے چہرے پر خوف کے سائے پھیلے ہوئے تھے۔ ماں کے پاس پہنچتے ہی اُس نے کہا:

''سفید کپڑے پہنے دو لوگوں نے میرے قریشی بھائی کا پیٹ چاک کر دیا''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سنتے ہی حلیمہ کے دل میں ہول اٹھا۔ اُن کے شوہر گھر ہی پر تھے اور بیٹے کی بات سن چکے تھے، چنانچہ دونوں میاں بیوی فوراً اٹھے اور بھاگتے ہوئے گھر کے پیچھے اُس جگہ پہنچے جہاں بچے بکریوں کے ساتھ موجود تھے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ بی بی آمنہ کا لختِ جگر خاموش کھڑا ہے اور اُس کا چہرہ پیلا زرد ہو رہا ہے۔ رضاعی والد نے آگے بڑھ کر بچے کو لپٹا لیا اور پوچھا: ''بیٹے! تمھیں کیا ہوا''؟

''سفید کپڑے پہنے ہوئے دو آدمی آئے، اُنھوں نے مجھے لٹا کر میرا پیٹ چیرا اور اُس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پیٹ کو پھر ویسا ہی کر دیا''۔ بچے نے اپنے رضائی بھائی کی اطلاع کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔

(مسلم کی ایک روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو آپؐ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حضرت جبریل نے آپؐ کو پکڑ کر لٹایا اور سینہ چاک کر کے دل نکالا، پھر دل سے ایک لوتھڑا نکال کر فرمایا: ''یہ تم سے شیطان کا حصّہ ہے''، پھر دل کو ایک طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا اور پھر اُسے جوڑ کر اُس کی جگہ پر لوٹا دیا)۔

دونوں میاں بیوی بچے کو لے کر گھر پہنچے تو حلیمہ کے شوہر بولے:

مجھے ڈر ہے کہ اِس بچے کو کچھ ہو نہ جائے، بہتر یہی ہے کہ اِسے اِس کے گھر پہنچا دیا جائے۔

حلیمہ خود بھی اِس واقعہ سے سخت خوف زدہ ہو چکی تھیں، فوراً شوہر کے مشورے کو تسلیم کر لیا اور بچے کو لے کر مکّہ مکرّمہ جا پہنچیں۔ بچے کی والدہ اپنے جگر گوشے کو اچانک سامنے پا کر حیران رہ گئیں اور حلیمہ سے پوچھ ہی لیا:

تم اِسے واپس کیسے لے آئیں، تم تو اِسے اپنے پاس رکھنے کے لیے بڑی بضد تھیں۔

اللہ نے بچے کو خوب پال پوس کر بڑا کر دیا ہے اور میری ذمہ داری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری ہوگئی۔ اب مجھے ڈر ہے کہ اِسے کوئی حادثہ نہ پیش آ جائے۔

''اصل بات کیا ہے، مجھے ٹھیک ٹھیک بتاؤ''۔

بچے کی والدہ، حلیمہ کی بات سن کر ٹھٹک گئیں۔

حلیمہ نے اصل بات بتانے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا مگر بی بی آمنہ کے اصرار پر بالآخر تمام ماجرا کہہ دیا۔

''کیا تمہیں اِس بچے کے معاملے میں شیطان کا ڈر ہے''؟ بی بی آمنہ نے واقعہ سن کر پوچھا۔

''ہاں''۔ حلیمہ نے اپنے دل کا خوف ظاہر کر دیا۔

''اللہ کی قسم، شیطان اِس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا، میرے اِس بچے کی بڑی شان ہے''۔ بی بی آمنہ نے جواب دیا۔ اُن کے لہجے سے اعتماد جھلک رہا تھا۔ پھر اُنھوں نے بی بی حلیمہ کو حضورؐ کی پیدائش کے وقت کے حالات بتائے۔

اب ننھے حضورؐ اپنی والدہ کی محبتوں کی گھنی چھاؤں تلے پلنا شروع ہوئے۔ ابھی آپؐ کی عمر کے سات سال مکمل نہیں ہوئے تھے کہ ایک دن والدہ آپؐ کو یثرب لے گئیں۔ جناب عبداللہ کی لونڈی امِ ایمن بھی اِس سفر میں اُن کے ہمراہ تھیں۔ یثرب میں حضور ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب کی والدہ کا خاندان، بنوعدی بن نجار آباد تھا اور بی بی آمنہ ننھے حضورؐ کو اِنھی لوگوں سے ملوانے کے لیے یثرب لے کر گئی تھیں۔ اِس بستی میں ایک ماہ تک اُن کا قیام رہا اور اِس دوران میں اُنھوں نے اپنے جگر گوشے کو وہ مکان بھی دکھایا جہاں آپؐ کے والد جناب عبداللہ کا انتقال ہوا تھا اور وہ وہیں دفن کیے گئے تھے۔ یثرب کے اِس قیام کی یادیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دماغ میں ہمیشہ کے لیے نقش ہوگئیں۔ ہجرت کے بعد آپؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ تمام یادیں مجسّم صورت اختیار کر گئیں۔ آپ کبھی کبھار صحابہ کو اِس سفر کے حالات سنایا کرتے تھے۔ بنوعدی بن نجار کی گڑھی (چھوٹا قلعہ) دیکھ کر آپ نے اِسے فوراً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہچان لیا اور فرمایا:

یہاں میں انصار کی ایک لڑکی انیسہ کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور اپنے دادا کی ننھیال کے لڑکوں کے ساتھ یہاں اترنے والے پرندوں کو اڑایا کرتا تھا۔

دارالنابغہ دیکھ کر فرمایا:

یہاں میں اپنی والدہ کے ساتھ ٹھہرا تھا اور اِسی گھر میں میرے والد کی قبر ہے۔ میں بنو عدی بن نجار کے تالاب میں تیراکی کی خوب مشق کیا کرتا تھا۔

ایک ماہ کے قیام کے بعد بی بی آمنہ، اُمِ اَیمن اور بچے کے ہمراہ مکّہ مکرّمہ جانے کے لیے روانہ ہوئیں۔ تقدیر کے اَن مٹ فیصلے کی گھڑی تعاقب میں تھی۔ جوان بیوہ خاتون مستقبل کی سوچوں میں گم ابواء کے مقام پر پہنچیں تو موت گھات لگائے بیٹھی تھی۔ بی بی آمنہ جو شوہر کے غم میں اندر ہی اندر گھلے جا رہی تھیں، اچانک بیمار پڑیں اور انتقال کر گئیں۔ ساڑھے چھ برس کا بچہ جو باپ کی شفقت سے پہلے ہی ناواقف تھا، ماں کی محبت بھری چھاؤں سے بھی محروم ہو گیا۔ ننھے حضورؐ اپنی والدہ کے جسد سے لپٹ کر رو دیے۔ میت کو مقامی لوگوں کی مدد سے دفنانے کے بعد اُمِ اَیمن ننھے یتیم بچے کو لے کر مکّہ مکرّمہ لوٹ آئیں۔

ننھے حضورؐ کی یادداشت میں دنیا کی اِس شفیق ترین ہستی سے رخصت کا منظر بھی ثبت ہو گیا۔ صلح حدیبیہ کے مطابق جب حضور ﷺ عمرہ کرنے کے لیے تشریف لائے تو آپؐ کا گزر ابواء کے مقام پر ہوا، اور آپؐ نے فرمایا:

''اللہ نے محمد کو اپنی ماں کی قبر پر جانے کی اجازت دے دی''۔

پھر آپ اُس جگہ تشریف لے گئے جہاں والدہ دفن تھیں۔ آپؐ نے قبر پہچان لی اور اپنے دستِ مُبارَک سے اُسے درست کیا۔ آپؐ کی نگاہوں میں اُن کی محبت و شفقت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناظر گھوم گئے، آپؐ شدتِ جذبات سے اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے اور رو دیے۔ آپؐ کو دیکھ کر صحابہ بھی رونے لگے۔ کسی نے عرض کیا:

''آپ تو رونے سے منع فرماتے ہیں''؟

''اُن کی مامتا مجھے یاد آئی تو میں رو دیا''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

والدہ کی وفات کے بعد غموں کے بوجھ سے چور، چھوٹا سا بچہ، مکّہ مکرّمہ واپس پہنچا تو زندگی کا ایک نیا سفر اُس کا منتظر تھا۔ اُسے انسانی بھیڑیوں کے اُس معاشرے میں حیات گزارنا تھی، جہاں کمزور کو جینے کا کوئی حق نہیں تھا۔ زندگی کی تپتی شاہراہ پر بوڑھے دادا کی ذات یتیم پوتے کے لیے برگد کا درخت ثابت ہوئی جس کی محبت کی گھنی چھاؤں تلے پہنچ کر وہ زندگی کا ہر غم بھول گیا۔ بوڑھے برگد نے بھی اپنی شفقتیں اور چاہتیں اِسی بچے کے لیے مخصوص کر دیں۔

جناب عبدالمطلب آپؐ کو ہر وقت اپنے پاس رکھتے اور اولاد سے بڑھ کر پیار کیا کرتے تھے۔ بڑھاپے کے باوجود جناب عبدالمطلب کی شخصیت کا بہت رعب تھا اور ہیبت کی وجہ سے اولاد تک کو جرأت نہ تھی کہ اُن کے قریب جائے مگر حضور ﷺ جب چاہتے اُن کے پاس چلے جاتے، چاہے وہ سو ہی رہے ہوں۔ بوڑھے دادا کی اپنے پوتے کے ساتھ محبت کا حال یہ تھا کہ اُن کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے اور کبھی کبھی تو اُن کو گود میں بٹھا کر کھانا کھاتے۔

عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر عظمت کے نشانات نمایاں ہونے لگے تھے جس سے جناب عبدالمطلب کو اُن کی ذات سے بڑی توقعات وابستہ ہو گئی تھیں۔ قریش کا سردار ہونے کے باعث اُن کے لیے کعبہ کی دیوار کے سائے میں ایک فرش بچھایا جاتا تھا۔ ادب کی وجہ سے اُن کی اولاد بھی اِس فرش کے اردگرد بیٹھا کرتی تھی۔ حضور ﷺ جو اَب ایک لڑکے بن چکے تھے، آتے اور فرش پر بیٹھ جاتے۔ یہ دیکھ کر آپؐ کے چچا وہاں سے ہٹانے کی کوشش کرتے مگر عبدالمطلب اُن کو روک دیتے اور اپنے یتیم پوتے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے فرماتے:

میرے بیٹے کو چھوڑ دو، واللہ اِس کی شان نرالی ہے، مجھے قوی امید ہے کہ یہ ایسے بلند مرتبے کو پہنچے گا جہاں عرب میں سے کبھی کوئی نہیں پہنچا۔

پھر وہ آپؐ کو اپنے پاس بٹھا کر بلائیں لیتے، آپ کی پیٹھ اور سر پر ہاتھ پھیرتے، منہ پر بوسہ دیتے اور آپ کی حرکات دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔

جناب عبدالمطلب نے اپنے پوتے سے متعلق جو توقعات باندھ لی تھیں، اُن کی تصدیق عرب قیافہ شناس بھی کر رہے تھے۔ قیافہ شناسی ایک ایسا علم ہے جس میں انسان اپنی معلومات، تجربے اور قیاس کی مدد سے کسی انسان کے خط و خال وغیرہ دیکھ کر اُس کی عادتوں اور خصلتوں کا اندازہ کرتا ہے۔ قبیلہ بنو مدلج عرب بھر میں قیافہ شناسی میں شہرت رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس کے چند لوگوں نے ننھے حضورؐ کو دیکھا تو جناب عبدالمطلب سے کہا:

ہم نے آج تک کوئی پاؤں ایسا نہیں دیکھا جو مقامِ ابراہیم پر حضرت ابراہیمؑ کے نشانِ قدم سے اِس قدر مشابہت رکھتا ہو جتنا تمہارے اِس بیٹے کا رکھتا ہے۔ ہماری یہ نصیحت ہے کہ اِس بچے کی اچھی طرح حفاظت کرنا۔

جس وقت وہ لوگ یہ بات کہہ رہے تھے، جناب ابو طالب بھی وہاں موجود تھے۔ عبدالمطلب نے اِن لوگوں کی بات سن کر بیٹے سے فرمایا:

یہ لوگ جو بات کہہ رہے ہیں اِسے غور سے سنو اور بھتیجے کی حفاظت کرنا۔

شاید جناب عبدالمطلب کو اندازہ ہو چکا تھا کہ اُن کے بوڑھے قویٰ زندگی کا بوجھ مزید اٹھانے کے قابل نہیں رہے۔ اب وقتِ رخصت قریب آتا جا رہا تھا اور بالآخر وہ دن آ پہنچا۔ جناب عبدالمطلب شدید بیمار پڑ گئے۔ جس وقت اُن پر نزع کا عالم طاری تھا، ننھے حضورؐ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کے سرہانے کھڑے رو رہے تھے۔ والدہ کے انتقال کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد آٹھ سالہ بچے کے ننھے دل کو ایک اور چرکا لگا اور جدائی کا ایک اور شدید صدمہ اُسے جھیلنا پڑا۔ بوڑھا برگد اپنی گھنی چھاؤں سمیت زمین تلے جا سویا اور یہ بچہ ایک مرتبہ پھر زندگی کی تپتی شاہراہ پر سائبان سے محروم ہو گیا۔

اب کی بار یہ سائبان بچے کے تایا عبد مناف نے فراہم کیا۔ حضورؐ کے اِن تایا کا ایک بیٹا تقریباً آپ ہی کا ہم عمر تھا اور اُس کا نام طالب تھا۔ اُسے اپنے چچازاد بھائی (ﷺ) سے بے حد محبت تھی۔ غزوۂ بدر کے موقع پر جب قریش بنو ہاشم کو مجبور کر کے لڑائی کے لیے ساتھ لے گئے تو طالب بھی اُن کے ہمراہ تھا، مگر اُس نے جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ اُسے آخری مرتبہ وہیں میدانِ جنگ میں دیکھا گیا، پھر نہ تو مقتولین میں اُس کی لاش ملی، نہ وہ زخمیوں یا قیدیوں میں شامل تھا اور نہ مکّہ مکرّمہ ہی واپس پہنچا۔ اُس کا کیا بنا، زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا، کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ اِسی لڑکے طالب کی نسبت سے عبد مناف اپنی کنیت ابوطالب سے مشہور تھے۔

جناب ابو طالب رسول اللہ ﷺ کے حقیقی تایا تھے۔ اپنے والد عبدالمطلب کی وفات کے بعد بنو ہاشم کی قیادت اُن کے پاس آ گئی تاہم بنو ہاشم، قریش کی قیادت سے محروم ہو گئے اور یہ منصب حرب بن امیہ (حضرت ابوسفیانؓ کے باپ) کو حاصل ہوا اور اُس کی موت کے بعد ولید بن مغیرہ (حضرت خالدؓ بن ولید کا باپ) قریش کا رئیسِ اعظم بنا۔

باپ کی وفات کے بعد جناب ابو طالب نے بھتیجے سے محبت و شفقت کا حق ادا کر دیا۔ جناب عبدالمطلب یتیم پوتے کے جس طرح ناز اٹھاتے تھے، اُس میں کمی نہ آنے دی اور آپؐ کو اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر چاہا۔ وہ ہر وقت اُنھیں اپنی نظروں کے سامنے رکھتے، اپنے پاس سلاتے اور جہاں جاتے ساتھ رکھتے۔ اُن کے لیے الگ فرش بچھایا جاتا تھا جس پر اور کوئی نہ بیٹھتا تھا لیکن ننھے حضورؐ بڑی شان سے اِس پر آ کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اُن کی یہ شان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر ابو طالب کہا کرتے:

''ربیعہ کے خدا کی قسم، سرداری میرے اِس بھتیجے پر سجتی ہے''۔

اُنھی دنوں جناب ابو طالب اور اُن کے گھر والوں کو ایک حیران کن مشاہدہ ہوا۔ اُنھوں نے محسوس کیا کہ جب وہ لوگ حضورؐ کے بغیر کھانا کھاتے، چاہے الگ الگ یا مل کر، تو کسی کا پیٹ نہ بھرتا تھا۔ اِس کے برعکس جس وقت حضورؐ کھانے پر موجود ہوتے تو نہ صرف اتنے ہی کھانے سے سب کا پیٹ بھر جاتا بلکہ کھانا بچ رہتا تھا۔ یہ دیکھ کر جناب ابو طالب نے معمول بنا لیا کہ جیسے ہی سب کھانا کھانے بیٹھتے، کہتے:

''ٹھہرو، میرے بیٹے کو آ لینے دو''۔

جب حضورؐ تشریف لے آتے تو ابو طالب فرماتے:

''تم بڑے ہی مُبارَک ہو''۔

اِس کے بعد کھانا شروع کیا جاتا۔

چھوٹی عمر ہی میں آپؐ نہایت سلجھے ہوئے تمیزدار بچے تھے۔ دوسرے بچے عادت کے مطابق کھانے پر چھینا جھپٹی شروع کر دیتے، جس پر ننھے حضورؐ اپنا ہاتھ روک لیتے اور خاموشی سے بیٹھ جاتے۔ یہ حالت دیکھ کر ابو طالب اپنے ہاتھوں سے آپؐ کے لیے الگ کھانا نکال کر دینے لگے۔

جناب ابو طالب حضورؐ کو جس قدر چاہتے تھے، آپؐ کو اِس کا احساس تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی آپؐ نے محسوس کیا کہ تایا کی مالی حالت انتہائی کمزور ہے اور دوسری جانب ایک بڑے کنبے کی پرورش اُن کے ذمے تھی۔ اِس صورتِ حال کا احساس ہوتے ہی آپؐ نے تایا کا ہاتھ بٹانے کے متعلق سوچنا شروع کر دیا۔ ایک کمسن بچہ جو عمدہ صحت کے باعث عمر سے بڑا دکھائی دیتا تھا، اِس سلسلے میں کیا کر سکتا تھا؟ ہاں، آپ کو بکریاں چَرانے کا تجربہ ضرور تھا جو آپ نے بنو سعد کے علاقے میں اپنے دودھ شریک بھائیوں کے ساتھ حاصل کیا تھا، چنانچہ آپؐ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تایا کا ہاتھ بٹانے کی غرض سے اُن کی بکریاں چَرانے کا کام شروع کر دیا۔ یوں حالات آپ کو خود بخود اُس ڈگر پر لے گئے جس پر تمام انبیاء کرام چلتے رہے تھے۔ بکریاں چَرانا انبیاء کا پیشہ تھا اور آپؐ کو یہ پیشہ اختیار کرنے پر فخر تھا۔

آپؐ کو اِس زندگی کے تجربات بھی یاد رہے۔ ایک مرتبہ آپؐ صحابہ کرام کے ہمراہ پیلو کی جھاڑیوں میں سے گزرے تو فرمایا:

اِس کے جو پھل سیاہ ہو گئے ہیں، وہ توڑو۔ میں جس زمانے میں
بکریاں چَرایا کرتا تھا، یہی پھل توڑا کرتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دور میں آنکھ کھولی، عرب میں جاہلیت کا زمانہ اپنے عروج پر تھا۔ قریش کو حضرت ابرہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے پر فخر تھا اور اِسی وجہ سے پورے عرب میں اُن کا مقام و مرتبہ قائم تھا لیکن وہ حضرت ابراہیمؑ کے پیغام کو بھول چکے تھے۔ اُنھوں نے ایک اللہ کی عبادت چھوڑ کر بہت سے جھوٹے خداؤں کو اُس کی خدائی میں شامل کر رکھا تھا۔ وہ بتوں کی پوجا کرتے، اُن کے لیے چڑھاوے چڑھاتے اور پھر یہ کھانے بابرکت سمجھ کر کھاتے اور خوش ہوتے تھے۔ شرک کے علاوہ بھی اُن میں اَن گنت اخلاقی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ برہنہ ہونے کو اُن کے ہاں بالکل برائی خیال نہیں کیا جاتا تھا، الٹا وہ برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ اِن حالات میں ننھے حضور پرورش پا رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات نے آپؐ سے انتہائی عظیم کام لینا تھا چنانچہ اُس نے آپؐ کو تمام برائیوں اور مشرکانہ رسوم سے پاک رکھنے کا بندوبست کر دیا۔

ایک روز آپؐ قریش کے لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ سب لڑکوں نے پتھر اُٹھانے کے لیے اپنی چادریں (تہ بند) اُٹھا کر گلے میں باندھ رکھی تھیں جس سے سب ننگے ہو رہے تھے۔ دوسرے لڑکوں کی دیکھا دیکھی آپؐ نے بھی ایسا کرنا چاہا مگر اِس سے پہلے کہ چادر اُٹھتی اور آپؐ برہنہ ہوتے، کسی نے رعب دار آواز میں کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اپنی چادر باندھو''۔

چنانچہ آپؐ نے فوراً چادر باندھ لی۔

عرب کی جاہلانہ رسوم خصوصاً شادی وغیرہ کی تقریبات انتہائی دل فریب ہوا کرتی تھیں۔ گانا بجانا اور ڈھول ڈھمکا اِن کا لازمی عنصر تھا۔ اِن شیطانی کاموں میں بہت کشش پائی جاتی ہے تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو لڑکپن میں بھی ایسی مجالس سے دور رکھا۔ دو مرتبہ آپؐ کے دل میں خیال آیا کہ اِن جگہوں پر جائیں جہاں دوسرے لڑکے کھیل تماشا دیکھنے جاتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی حفاظت فرمائی۔

ایک شام سورج ڈوبنے کے قریب تھا۔ حضورؐ دوسرے لڑکوں کے ساتھ بکریاں چَرا کر لوٹ رہے تھے، جیسے ہی یہ لوگ مکّہ مکرّمہ میں داخل ہوئے، پہلے ہی گھر سے گانے بجانے کی آواز سنائی دی۔ آپؐ نے اپنے ایک ساتھی سے کہا:

''میری بکریوں کا دھیان رکھنا، میں ذرا دیکھ آؤں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے''۔

''جاؤ جا کر دیکھ لو''۔ اُس لڑکے نے رضامندی ظاہر کر دی۔

حضورؐ اُس گھر کی طرف گئے اور پوچھا:

''یہاں کیا ہو رہا ہے''؟

''شادی ہو رہی ہے''۔ لوگوں نے جواب دیا۔

یہ سن کر حضورؐ وہیں بیٹھ گئے تاکہ شادی کے تماشے دیکھیں مگر بیٹھتے ساتھ آپؐ کو نیند نے آ لیا اور اتنی گہری نیند سوئے کہ دن نکل آیا اور سورج کی تپش سے آپؐ کی آنکھ کھلی۔ آپؐ اپنے ساتھی لڑکوں کے پاس پہنچے اور اُن کے پوچھنے پر تمام ماجرا کہہ سنایا۔ یہ دن بھی بکریاں چَرانے میں گزرا۔ پھر سائے طویل ہونا شروع ہو گئے۔ بالآخر واپسی کا وقت آ پہنچا اور لڑکے اپنی بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ چل کھڑے ہوئے۔ بکریوں کے ممیانے کی آوازوں سے فضا گونج رہی تھی کہ مکّہ مکرّمہ قریب آ گیا۔ حضورؐ کے کانوں میں گانے بجانے کی وہی آوازیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ پڑیں۔ آپؐ نے اپنے ساتھی سے کل والی بات کہی، وہ پھر رضامند ہو گیا۔ چنانچہ حضورؐ وہاں جا کر بیٹھ گئے مگر پچھلے دن کی طرح دوبارہ نیند نے آ لیا اور آپؐ اگلی صبح تک سوتے رہے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دل سے اِس طرح کے شوق اور خواہش ہی کا خاتمہ کر دیا۔

نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مُبارکہ میں سب سے زیادہ حیران کن چیز، چھوٹی سی عمر میں آپؐ کی بتوں سے بے زاری تھی۔ بتوں سے یہ نفرت اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی فطرت میں رکھ دی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے خاندان کے برعکس آپ اُن کی قربت سے دور بھاگتے تھے اور اُن کے چڑھاوے وغیرہ بالکل نہیں کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ کے آگے بتوں کے چڑھاوے کا کھانا اور اُن کے لیے قربان کیے ہوئے جانور کا گوشت رکھا گیا مگر آپؐ نے کھانے سے انکار کر دیا۔

بوانہ ایک بت تھا جس کی زیارت کے لیے قریش جایا کرتے اور وہاں جا کر نذریں اور نیازیں چڑھاتے تھے، ایک دن کا اعتکاف کرتے اور پھر (حج کی طرح) قربانی کرنے کے بعد سر منڈواتے تھے۔ ابو طالب بھی ہر سال اپنے خاندان کے ساتھ وہاں جایا کرتے تھے۔ وہ لوگ آپؐ کو بھی ساتھ چلنے کو کہتے مگر آپؐ انکار فرما دیتے تھے۔ ہر سال یہی جھگڑا ہوتا۔ حضورؐ کے تائے اور پھوپھیاں خاص طور پر بہت بگڑتے۔ اُن کی ناخوشی دیکھتے ہوئے ایک سال آپؐ ساتھ چلے گئے مگر وہاں جا کر غائب ہو گئے اور بہت دیر تک آپؐ کا کچھ پتہ نہ چلا، اِس پر سب گھر والے پریشان ہو گئے۔ جب آپؐ واپس آئے تو سخت خوف زدہ اور ڈرے ہوئے تھے اور چہرے کا رنگ فق تھا۔ آپؐ کو دیکھ کر پھوپھیاں لپک کر آئیں اور پوچھا:

''بیٹے! یہ تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے''؟

ڈرتا ہوں کہ مجھے کچھ ہو نہ جائے۔ میں جب بھی اِس بت خانے میں
کسی بت کی طرف جاتا تھا تو یوں لگتا تھا کہ ایک گورے رنگ کا لمبا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تڑنگا آدمی کھڑا کہہ رہا ہے کہ اے محمد دور رہو، اِسے مت چھونا۔

''اللہ تمہیں شیطان کے شر میں مبتلا نہیں کرے گا''۔ پھوپھیوں نے کہا۔

اِس کے بعد حضورؐ کبھی اِس تہوار میں نہیں گئے۔

دیگر قریش کی مانند جناب ابوطالب کا پیشہ تجارت ہی تھا اور وہ اِس سلسلے میں سفر پر شام جاتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک تجارتی قافلہ شام جانے کے لیے تیار ہوا تو ابوطالب نے بھی جانے کی تیاری کر لی۔ اُس وقت حضورؐ کی عمر بارہ برس ہو چکی تھی۔ آپؐ کے اصرار پر وہ حضورؐ کو بھی اپنے ساتھ اِس سفر پر لے گئے۔ چھوٹی عمر میں یہ طویل سفر آپ کے لیے ایک انوکھا تجربہ تھا۔

کہا جاتا ہے کہ اِسی سفر کے دوران میں بُصریٰ کے مقام پر بحیریٰ نامی ایک راہب نے حضورؐ کو دیکھ کر ابوطالب کو یہ نصیحت کی کہ ''اپنے اِس بھتیجے کو یہودیوں سے بچا کر رکھنا۔ اگر اُنھوں نے اِسے دیکھ کر وہی باتیں پہچان لیں جو میں نے پہچانی ہیں تو ضرور اِس کے ساتھ شرارت کریں گے کیونکہ تمہارا یہ بھتیجا بڑی عظیم شخصیت کا مالک ہے''۔

یہ نصیحت سن کر ابوطالب کو یقیناً قبیلہ بنو مدلج کے لوگوں کی باتوں کے ساتھ ساتھ علمِ قیافہ کے اُس ماہر کی بے چینی بھی یاد آ گئی ہو گی جو مکّہ مکرّمہ آیا کرتا تھا۔ وہ جب کبھی آتا، قریش کے لوگ اپنے بچوں کو اُس کے پاس لے جاتے تاکہ وہ قیافے کی مدد سے اُن کے متعلق کچھ بتائے۔ ایک مرتبہ ابوطالب دوسرے بچوں کے ساتھ حضورؐ کو اُس کے پاس لے گئے۔ اُس نے ایک نظر حضورؐ کو دیکھا اور پھر کسی اور طرف مشغول ہو گیا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد اُس نے کہا:

''اُس لڑکے کو لاؤ جسے ابھی میں نے دیکھا تھا''۔

اُس کی آنکھوں میں اشتیاق بھرا ہوا تھا اور وہ انتہائی بے تابی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ اُس کو یوں بے تاب دیکھ کر ابوطالب نے حضورؐ کو چھپا دیا۔ اِس دوران میں وہ کہہ رہا تھا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اُس لڑکے کو میرے پاس لے کر آؤ، واللہ وہ بہت بڑا آدمی بننے والا ہے''۔

اب بحیریٰ کی بات سن کر ابو طالب نے محسوس کیا کہ واقعی کوئی بات ہے، چنانچہ اُنھوں نے جلدی جلدی اپنا تجارتی کام مکمل کیا اور حضورؐ کو لے کر مکّہ مکرّمہ واپس آ گئے۔

حضور نے اپنے بچپن میں اُن تمام صحت مندانہ مشاغل میں حصّہ لیا جن میں قریش کے بچے مصروف رہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اُسی زمانے میں تیر اور تلوار چلانے سیکھے، نشانہ لگانا سیکھا اور کشتی لڑنے میں مہارت حاصل کی۔

جیسے جیسے نبی کریم ﷺ کی عمر بڑھ رہی تھی، آپ کی سنجیدگی میں اضافہ اور جاہلیت کے ماحول سے آپ کی بے زاری بڑھتی جا رہی تھی۔ آپؐ خلوت اور تنہائی کو پسند کرنے لگے تھے اور دیگر ہم عمر لڑکوں کے ساتھ بالکل نہیں کھیلتے تھے۔ یوں آپؐ کی طبیعت کا میلان اُس ذمہ داری کو اٹھانے کی جانب بڑھ رہا تھا جو آگے چل کر آپؐ کے کندھوں پر پڑنے والی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم محسن

جب سے وادیِ بطحا میں آفتابِ نبوت طلوع ہوا تھا، قافلۂ حق کے مسافروں کی تعداد آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔ آئے دن کوئی نہ کوئی خوش بخت روح، دعوتِ حق پر لبیک کہتے ہوئے باپ دادا کے دین کو خیر باد کہہ دیتی۔ مشرکینِ مکّہ اِس صورتِ حال پر سخت گھبرائے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے مکّہ میں دہشت کی فضا قائم کر رکھی تھی۔ مظلوم مسلمانوں پر ستم کے ایسے پہاڑ توڑے جاتے کہ زمین بھی کانپ اٹھتی تھی۔ اِن تمام مظالم کے باوجود اُنھیں اپنے مقصد میں ذرہ بھر کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اُن کی جفاؤں سے ڈر کر نہ کسی مسلمان نے اپنا دین چھوڑا اور نہ وہ لوگ توحید قبول کرنے سے باز آئے جن کے دلوں کو اسلام نے فتح کر لیا تھا۔

اِس تمام کارروائی کے بعد قریشِ مکّہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اسلام کی راہ صرف دو ہی طریقوں سے روکی جا سکتی ہے یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے یہ کام چھوڑ دیں یا پھر آپؐ کی شمعِ زندگی گُل کر دی جائے۔ کافر جانتے تھے کہ جب تک نبی اکرم ﷺ کو جناب ابوطالب کی حمایت حاصل ہے، آپؐ پر ہاتھ ڈالنا ممکن نہیں۔ دوسرا قدم اٹھانے سے پہلے ضروری تھا کہ ابو طالب کو آپؐ کی حمایت ترک کرنے پر مجبور کیا جاتا چنانچہ کفارِ مکّہ نے ان دونوں محاذوں پر کام شروع کرنے کا پروگرام بنایا۔

ایک دن سردارانِ قریش مسجدِ حرام میں مجلس جمائے بیٹھے تھے۔ اُن میں سے بیشتر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے منہ اترے ہوئے تھے اور چہروں پر وحشت برس رہی تھی۔ اُن کی صورتوں سے صاف جھلک رہا تھا کہ وہ کسی تازہ صدمے سے دوچار ہوئے ہیں۔ اُنھیں یہ چوٹ حضورؐ کے چچا اور قریش کے نامور سردار حضرت حمزہ ؓ کے قبولِ اسلام سے لگی تھی۔ اِس تازہ دکھ نے اُنھیں بے حال کر رکھا تھا۔ اُن کی نظریں بار بار مسجد کے ایک کونے کی جانب اٹھتیں اور غصے اور نفرت کے ملے جلے اظہار کے ساتھ واپس لوٹ آتیں۔ مسجد کے اُس گوشے میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ عتبہ بن ربیعہ نے اپنے ساتھیوں کو اِس قدر مایوس دیکھا اور اُن کے حوصلے ٹوٹتے محسوس کیے تو بولا:

> بھائیو! آپ کہیں تو میں محمد سے جا کر ملوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اُن کے سامنے چند تجاویز رکھوں۔ ممکن ہے وہ اِن میں سے کسی ایک کو قبول کرنے کی ہامی بھر لیں اور ہماری مخالفت سے باز آ جائیں۔

''ابوالولید! ہمیں تم پر مکمل بھروسا ہے۔ تم چاہو تو جا کر بات کر لو''۔ سردارانِ قریش نے جواب دیا۔

ساتھیوں کی تائید پا کر عتبہ اٹھا اور اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جا بیٹھا۔ آپؐ نے عتبہ کو اپنے پاس بیٹھتے دیکھا تو اُس کی جانب متوجہ ہوئے۔ عتبہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا:

> بھتیجے! تم ہمارے ایک اعلیٰ اور شریف گھرانے کے فرد ہو۔ ہمارے درمیان تمھیں جو عزت حاصل تھی، اُسے تم بھولے نہیں ہو گے۔ یہ تمھیں بیٹھے بٹھائے کیا سوجھی ہے؟ تمھاری اِس حرکت نے پوری قوم پر آفت ڈھا دی ہے اور ہمارا باہمی اتحاد پارہ پارہ کر ڈالا ہے۔ بھتیجے! تم پوری قوم کو بے وقوف ٹھہراتے ہو، ہمارے معبودوں کی برائی بیان کرتے ہو، ہمارے باپ دادا کو جو اِس دنیا میں نہیں ہیں، کافر اور گمراہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیتے ہو۔ تم توجہ سے میری بات سنو، میں چند تجاویز تمہارے سامنے رکھتا ہوں، تم اِن پر غور کرو شاید تمہیں اِن میں سے کوئی پسند آ جائے اور تم اِسے قبول کر لو۔

''ابوالولید! کہیے میں سن رہا ہوں''۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اُس کی فضول باتیں نظر انداز کرتے ہوئے اُسے اُس کی کنیت سے مخاطب کیا۔ یاد رہے کہ عرب میں کسی کو اُس کی کنیت سے بلانے کا مطلب اُسے عزت دینا ہوتا تھا۔

بھتیجے! اگر اِس کام سے تمہارا مقصد مال حاصل کرنا ہے تو ہم تمہیں اَن گنت مال دینے کو تیار ہیں، اِس قدر کہ تم قوم کے مال دار ترین شخص بن جاؤ۔ اگر تمہیں عزت اور بڑائی چاہیے تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنائے لیتے ہیں۔ اگر سمجھتے ہو کہ تم پر کوئی جن آتا ہے اور تمہیں سوتے جاگتے میں واقعی کچھ دکھائی دینے لگا ہے تو ہم بہترین معالج بلا کر تمہارا علاج کروانے کو تیار ہیں۔ اِس پر جتنا بھی خرچ اٹھے گا ہم بخوشی ادا کریں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے عتبہ کی یاوہ گوئی سنتے رہے۔ جب وہ خاموش ہوا تو آپؐ نے فرمایا:

''ابوالولید! آپ کو جو کہنا تھا، کہہ چکے یا ابھی کچھ باقی ہے''؟

''مجھے جو کہنا تھا، کہہ دیا''۔ عتبہ نے جواب دیا۔

''اچھا، اب میری بات سنیے''۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

پھر آپؐ نے بسم اللہ پڑھ کر سورہ حم السجدہ کی تلاوت شروع کی۔ عتبہ اپنے دونوں ہاتھ پشت کی طرف سے زمین پر ٹکائے کلام اللہ سننے لگا۔ قرآن مجید کا پرتاثیر کلام سن کر اُس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چہرے کا رنگ بدلتا گیا اور اُس پر ہیبت طاری ہوگئی۔ پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی:

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ

(اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو اِن سے کہہ دو کہ میں نے تم کو اُسی طرح کے اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈرا دیا ہے جیسا عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا)

یہ آیت سنتے ہی عتبہ نے بے اختیار اپنا ہاتھ آپؐ کے منہ پر رکھ دیا۔ وہ رشتے داری کا واسطہ دینے لگا:

''محمد! اللہ کے واسطے ایسی بات نہ کہو''۔

نبی اکرم ﷺ نے آیاتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ فرمایا، پھر آپ عتبہ سے مخاطب ہوئے:

ابوالولید! آپ نے میرا جواب سن لیا نا، اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔

عتبہ اٹھ کھڑا ہوا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا، اپنے ساتھیوں کی جانب چل دیا۔ اُن لوگوں نے اُسے دور ہی سے دیکھ کر کہا:

واللہ، ابوالولید یہ چہرہ لے کر نہیں گیا تھا، یہ تو بالکل بدلی ہوئی صورت ہے۔

اِسی دوران میں عتبہ اُن کے پاس پہنچ کر خاموشی سے بیٹھ گیا۔ اُس کے بیٹھتے ساتھ ہی کسی نے اُس سے پوچھا:

گفتگو کے دوران میں تم محمد (ﷺ) کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کیا التجائیں کر رہے تھے؟

''تم جانتے ہو، محمدؐ جھوٹ نہیں کہتے، مجھے عذاب کا ڈر محسوس ہوا تھا''۔ عتبہ نے خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہو، ابوالولید کیا خبر لائے''؟

اب اُنھوں نے اصل معاملہ جاننا چاہا۔

اللہ کی قسم، میں نے ایسا کلام پہلے کبھی نہیں سنا، نہ یہ شاعری ہے نہ جادو۔ میری مانو تو اِس شخص کو اِس کے حال پہ چھوڑ دو۔ واللہ یہ کلام ضرور رنگ لا کر رہے گا۔ ذرا سوچو، اگر عرب اِس پر غالب آ گئے تو تم اپنے بھائی کے خلاف ہاتھ اٹھانے سے بچ جاؤ گے لیکن اگر یہ عرب پر غالب آ گیا تو اِس کی بادشاہی تمہاری بادشاہی اور اِس کی عزت تمہاری عزت ہو گی۔

عتبہ نے اُنھیں سمجھانا چاہا، مگر عتبہ کو اِس طریقے سے باتیں کرتے دیکھ کر کفار کو تعجب ہوا۔ وہ سب مل کر اُسے برا بھلا کہنے لگے اور طنزیہ انداز میں بولے:

''ابوالولید! آخر اُس کا جادو تم پر بھی چل گیا نا''۔

''میری رائے یہی ہے، اب جو تمہارا جی چاہے کرو''۔

یہ کہہ کر عتبہ خاموش ہو گیا۔

ایسی چند ملاقاتوں کے بعد سردارانِ قریش نے بھانپ لیا کہ نبی اکرم ﷺ حرص کے جال میں آنے والے نہیں، چنانچہ اب اُنھوں نے دوسرے محاذ پر کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ کئی مرتبہ وفود کی شکل میں جناب ابو طالب کے پاس گئے اور مطالبہ کیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو یہ کام ترک کرنے پر مجبور کریں، ورنہ اُس کی حمایت کرنا چھوڑ دیں۔

ایسا ہی ایک وفد جس میں ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عتبہ بن ربیعہ اور ابوسفیان وغیرہ شامل تھے، ایک دن جناب ابو طالب کے پاس آیا اور کہا:

ابو طالب! تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہا، ہمارے مذہب کی مذمت کی، ہمیں احمق اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیا۔ تمہیں بھی یہ سب ناپسند ہو گا کیونکہ تم نے اپنا آبائی دین ترک نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ ہم تمھیں کہنے آئے ہیں کہ اُسے ایسی باتیں کہنے سے روکو۔ اگر تمہارے لیے یہ کرنا ممکن نہیں تو اُس کی حمایت کرنا چھوڑ دو، ہم خود اُس سے نمٹ لیں گے۔

جناب ابو طالب نے نرمی سے جواب دیا، خوشگوار باتیں کر کے اُن کا غصہ ٹھنڈا کیا اور وہ لوگ چلے گئے۔

کچھ مدت بعد کفار نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنا کام برابر جاری رکھے ہوئے ہیں تو دوبارہ ایک وفد بنا کر آئے اور کہا:

ابو طالب! آپ ہمارے بزرگ ہیں اور ہمارے دلوں میں آپ کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ ہم نے آپ سے عرض کیا تھا کہ اپنے بھتیجے کو منع کریں لیکن آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔ واللہ، اب ہم سے صبر نہیں ہوتا۔ آپ یا تو اُسے روکیں ورنہ ہمارے اور آپ کے درمیان لڑائی ہو گی اور ایک فریق کے خاتمے سے پہلے نہیں رکے گی۔

یہ دھمکی دینے کے بعد وہ اٹھ کر چلے گئے۔

ابو طالب اپنے عزیز بھتیجے کی حمایت ترک کر کے اُنھیں قوم کے سپرد کرنا نہیں چاہتے تھے۔ دوسری طرف اُن کی یہ بھی خواہش تھی کہ قوم کے ساتھ دشمنی جدائی کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ اُنھوں نے کچھ سوچ کر رسول اللہ ﷺ کو بلوایا اور کہا:

بھتیجے! تمہاری قوم کے لوگ ایسی باتیں کہہ گئے ہیں۔ تم میرے اور اپنے لیے جینے کی کچھ گنجائش باقی رہنے دو اور مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کو میں اٹھا نہ سکوں۔

اعلانِ نبوت کے دن سے جناب ابو طالب پوری قوم کے مقابلے میں آپؐ کے لیے ڈھال بنے ہوئے تھے۔ شفیق تایا کے منہ سے یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کو شدید صدمہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ آپؐ نے محسوس کیا کہ قوم کا دباؤ اب بوڑھے تایا کے اعصاب کے لیے ناقابلِ برداشت ہو چکا ہے اور وہ اپنی حمایت ترک کرنے پر تیار ہو رہے ہیں۔ آپؐ نے اُنھیں جواب دیا:

تایا جان! اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیا جائے تو میں یہ کام نہ چھوڑوں گا، یہاں تک کہ اللہ اِسے کامیاب فرما دے، یا میں اِس راہ میں ہلاک ہو جاؤں۔

اتنا کہہ کر آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپؐ شدتِ جذبات سے رو پڑے۔ اِس کے بعد آپؐ اُٹھے اور باہر کی جانب چل دیے۔

عزیز بھتیجے کی حالت دیکھ کر جناب ابوطالب کو احساس ہوا کہ اُنھوں نے کتنی تکلیف دہ بات کہی تھی۔ چنانچہ آپؐ کو پیچھے سے پکارا، حضور ﷺ واپس پلٹے تو کہا:

بیٹے! اپنا کام جاری رکھو اور جو کرنا چاہتے ہو کرو۔ واللہ، میں کبھی تمھیں دشمنوں کے حوالے نہ کروں گا۔

چند دنوں بعد قریش کا وفد پھر ابوطالب کے پاس آ پہنچا اور کہا:

آپ ہمارے بزرگ اور سردار ہیں۔ ہم آپ کے سامنے انصاف کی بات پیش کرتے ہیں۔ اپنے بھتیجے کو بلا کر کہیے کہ وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دے، ہم اُسے اور اُس کے معبود کو اُن کے حال پر چھوڑے دیتے ہیں۔

سردارانِ قریش کی یہ تجویز سن کر جناب ابوطالب نے نبی اکرم ﷺ کو بلوایا اور کہا:

بھتیجے! یہ تمھارے چچا اور تمھاری قوم کے سردار تم سے انصاف کی ایک بات طے کرنا چاہتے ہیں۔

''کہیے''۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

''تم ہمیں اور ہمارے معبودوں کو ہمارے حال پر چھوڑ دو اور اُن کی برائی کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے باز آ جاؤ، ہم تمہیں اور تمہارے معبود کو تمہارے حال پر چھوڑ دیتے ہیں''۔ کفار نے تجویز پیش کی۔

''اِنھوں نے انصاف کی بات کہی ہے، اِسے مان لو''۔ ابو طالب نے آپؐ کو مشورہ دیا۔

''تایا جان! کیا میں اِس سے بہتر بات نہ کہوں''؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

''وہ کیا''؟ ابو طالب نے پوچھا۔

''میں اِنھیں ایک ایسی بات کی طرف بلاتا ہوں جس کے اگر یہ قائل ہو جائیں تو عرب کے حکمران بن جائیں اور عجم اِن کا تابع ہو جائے''۔ حضورؐ نے فرمایا۔

''یہ تو بڑے نفع کا سودا ہے۔ تمہارے رب کی قسم ہم ایک نہیں، ایسی دس باتیں کہنے کو تیار ہیں''۔ ابوجہل جوش میں آ کر بولا۔

''کہو، لاالہ الااللہ''۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

یہ سنتے ہی تمام لوگ بھڑک اٹھے اور غصے سے آگ بگولا ہو گئے۔ جس کے منہ میں جو آیا، پکار اٹھا:

''یہ تو جادوگر ہے جھوٹا''۔

''کیا اِس نے اِتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا لیا''؟

''یہ تو بڑی عجیب بات ہے''!

''چلو اور اپنے معبودوں پر قائم رہو''۔

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ بعض اب بھی بڑبڑا رہے تھے:

''بے شک اِس بات سے تم پر شرف و فضیلت حاصل کرنا ہی مقصود ہے''۔

''یہ بات تو پچھلے مذاہب میں ہم نے کبھی سنی ہی نہیں''۔

''بالکل، یہ ایک بنائی ہوئی بات ہے، کیا ہم سب میں اِسی پر نصیحت اترنا تھی''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ غصے میں بھرے یہ باتیں کہتے باہر نکل گئے۔

اب قریش جان گئے کہ ابوطالب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت چھوڑنے پر قطعاً آمادہ نہیں اور آپؐ کی خاطر قوم کی دشمنی اور اُس سے جدائی قبول کرنے کو بھی تیار ہیں۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر اُنھوں نے ایک نیا حربہ آزمانے کا فیصلہ کیا۔ وہ ولید بن مغیرہ کے بیٹے عمارہ کو اُن کے پاس لے گئے اور کہا:

> ابو طالب! یہ عمارہ بن ولید ہے، قریش کا سب سے طاقت ور اور خوبصورت نوجوان۔ تم اِسے اپنا بیٹا بنا لو اور اِس کی عقل و قوت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اِس کے بدلے میں اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم اُسے قتل کر دیں۔ ہم ایک آدمی دے کر دوسرا لے رہے ہیں۔

''واللہ تم لوگوں نے بدترین سودا کیا، اپنا بیٹا مجھے دیتے ہو کہ میں اُسے پالوں پوسوں اور میرا بیٹا مانگتے ہو کہ اُسے قتل کر دو، یہ ہرگز نہیں ہو سکتا'' ابوطالب نے غصے میں کھولتے ہوئے جواب دیا۔

''ابوطالب! تمہاری قوم نے تمہارے ساتھ انصاف کیا اور کوشش کی کہ جس مشکل میں تم پڑ گئے ہو، اُس سے نکل جاؤ، مگر تم ہو کہ اُن کی کوئی بات بھی نہیں مانتے''۔ مطعم بن عدی نے کہا۔ یہ شخص حضور ﷺ کے پردادا ہاشم کے بھائی نوفل کی اولاد میں سے تھا۔

''واللہ اِنھوں نے مجھ سے کچھ انصاف نہیں کیا مگر تم مجھے چھوڑ کر میرے خلاف اِن لوگوں کا ساتھ دے رہے ہو۔ اچھا، جو تمہارا جی چاہے کرو''۔ ابوطالب نے جواب دیا۔

اِس پر بات بڑھ کر جھگڑے کی صورت اختیار کر گئی اور لڑائی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ جناب ابوطالب نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو اِس بات پر آمادہ کیا کہ وہ سب متحد ہو کر نبی ﷺ کی حمایت و حفاظت کریں گے۔ تمام لوگ اِس بات پر متفق ہو گئے، صرف ابولہب نہ مانا اور الگ رہا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسی زمانے کی بات ہے کہ ایک روز ابو طالب حضور ﷺ کے مکان پر آئے اور آپؐ کو نہ پایا۔ فضا میں تصادم کی جو بو پھیلی ہوئی تھی اُس کے باعث اُنھیں شبہ ہوا کہ آپؐ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اُنھوں نے فوراً بنو ہاشم اور بنو مطلب کے نوجوانوں کو اکٹھا کیا، اُنھیں ہتھیار کپڑوں میں چھپا لینے کی ہدایت کی اور کہا:

میرے ساتھ مسجدِ حرام چلو۔ وہاں جس مجلس میں ابوجہل کو بیٹھے دیکھو اُس کے کسی فرد کو نہ چھوڑنا۔ ضرور اُن لوگوں نے ہی محمدؐ کو قتل کیا ہوگا۔

چنانچہ وہ تمام لوگ حرم کی جانب چل دیے۔ راستے میں اُن کی ملاقات حضرت زید بن حارثہ ؓ سے ہوئی۔ اُنھوں نے بتایا کہ حضور ﷺ بخیریت ہیں۔ یہ سن کر اِن لوگوں کو اطمینان ہوا اور وہ واپس گھروں کو لوٹ گئے۔

اگلے دن جناب ابوطالب نے قریش کی مجلس میں جا کر سارا واقعہ بیان کیا اور کہا:

اللہ کی قسم اگر تم لوگوں نے محمدؐ کو قتل کر دیا تو میں تم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑوں گا، یہاں تک کہ ہم لڑلڑ کر ختم ہو جائیں۔

اِس واقعہ سے قریش کو اندازہ ہوا کہ محمد ﷺ پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان کام نہیں۔ وہ اِس بات سے بھی مایوس ہو گئے کہ ابو طالب کو اپنے بھتیجے کی حمایت ترک کرنے پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔

اللہ کی شان نرالی ہے ____ کل یوم ھو فی شان ____ ہدایت دینا یا نہ دینا مکمل طور پر اُس کے اختیار اور مرضی پر موقوف ہے۔ اِسی لیے اُس نے رسول اللہ ﷺ سے فرمادیا کہ

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ

(القصص ۲۸:۵۶)

آپ جسے پسند کریں ہدایت نہیں دے سکتے، مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی خواہش کہ آپ کے یہ تایا ایمان لے آئیں، تشنہ رہ گئی۔

شعبِ ابی طالب کی محصوری ختم ہوئے چند ہی ماہ گزرے تھے کہ ابوطالب جو بوڑھے ہو چکے تھے، شدید بیمار پڑ گئے اور اُن کے بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ آنحضرت ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے تو ابوجہل اپنے ایک ساتھی کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ آپؐ نے اپنے تایا سے فرمایا:

لا الہ الا اللہ کہہ دیجیے، ایک کلمہ جس کے ذریعے سے میں اللہ کے پاس آپ کے لیے حجت پیش کر سکوں گا۔

ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا:

''ابوطالب! کیا عبدالمطلب کی ملّت سے رخ پھیر لو گے''؟

وہ دونوں اُن سے مسلسل باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب نے آخری الفاظ یہ کہے:

''عبدالمطلب کی ملّت پر۔۔۔۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:

جب تک مجھے روک نہ دیا جائے، مَیں آپ کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا۔

ابوطالب انتقال کر گئے اور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (التوبۃ ۹:۱۱۳)

نبی اور اہل ایمان کے لیے درست نہیں کہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں اگرچہ وہ قریبی رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ اُن پر واضح ہو چکا ہے کہ وہ لوگ جہنمی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن ابوطالب کے چھوٹے بھائی حضرت عباس ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

آپ اپنے تایا کے کیا کام آ سکے؟ (حالانکہ) وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے، اور آپ کے لیے (دوسروں پر) بگڑتے (یعنی ان سے لڑائی مول لیتے) تھے۔

آپؐ نے فرمایا:

میری وجہ سے وہ جہنم کی ایک کم گہری جگہ پر ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے گہرے کھڈے میں ہوتے۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

وہ جہنم میں جس جگہ ہوں گے وہاں آگ صرف اُن کے دونوں ٹخنوں تک پہنچ سکے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم کا معاہدہ

آدھی رات کا وقت ہے، آسمان پر چاند روشن ہے اور تارے جھلمل جھلمل کر رہے ہیں۔ اُن کے درمیان بادلوں کے چند آوارہ ٹکڑے بھی کہیں کہیں اڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے چاندنی رات نے پہاڑوں، میدانوں اور گھاٹیوں پر اپنی چادر پھیلا رکھی ہو۔ چاند کی روشنی میں دور سے ایک بستی صاف نظر آ رہی ہے۔ اِس بستی میں ہر طرف مکمل سکوت چھایا ہوا ہے۔ یہاں کے رہنے والے اِردگرد سے بے خبر آدھی رات کی گہری اور میٹھی نیند میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ فضا پر چھائی خاموشی کبھی کبھی اُس وقت ٹوٹ جاتی ہے جب کوئی کتا بھونکتا ہے، کسی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز آتی ہے یا کوئی بیمار اونٹ بلبلاتا ہے۔ تاہم بستی کے لوگ اِن آوازوں کے عادی ہیں، یہی وجہ ہے کہ اِس شور سے اُن کی نیند کچھ متاثر نہیں ہوتی۔

وقت آہستہ آہستہ گزرتا جا رہا ہے۔ فضا میں ایک مرتبہ پھر خاموشی چھا چکی ہے۔ اچانک ایک گھاٹی سے دبی دبی چیخوں کی آواز اٹھتی ہے اور آہستہ آہستہ بلند ہوتی چلی جاتی ہے۔ رات کے سکوت میں یہ چیخیں دور دور تک سنائی دینے لگی ہیں۔ یہ کسی چھوٹے بچے کے رونے کی آواز ہے۔ بچہ مسلسل روئے چلا جا رہا ہے اور گھر والوں کی کوشش کے باوجود خاموش نہیں ہو رہا۔ بچے کی ماں کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے ہیں۔ اُس کا بچہ بیمار ہوتا تو وہ دوا دارو کا انتظام کرتی مگر اُسے دوا کی ضرورت نہیں۔ یہ بچہ اِس لیے رو رہا ہے کہ اُس کا پیٹ خالی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شدید بھوک نے اُسے بے حال کر رکھا ہے۔ گھاٹی میں رہنے والے کسی ایسی چیز کی تلاش میں ہیں جس سے بچے کی بھوک مٹا سکیں مگر وہاں کھانے پینے کی کوئی شے موجود نہیں اور نہ کہیں باہر ہی سے لائی جا سکتی ہے۔ اِس گھاٹی کے رہنے والوں پر بستی کے ہر گھر کا دروازہ بند ہے۔ پوری بستی نے قسم کھا رکھی ہے کہ اِن لوگوں کی کچھ مدد نہ کریں گے۔

بچہ ابھی تک چیخ رہا ہے۔ مسلسل رونے سے اُس کی آواز بھاری ہوتی جا رہی ہے۔ چیخیں سن کر کئی اور بچے بھی جاگ اٹھے ہیں اور اُنھوں نے بھی رونا شروع کر دیا ہے۔ بھوکے بچوں کی چیخیں فضا میں گونج رہی ہیں مگر بستی کے لوگوں پر اِن کا کچھ اثر نہیں ہو رہا۔ یہ لوگ پہلے کی طرح پرسکون نیند میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ایک آدھ شخص کی آنکھ کھلی بھی تو اِن چیخوں کو سن کر اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ کروٹ بدل کر دوبارہ سو گیا۔ آسمان پر چاند ستارے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں۔ بالآخر چاند اِس دردناک منظر کی تاب نہ لا سکا اور اپنا چہرہ بادل کے ایک ٹکڑے کے پیچھے چھپا لیا۔ چاند کے چھپتے ہی بستی اندھیرے میں ڈوب گئی مگر اِس تاریکی میں بھی بچوں کی چیخیں دیر تک گونجتی رہیں۔

یہ قصہ ایک رات کا نہ تھا۔ اِس بستی میں بھوکے پیاسے معصوم بچوں کی چیخیں مسلسل تین سال تک گونجتی رہیں۔ بستی والے اِس قدر ظالم تھے کہ یہ معصوم چیخیں بھی اُن کے پتھر دلوں کو موم نہ کر سکیں۔ وہ اِن چیخوں کو سن سن کر خوش ہوتے اور قہقہے لگاتے رہے۔ ظلم کا یہ کھیل جہاں کھیلا گیا، وہ مکّہ مکرّمہ کی بستی تھی اور اِس ستم کا شکار ہونے والے پیارے نبی ﷺ اور آپؐ کے خاندان بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لوگ تھے۔

نبوّت کی ذمہ داریاں ملنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکّہ والوں کو اللہ کی جانب بلایا اور اُنھیں دعوت دی کہ وہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اپنی تمام زندگی اللہ کے قوانین کے مطابق بسر کریں۔ آپؐ کی یہ بات سن کر اہلِ مکّہ کو غصہ آ گیا۔ اللہ کو ایک ماننے اور اس کی راہ پر چلنے کی بات اُنھیں قبول نہ تھی۔ اُنھیں وہ راستہ پسند تھا جس پر اُن کے باپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دادا صدیوں سے چلتے آرہے تھے۔ وہ اِس بات کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اُن کے باپ دادا کا راستہ غلط تھا یا وہ گمراہ تھے۔ اُن میں سے بعض لوگ جانتے تھے کہ محمد ﷺ سچے ہیں اور اُنھیں واقعی اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا ہے مگر اُن کی سرداری اور دیگر مفادات اُنھیں ایمان لانے سے روک رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن تمام لوگوں نے آپؐ کی مخالفت شروع کر دی اور آپؐ کے کام کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کرنے لگے۔ وہ چاہتے تھے کہ آپؐ اللہ کا پیغام لوگوں تک نہ پہنچا ئیں۔ نبی اکرم ﷺ کو اِس کام سے روکنے کے لیے اُنھوں نے آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو طرح طرح کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے تمام مظالم برداشت کیے مگر اُن کی بات نہ مانی۔ کافروں نے مایوس ہو کر آپؐ کے تایا ابوطالب پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ اُن کی خواہش تھی کہ ابو طالب آپؐ کو اِس کام سے روک دیں یا اُن کی حمایت کرنا چھوڑ دیں مگر ابو طالب نے بھی یہ دونوں باتیں قبول نہ کیں۔ اِس طرح کافروں کی شدید مخالفت کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اپنا کام جاری رکھا۔

جب مکّہ مکرّمہ کے سردار آپؐ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پھیلانے سے کسی طرح نہ روک سکے تو اُن کی دشمنی انتہا کو پہنچ گئی۔ اب اُن کی یہ خواہش تھی کہ آپؐ کو جان سے مار دیں لیکن یہ کام آسان نہ تھا۔ ابو طالب اور اُن کا خاندان بنو ہاشم اور بنو مطلب انتہائی با اثر اور قوّت رکھنے والے لوگ تھے۔ اُن کے کسی فرد کو قتل کر دینا کھیل نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کافر بے بس ہو کر اللہ کا پیغام پھیلتے دیکھ رہے تھے۔ اِس کام کو شروع ہوئے اب سات برس گزر چکے تھے۔ اِس دوران میں نہ صرف مکّہ مکرّمہ کے بہت سے اچھے لوگوں نے اللہ کا دین قبول کیا بلکہ مکّہ سے باہر کے بھی بہت سے افراد ایمان لے آئے۔ کفار کے ظلم وستم سے تنگ آ کر جب مسلمان حبشہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے تو اللہ کا دین بھی اُس سرزمین پر پہنچ گیا اور وہاں کے لوگ بھی اِس سے متاثر ہونے لگے۔ دینِ اسلام کو یوں پھلتا پھولتا دیکھ کر کافر سردار غم اور غصّے سے کھولنے لگے۔ اُن کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی جب اُنھیں یہ خبریں ملیں کہ مکّہ مکرّمہ کے دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت با اثر سرداروں حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے۔ کافروں کے ظلم وستم کی وجہ سے کمزور مسلمان اب تک چھپ چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے مگر اِن بہادر اور با اثر سرداروں کے ایمان لاتے ہی اُن کی ہمتیں بڑھ گئیں اور اُنھوں نے اللہ کے گھر خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔

سردارانِ قریش کے لیے یہ سب برداشت کرنا ممکن نہ تھا، مگر کر بھی کیا سکتے تھے، وہ پہلے ہی اسلام کا راستہ روکنے کی ہر ممکن کوشش کر چکے تھے، تاہم اُن کے لیے خاموشی اور بے بسی کے ساتھ تماشا دیکھتے رہنا بھی ممکن نہ تھا چنانچہ ایک دن یہ تمام لوگ اکٹھے ہوئے۔ اُنھوں نے پہلے تو محمد ﷺ، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دل کی بھڑاس نکالی، پھر اسلام کو مٹانے کی نئی نئی تدبیریں سوچنے لگے۔ بالآخر وہ اِس نتیجے پر پہنچے کہ جب تک رسولِ اکرم ﷺ کو بنو ہاشم اور بنومطلب کی حمایت حاصل ہے، وہ کبھی ہماری بات نہیں مانیں گے اور نہ ہم اُن کا کچھ بگاڑ سکیں گے۔

''تو کیا ہم خاموشی سے باپ دادا کا دین ختم ہوتے دیکھتے رہیں''؟ وہ غم وحسرت سے سوچنے لگے۔

''کیا کوئی طریقہ ایسا نہیں جس سے بنو ہاشم اور بنومطلب، محمد (ﷺ) کو ہمارے حوالے کر دیں''؟ انتقام کی آگ میں جلتا ہوا ایک شخص کہنے لگا۔

''یہ کیسے ممکن ہے؟ عرب روایات اور اصول ہم جانتے ہیں، کوئی خاندان اپنے فرد کو کسی حال میں بھی دشمن کے حوالے نہیں کرتا''۔ ایک بوڑھے نے تجربے کی بات کہی۔

''یہ سب درست سہی مگر کیا دنیا میں کوئی ترکیب ایسی نہیں جس سے بنو ہاشم اور بنومطلب کو مجبور کیا جا سکے''؟ اُس شخص نے دوبارہ سوال اٹھایا۔

''ہاں، ہمیں واقعی اِس بارے میں سوچنا چاہیے''۔ اور کئی لوگوں نے بھی اِس خیال کی تائید کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایک ترکیب ایسی ہے جو اِن خاندانوں کو گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور کر دے گی''۔

اچانک ایک بڑا ہی عیّار شخص بولا۔

''وہ کیا''؟ تمام لوگوں نے ایک ساتھ اُس سے پوچھا۔ اُن کی آنکھوں میں تجسّس پھیلا ہوا تھا۔

''ہاشم اور مطلب کی اولاد کا حقہ پانی بند کر کے اُن کا مکمل مقاطعہ اور بائیکاٹ کر دیا جائے اور جب تک وہ ہماری بات نہ مان لیں اُن سے کسی قسم کا لین دین اور تعلق نہ رکھا جائے''۔ اُس عیّار شخص نے اپنی تجویز بیان کی۔

اِس تجویز کو سنتے ہی تمام لوگ عش عش کر اٹھے۔

اسلام کی مخالفت اور پیارے نبیؐ کی دشمنی نے اُن لوگوں کو اندھا کر رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ یہ تجویز سب کو پسند آئی حالانکہ یہ بات عربوں کی روایات کے بالکل خلاف تھی۔ عرب معاشرے میں صلۂ رحمی یعنی رشتے داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے کی بہت اہمیت تھی اور اُن سے برا سلوک کرنے اور تعلقات توڑنے کو بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ مکّہ مکرّمہ میں کوئی خاندان ایسا نہ تھا جس کی بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ رشتہ داری نہ ہو۔ اِن میں بہت سے لوگ رشتے داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی وجہ سے مشہور بھی تھے مگر ابو جہل نے آبائی دین کی حفاظت کے مسئلے پر اُن کے جذبات کو خوب ہوا دی اور غم و غصہ کی حالت میں اُنھیں اِس تجویز پر رضامند کر لیا۔ اِس کے بعد معاہدہ لکھا گیا اور تمام لوگوں نے اللہ کی قسم کھا کر عہد کیا کہ جب تک بنو ہاشم اور بنو مطلب، محمد (ﷺ) کو ہمارے حوالے نہ کر دیں، اِن سے میل جول، شادی بیاہ، بول چال اور خرید فروخت کا کوئی تعلق نہیں رکھا جائے گا۔ قریش کے تمام خاندانوں کے سربراہوں نے ظلم کے اِس معاہدے پر دستخط کیے اور اِس کی دستاویز کو خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔

نبی اکرم ﷺ کے تایا ابو طالب کو جب معلوم ہوا کہ قریش محمدؐ کی جان کے دشمن ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے ہیں تو اُنھوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو بلوا بھیجا۔ جب تمام لوگ اکٹھے ہو گئے تو جناب ابو طالب نے اُنھیں اِس صورتِ حال سے آگاہ کیا اور تجویز پیش کی کہ وہ سب محمد (ﷺ) کو ساتھ لے کر شعبِ ابی طالب میں جمع ہو جائیں اور آخر وقت تک اُن کی حفاظت کریں۔ دونوں خاندانوں نے یہ تجویز قبول کر لی اور اُن کے کافر اور مسلمان، تمام افراد شعبِ ابی طالب میں اکٹھے ہو گئے۔ شعبِ ابی طالب مکّہ مکرّمہ کے ایک پہاڑ ابوقبیس کے قریب ایک گھاٹی تھی جس میں ابو طالب رہتے تھے۔ آج کل اِس جگہ کو شعبِ علی کہتے ہیں اور یہ حرم شریف سے چند منٹ کے فاصلہ پر ہے۔

یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے وہ لوگ جو آپؐ پر ایمان نہیں لائے اور آپؐ کو اللہ کا نبی نہیں مانا، اُنھوں نے بھی آپؐ کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ دیا اور آنے والے مصائب کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

یہ جس دور کا ذکر ہے، نہایت خطرناک وقت تھا۔ اُس معاشرے میں جس کی لاٹھی اُس کی بھینس کا قانون نافذ تھا۔ وہاں کسی بھی شخص کی جان اور مال محفوظ نہ تھے۔ طاقت ور کمزوروں کی جان، مال اور عزت سے کھیلنا اپنا حق سمجھتے تھے۔ کوئی کمزور یا اکیلا فرد اپنی حفاظت آپ نہیں کر سکتا تھا۔ پورے ملک میں صدیوں سے بدامنی کی یہی حالت تھی اور کسی شخص کے لیے اُس کے اپنے خاندان اور رشتہ داروں کی حمایت کے سوا جان، مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی کوئی صورت نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ عرب معاشرے کے اخلاقی اصولوں میں صلۂ رحمی یعنی رشتے داروں کے ساتھ بہترین سلوک کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ پھر اُس دور میں قبائلی نظام رائج تھا اور پورا قبیلہ مل کر اپنے ایک ایک فرد کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اِنھی اصولوں کے تحت بنو ہاشم اور بنو مطلب کے کافر افراد نے بھی اللہ کے رسولؐ کی حفاظت کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنا گھر بار چھوڑ کر آپؐ کے ساتھ ایک گھاٹی میں رہنے لگے۔ تاہم ایک شخص ایسا بھی تھا جس نے اپنی ذاتی انا اور معاشی فوائد کی خاطر اِس قبائلی روایت کی کچھ پروا نہ کی اور اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان اور قبیلے کو چھوڑ کر اُن لوگوں کا ساتھ دیا جنھوں نے اُن کا مقاطعہ کر کے اُنھیں بالکل الگ تھلگ کر دیا تھا، یہ شخص آپؐ کا اپنا تایا ابولہب تھا۔

جیسے ہی بنو ہاشم اور بنو مطلب کے افراد شعبِ ابی طالب میں منتقل ہوئے، قریش نے اُن کی ناکا بندی کر دی۔ یہ محاصرہ انتہائی سخت تھا، قریش اِن لوگوں کے ساتھ کسی قسم کی نرمی کرنے یا سہولت برتنے کو تیار نہ تھے۔ شعبِ ابی طالب میں مقیم افراد کے پاس کھانے پینے کا سامان بہت جلد ختم ہو گیا۔ اب نہ تو کہیں سے کوئی چیز آ سکتی تھی، نہ مکّہ مکرّمہ کا کوئی سوداگر اُن کے ہاتھ سامان بیچنے کو تیار تھا اور نہ یہاں کا کوئی گھرانہ ہی اُن کی مدد کر سکتا تھا۔ مکّہ مکرّمہ کا ہر شخص اپنے عہد اور قسم پر پوری طرح کاربند تھا، چنانچہ محصورین کے لیے ایک ہی راستہ باقی رہ گیا کہ باہر کا کوئی تاجر مکّہ مکرّمہ آئے تو اُس سے سامان خریدا جائے۔ مگر یہ امید بھی پوری نہ ہو سکی۔ جیسے ہی باہر کے تاجر مکّہ معظّمہ آتے، قریش کے لوگ جلدی جلدی اُن کا سامان خرید لیتے اور محصورین کے لیے کچھ باقی نہ بچتا۔ اِس کے باوجود اگر محصورین کسی تاجر سے سامان خریدتے نظر آتے تو ابولہب چلّا کر تاجر سے کہتا:

اِن سے اتنی زیادہ قیمت مانگو کہ یہ خرید نہ سکیں۔ نقصان کی فکر مت کرو،
میں یہ چیز بعد میں تم سے خرید لوں گا۔

یوں اُن لوگوں کے اُکسانے پر تاجروں نے اشیا کی قیمتیں اتنی بڑھا دیں کہ اِن کے لیے سامان خریدنا ہی ممکن نہ رہا۔

کافر سرداروں کے اِس رویّے کے باعث محصورین کی حالت روز بروز بگڑتی گئی اور وہ بھوکا رہنے اور فاقہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے ایک ہی چیز ممکن تھی اور وہ درختوں اور جھاڑیوں کے پتے تھے جن کی مکّہ مکرّمہ کی چٹیل وادی میں ویسے بھی بڑی طرح کمی تھی۔ جب بھوک بے تحاشا ستاتی تو یہی پتے بھوک مٹانے کے کام آتے، یا پھر سوکھا چمڑہ اُبال کر اور آگ پر بھون کر کھایا جاتا۔ بڑی عمر کے لوگ تو خاموشی سے وقت گزار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے مگر معصوم بچے کیونکر خاموش رہتے، چنانچہ شعبِ ابی طالب اِن بھوکے بچوں کے رونے اور بلبلانے سے اکثر گونجتا رہتا اور اُن کی آوازیں باہر تک سنائی دیتیں۔

بنو ہاشم اور بنو مطلب کے یہ مظلوم افراد بالکل بند ہو کر رہ گئے۔ یہ لوگ صرف حج کے زمانے میں باہر نکل پاتے اور پھر دوسرا حج آنے تک سارا سال شعب میں بند رہتے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے کاندھوں پر جو ذمہ داری ڈالی تھی، آپؐ اُسے ہر حال میں پورا کرتے رہے۔ چنانچہ اِن حالات میں بھی آپؐ دن رات، کھلے عام اور چھپ کر تبلیغ میں مصروف تھے۔

سختی کے اِس زمانے میں دو افراد ایسے بھی تھے جو معصوم بچوں کی چیخیں برداشت نہ کر پائے اور نہ اُنھوں نے رشتے داری کے تقاضوں ہی کو مکمل طور پر فراموش کیا۔ یہ افراد حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم اور بنو ہاشم کے ایک اور قریبی عزیز ہشام بن عَمرو تھے۔ اُنھیں جب کبھی موقع ملتا غلّہ اور خوراک چپکے سے محصورین کو پہنچا آتے۔

ہشام بن عَمرو غلّہ اونٹ پر لاد کر رات کے وقت شعبِ ابی طالب کے قریب لے آتا اور اُسے شعب کے اندر دھکیل دیتا۔ محصورین غلّہ اُتار کر اونٹ واپس بھیج دیتے۔

ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم غلّہ لا رہے تھے کہ ابوجہل کی نگاہ اُن پر پڑ گئی اور وہ بھاگ کر اُن کے پاس جا پہنچا:

''اچھا تو یہ بات ہے! اب ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا ورنہ عہد کی اِس خلاف ورزی پر میں تمہیں رسوا کر کے رکھ دوں گا''۔ ابوجہل نے حکیم کو دھمکی دی۔

اس دوران میں ابوالبختری نامی ایک شخص بھی وہاں آ نکلا۔ یہ بھی حضرت خدیجہؓ کا قریبی رشتے دار تھا۔ اُس نے ابوجہل سے پوچھا:

''کیا معاملہ ہے''؟

''دیکھو! یہ بنو ہاشم کے لیے غلّہ لیے جا رہا ہے''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''چھوڑو بھی، یہ اُس کی پھوپھی کا غلّہ ہے جو وہ اُن کے پاس لے جا رہا ہے۔ کیا تم اُن کی اپنی چیز بھی اُن کے پاس نہیں جانے دو گے''؟ ابوالبختری نے ابوجہل کو سمجھانا چاہا۔

''نہیں، ہرگز نہیں''۔ ابوجہل نے غصے سے جواب دیا۔

اِس پر دونوں میں ہاتھا پائی شروع ہوگئی۔ ابوالبختری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی جو وہاں قریب ہی پڑی تھی، اُٹھا کر اِس زور سے ماری کہ ابوجہل کا سر پھٹ گیا اور وہ لہولہان ہو گیا۔ لڑتے لڑتے اُن کی نگاہ حضرت حمزہ ﷺ پر پڑی جو کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اُنھیں دیکھتے ہی دونوں کا فرشرما گئے اور یہ سوچ کر کہ بنو ہاشم خوش نہ ہوں، لڑائی ختم کر دی۔

شعبِ ابی طالب میں کبھی کبھار پہنچنے والے اِس غلّے کے دم سے زندگی کی سانسیں چل رہی تھیں۔ یہ خوراک چند ہی دن میں ختم ہو جاتی اور فاقوں کا سلسلہ پھر شروع ہو جاتا۔ مکّہ مکرّمہ میں کوئی خاندان ایسا نہ تھا جس کی رشتے داریاں بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ نہ ہوں۔ اُن میں سے اکثر لوگ اِس مقاطعہ کو ناپسند بھی کرنے لگے تھے۔ بھوکے بچوں کے رونے اور بلکنے کی آوازیں سن کر اُنھیں سخت غصہ آتا، مگر خانہ کعبہ میں لٹکائے گئے معاہدے نے اُن کے ہاتھ باندھے ہوئے تھے اور زبانیں بند کر رکھی تھیں۔ سرپھرے سردارانِ قریش نے اُنھیں وقتی غصہ دلا کر اپنے عزیزوں سے الگ تھلگ کر ڈالا تھا۔ جیسے جیسے یہ مقاطعہ طویل ہو رہا تھا، اُن لوگوں کی الجھن بڑھتی جا رہی تھی۔ مقاطعہ کا تیسرا سال ختم ہونے کو آیا تو یہ بات ہر زبان پر تھی کہ اُنھوں نے یہ حرکت کر کے رشتے داری کے حقوق کی واضح خلاف ورزی کی ہے۔ وہ اِس بات پر ایک دوسرے کو برا بھلا بھی کہنے لگے۔ یہ طعنے سن کر ہشام بن عَمرو نے فیصلہ کیا کہ وہ اِس مقاطعہ کا خاتمہ کر کے چھوڑے گا۔

ہشام سب سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ کی پھوپھی عاتکہ کے بیٹے زہیر سے ملا اور کہا:

زہیر! کیا تم خوش ہو کہ مزے سے کھاؤ پیو، خوشیاں مناؤ، تمہارے ہاں شادیاں ہوں، شادیانے بجیں اور تمہاری ماں کا خاندان بھوکا مرے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر دیے جائیں۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ معاملہ ابوالحکم (ابوجہل) کا ہوتا اور تم لوگ اُس کی ننھیال کے خلاف ایسا کوئی معاہدہ کرنے کو کہتے تو وہ ہرگز نہ مانتا، مگر تم نے اپنی ننھیال کے خلاف اُس کی بات مان لی ہے۔

''میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ کوئی ساتھ دینے والا ہو تو اِس معاہدے کو پھاڑے بغیر نہ چھوڑوں''۔ زہیر نے غمگین لہجے میں اُسے جواب دیا۔

''ایک تو میں تمہارے ساتھ ہوں''۔ ہشام نے کہا۔

''اچھا، آؤ ایک اور آدمی تلاش کریں''۔ زہیر خوش ہو کر بولا۔

ہشام کو اندازہ تھا کہ کون لوگ اِس کام میں مدد دینے کو تیار ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ زہیر کے ہمراہ تین ایسے افراد کے پاس گیا اور اُنھیں ساتھ دینے پر آمادہ کر لیا۔ ایک رات یہ پانچوں افراد مکّہ مکرّمہ کے بالائی مقام حجون میں ملے اور اُنھوں نے طے کیا کہ کس طرح مقاطعہ کی دستاویز ختم کی جائے گی۔

''میں بات کی ابتدا کروں گا، تم لوگ میرا ساتھ دینا''۔ زہیر نے کہا۔

ایک جانب یہ تیاریاں ہو رہی تھیں، دوسری طرف حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ مقاطعہ کی دستاویز میں ظلم اور رشتے داری توڑنے کا جو مضمون لکھا گیا تھا، اُس کو دیمک چاٹ گئی ہے، صرف اللہ کا پاک نام باقی رہ گیا ہے۔ یہ خبر پا کر آپؐ نے اپنے تایا ابوطالب سے اِس کا ذکر کیا۔

''بیٹے! کیا تمھیں یہ خبر تمہارے رب نے دی ہے''؟ اُنھوں نے پوچھا۔

''جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔

اِس کے بعد ابوطالب اپنے بھائیوں کے پاس آئے اور اُنھیں اِس واقعہ سے آگاہ کیا۔

''آپ کا خیال کیا ہے''؟ بھائیوں نے پوچھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کی قسم! محمدؐ نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا''۔ ابو طالب نے جواب دیا، اور پھر مشورہ مانگتے ہوئے اُن سے پوچھا:

''اب کیا کرنا چاہیے''؟

اِس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچاؤں کو صلاح دیتے ہوئے کہا:

میری رائے یہ ہے کہ آپ لوگ اچھی طرح کپڑے وغیرہ بدل کر قریش کے پاس جائیں اور اُن کو یہ بات بتائیں۔

چچاؤں نے بھتیجے کی بات مان لی اور تیار ہو کر حجر کی جانب چل دیے۔ قریش کے سردار اور معتبر لوگ اِسی جگہ بیٹھا کرتے تھے۔

اُدھر منصوبے کے مطابق زہیر، ہشام اور اُن کے ساتھی خانہ کعبہ پہنچے اور اُس کا طواف کیا۔ اُس کے بعد زہیر نے اہل مکّہ سے مخاطب ہو کر کہا:

اے مکّہ والو! کیا ہم کھائیں پئیں اور کپڑے پہنیں جب کہ بنو ہاشم ہلاک ہو رہے ہیں؟ نہ اُن سے کچھ خریدا جاتا ہے اور نہ اُن کے ہاتھ کچھ بیچا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں خاموش نہ بیٹھوں گا جب تک ظالمانہ مقاطعہ کی یہ دستاویز پھاڑ کر پھینک نہیں دی جاتی۔

ابو جہل بھی اُس وقت ایک گوشے میں موجود تھا۔ زہیر کی بات سن کر اُسے تاؤ آ گیا اور غصّے سے بولا:

''تم جھوٹ کہتے ہو، اِسے ہرگز نہیں پھاڑا جا سکتا''۔

اب زہیر کے ساتھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے ایک ایک کر کے زہیر کی تائید کی اور اُس کا ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ یہ دیکھ کر ابو جہل طیش سے چیخ اُٹھا:

''میں جانتا ہوں، یہ ایک سازش ہے جو رات کسی اور جگہ بیٹھ کر تیار کی گئی ہے''۔

یہ جھگڑا جاری تھا کہ ابو طالب اپنے بھائیوں کے ہمراہ آ پہنچے اور لوگوں سے مخاطب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر کہا:

میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے ___ اور اللہ کی قسم اُس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ___ کہ ظلم کی جو دستاویز تم نے لکھی تھی اُسے دیمک نے چاٹ ڈالا ہے اور صرف اللہ کا مُبارَک نام باقی رہ گیا ہے۔ تم لوگ وہ دستاویز منگوا کر خود دیکھ لو۔ اگر میرے بھتیجے کی بات سچ ہے تو ہمارے ساتھ اپنے ناروا سلوک سے باز آ جاؤ اور اگر میرا بھتیجا جھوٹا نکلا تو میں اُسے تمہارے حوالے کر دوں گا، پھر تم جانو اور تمہارا کام۔ چاہو تو اُسے قتل کر دینا، چاہو تو چھوڑ دینا۔

یہ بات سن کر قریشی سردار خوشی سے نہال ہو گئے۔

''تم نے واقعی انصاف کی بات کہی''۔ اُنھوں نے ابو طالب کو داد دیتے ہوئے کہا۔

وہ دل ہی دل میں سوچ رہے تھے کہ یہ ممکن نہیں کہ صرف تین سال کے اندر کسی شے کو دیمک چاٹ کر صاف کر دے۔ ابو طالب نے وعدہ کر لیا ہے، اب اُنھیں اپنا بھتیجا ہمارے حوالے کرنا ہی ہو گا۔ پھر اُنھوں نے وہ دستاویز منگوائی۔ جیسے ہی اُسے کھولا گیا، کافر سردار ہکا بکا رہ گئے۔ اللہ کے رسولؐ کی بات سچ تھی۔ کافروں کے سر شرم سے جھک گئے۔ اُن میں یہ جرأت ہی نہ رہی کہ ابو طالب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتے۔ اُن کی یہ حالت دیکھ کر ابو طالب نے کہا:

اب تمہیں پتا چل گیا نا کہ ظلم، زیادتی اور رشتہ داری توڑنے کا کام تم ہی نے کیا تھا۔ اب بتاؤ ہمیں کس قصور میں بند رکھا گیا ہے؟

اِس کے بعد ابو طالب اپنے ساتھیوں کے ساتھ کعبہ کی طرف گئے اور اُس کے پردے اٹھا کر اللہ کے گھر کی دیواروں کے ساتھ لپٹ گئے اور دعا مانگی:

اے اللہ! اِن لوگوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما جنھوں نے ہم پر ظلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، رشتے داری توڑ ڈالی اور اپنے لیے ہمارے معاملہ میں وہ سب کچھ جائز کرلیا جو اُن پر حرام تھا۔

اتنا کہہ کر وہ اپنے ساتھیوں سمیت شعب کی طرف روانہ ہو گئے۔

کافر سردار ابھی تک نظریں جھکائے بیٹھے تھے۔ لوگ اِس ظلم کے خلاف جو بنو ہاشم پر توڑا گیا تھا، اُنھیں برا بھلا کہہ رہے تھے۔ اِن لوگوں میں زہیر اور اُس کے ساتھی سب سے نمایاں تھے۔ اِس کے بعد یہ لوگ اٹھے اور ہتھیار باندھ کر شعبِ ابی طالب کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر اُنھوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب سے کہا:

''اب آپ لوگ یہاں سے نکلیں اور اپنے گھروں میں جا کر آباد ہو جائیں''۔

اِس طرح اہلِ مکہ کے مظالم کا یہ دور ختم ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے سامنے نہ تو جھکے، نہ اُن کی کوئی بات ہی تسلیم کی۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

باغ کی دیوار کے سائے تلے کون بیٹھا ہے؟ پہلی ہی نظر میں یہ ایک معزز اور محترم شخصیت دکھائی دیتی ہے۔ اتنی شفیق اور مہربان کہ اِن کی خاطر جان قربان کر دینے کو جی چاہے۔ مگر یہ کیا؟ اِن کے تو تمام کپڑے خون سے بھرے ہوئے ہیں۔ اب وہ اپنے جوتے اُتار رہے ہیں۔ اُف اِن میں تو خون کے لوتھڑے جم چکے ہیں۔ ہائیں، اِس محترم شخصیت کے جسم پر جگہ جگہ زخم ہیں اور اُن سے خون بہہ رہا ہے۔ جسم کے جو حصے زخموں سے محفوظ ہیں وہاں چوٹوں کی سوجن اور نیل پڑے دکھائی دے رہے ہیں۔ کسی نے اِن کے ساتھ نہایت سنگ دلانہ سلوک کیا ہے۔ اِس معزز شخصیت کی آنکھیں سامنے کی جانب جمی ہیں۔ وہاں ایک راستہ گزر رہا ہے۔ اِس راہ پر چل کر وہ یہاں پہنچے تھے مگر اب زخموں سے چور نہایت دکھ اور غم کے ساتھ اِسے تک رہے ہیں۔ اِس راستے کے دوسرے سرے پر ایک بستی ہے۔ وہاں کے رہنے والوں نے اُنھیں بہت دکھ دیے۔ مجبور ہو کر وہ یہاں چلے آئے مگر اِس بدقسمت بستی نے بھی اِن کی قدر نہیں پہچانی اور اِنھیں پتھر مار مار کر لہولہان کر ڈالا۔ زخموں سے چور یہ معزز و محترم ہستی وہ ہے جسے دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

O

جناب ابوطالب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت شفیق تایا تھے اور زندگی بھر اُن کے لیے ڈھال بنے رہے۔ اُن کے جیتے جی قریش کے سرداروں کو ہمت نہ ہوئی کہ آپؐ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کھلم کھلا تکلیف پہنچا سکیں مگر جیسے ہی ابو طالب نے آنکھیں موندیں، آپؐ ظاہری لحاظ سے مکّہ میں بالکل بے سہارا رہ گئے۔ عرب روایت کے مطابق ہر قبیلہ اپنے ایک ایک فرد کی حفاظت اور پشت پناہی کیا کرتا تھا مگر اب بنو ہاشم کا سردار ابولہب بن چکا تھا اور اُس سے اِس قسم کے فیصلے کی امید رکھنا کارِ عبث تھا۔ چنانچہ اب مکّہ کے کسی بڑے سردار کی حمایت آپؐ کو حاصل نہ تھی اور نہ کسی قبیلہ کی طاقت ہی آپ کی پشت پر باقی رہی تھی۔ اِس صورتِ حال سے آپؐ کے دشمن شیر ہو گئے اور آپ کو نہایت بے رحمی سے ستانا شروع کر دیا۔

نبی کریم ﷺ کی ہمدردی اور خیر خواہی سے بھرپور دعوت اُن کے پتھر دلوں کو متاثر نہ کر سکی تھی۔ وہ کسی بھی دلیل کو ماننے کے لیے تیار نہ ہوئے اور جواب میں آپؐ کا مذاق اُڑاتے اور برا بھلا ہی کہتے رہے۔ اب آپؐ نے محسوس کیا کہ کفارِ مکّہ تبلیغ کے ذریعے سے شاید ہی اسلام قبول کریں۔ دعوتِ حق کا پودا مکّہ کی پتھریلی زمین میں برگ و بار نہ لا پایا تھا۔ یہاں کی زمین نے جو فصل دینی تھی، دے چکی، مزید محنت و کوشش کارِ لاحاصل دکھائی دیتی تھی۔ اللہ کے پاک نبی ﷺ کو اب کسی ایسی زرخیز زمین کی تلاش ہوئی جہاں کی آب و ہوا میں یہ پودا پروان چڑھ سکے۔ اسی خواہش کے تحت آپؐ کی نگاہ طائف پر پڑی اور آپؐ نے وہاں جانے اور اُس شہر کے لوگوں کو اسلام کا پیغام پہنچانے کا فیصلہ کیا۔

بنو ثقیف طائف کا نہایت طاقت ور اور اثر و رسوخ رکھنے والا قبیلہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ اگر وہ لوگ اسلام قبول نہیں بھی کرتے تو کم از کم آپؐ کو اپنے ہاں چین سے بیٹھ کر کام کرنے کا موقع فراہم کریں اور اسلام کو پھیلانے میں آپؐ کی مدد اور حمایت کریں۔ نبوت کا دسواں برس تھا اور ماہِ شوال کے آخری ایام (اواخر مئی یا اوائل جون ۶۱۹ء)، جب ایک نہایت گرم دن رسول اکرم ﷺ طائف کے سفر پر روانہ ہوئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے۔

طائف مکّہ مکرّمہ سے مشرق کی جانب تقریباً ساٹھ میل کی دوری پر واقع ہے۔ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر اپنی اہمیت، آبادی اور خوش حالی میں مکّہ مکرمہ کے بعد دوسرے نمبر پر تھا۔ قدیم زمانے سے اِن دونوں شہروں کے درمیان قریبی تعلقات تھے۔ اہلِ مکّہ میں سے مال دار لوگ، خصوصاً بنوامیہ یہاں زمینیں خریدنے اور گرمیاں گزارنے آیا کرتے تھے۔ طائف کے بھی متعدد باشندے کاروبار کے سلسلے میں مکّہ معظّمہ میں مقیم تھے۔

طائف اور مکّہ کے درمیان پتھریلا راستہ ہے۔ اس پہاڑی راستے میں کئی پیچیدہ گھاٹیاں موجود ہیں۔ نبیِ آخر الزماں ﷺ کو اِس وقت سواری تک میسّر نہیں چنانچہ وہ اِس راہ پر پیدل چلے جا رہے ہیں۔ اب مکّہ مکرّمہ کا شہر بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ آپؐ کا دل امید اور آرزو سے لبریز ہے۔ آپؐ کو مکمل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا میں پھیل کر رہے گا، اِس کا اعزاز کس سرزمین کو حاصل ہوگا، اِس کی آپؐ کو تلاش تھی۔ کیا طائف کی سرسبز زمین، دعوتِ حق کے پودے کے لیے بھی زرخیز ثابت ہوگی؟ کیا یہاں کے لوگ حق کی حمایت کا فرض انجام دے سکیں گے؟ اِن سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لیے پیارے نبیؐ طائف جا رہے ہیں۔

راستے میں مختلف قبیلوں کے ڈیرے آباد ہیں۔ آپؐ کا گزر جس قبیلے کے پاس سے ہوتا ہے، اُسے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا فرض ادا کرتے ہیں مگر اِن سب کا جواب انکار ہی میں ہے۔ یوں دشوار گزار راستوں، درّوں اور خطرناک گھاٹیوں کو پیدل عبور کرتے آپؐ منزل کی جانب بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

ساٹھ میل کا طویل فاصلہ اب ختم ہونے کو آ رہا ہے۔ سامنے طائف کی سرسبز اور شاداب سرزمین ہے۔ عرب کی جھلسا دینے والی گرمی میں یہ ایک ٹھنڈا مقام ہے اور یہاں کا سایہ نہایت دل کش ہے۔ اِس سرزمین میں پانی کثیر مقدار میں دستیاب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر طرف کھیتیاں لہلہا رہی ہیں اور باغات پھلوں سے لدے پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے باعث یہاں کے لوگ نہایت خوش حال، اور عیش کے گہوارے میں جھول رہے ہیں۔ اِس خوش حالی نے اُنھیں دنیا پرستی میں بری طرح مگن کر دیا ہے اور یہ دنیا پرستی خدا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراموشی تک جا پہنچی ہے۔ وہ نہ صرف اپنے خالق کے نافرمان ہیں بلکہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے بجائے بتوں کو اپنے دل میں بسا لیا ہے۔ یہاں لات نامی مشہور بت کا مندر ہے۔ عرب بھر سے لوگ اپنی حاجات کی تکمیل کے لیے دعائیں مانگنے یہاں آتے ہیں۔ گویا اہلِ طائف بتوں کے پجاری ہی نہیں، اُن کے مجاور بھی ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں۔ مکّہ والوں میں مذہبی سربراہی اور ملکی قیادت کی وجہ سے کسی قدر اخلاقی رکھ رکھاؤ کا امکان موجود تھا لیکن یہاں کے لوگ تو مکمل طور پر لا اُبالی طبیعت کے مالک ہیں۔ سود خواری کی قبیح عادت نے اُن کے اندر لطیف احساسات کا بالکل خاتمہ کر ڈالا ہے۔ یوں رسول اللہ ﷺ مکّہ مکرّمہ سے بھی بدتر ماحول میں قدم رکھ رہے ہیں۔

شرک اور بغاوت میں ڈوبی اِس بستی کے اندر اللہ کے رسول ﷺ داخل ہو رہے ہیں۔ شرک اور دولت کے نشے میں گم افراد کو سنہری موقع مل رہا ہے کہ وہ آپؐ کی حمایت میں کھڑے ہو کر حق کا جھنڈا تھام لیں۔ اس حق کے علَم بردار بن کر وہ دونوں جہانوں میں عزت پا سکتے ہیں، مگر طائف کے بدقسمت افراد کو قطعاً احساس نہیں کہ آج کا دن اُن کے لیے کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ وہ اپنی روزمرہ کی مصروفیات میں گم ہیں۔ اُنھیں خبر نہیں کہ ایک صحیح فیصلے سے تاریخ کا دھارا موڑنے کا قیمتی لمحہ اُن کے ہاتھ آ سکتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے طائف میں دس دنوں تک قیام فرمایا۔ اِس دوران میں آپؐ بنوثقیف کے سرداروں اور نامور افراد میں سے ایک ایک کے پاس گئے مگر اُن میں سے کسی نے آپؐ کی دعوت قبول نہ کی۔ اُنھیں یہ بات بھی پسند نہ آئی کہ آپؐ طائف میں لوگوں سے ملیں۔ اُنھیں خطرہ تھا کہ کہیں اُن کے نوجوان آپؐ سے متاثر ہو کر آبائی دین نہ چھوڑ بیٹھیں اور طائف میں بھی مکّہ مکرمہ جیسی صورتِ حال نہ پیدا ہو جائے۔ چنانچہ ایک دن اُنھوں نے آپؐ سے صاف صاف کہہ دیا:

محمد! تم ہمارا شہر چھوڑ دو اور زمین پر تمہارا جو بھی دوست ہے، اُس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس چلے جاؤ۔

طائف کی سرداری عَمرو بن عمیر ثقفی کے تین بیٹوں عبد یالیل، مسعود اور حبیب کے پاس تھی۔ مکّہ کے سردار ولید بن مغیرہ نے اپنے اور اِسی شخص عَمرو بن عمیر کے بارے میں یہ بات کہی تھی کہ اگر اللہ کو اپنا کلام نازل کرنا ہی تھا تو اُس نے ہم دونوں رؤسائے عرب میں سے کسی پر کیوں نہ اتارا۔اب اللہ کے رسول ﷺ نے اِن تینوں بھائیوں کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔ اِن کے گھروں میں قریش کے قبیلے بنو جموح کی عورتیں تھیں، اِس وجہ سے بھی اُن سے ایک طرح کے لحاظ کی توقع ہوسکتی تھی۔ آپؐ نے اُن کو اسلام کا پیغام دیا اور پھر اپنے آنے کا مقصد بیان فرمایا:

> میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اللہ کے اِس پیغام کو پھیلانے میں میری مدد کریں اور میری قوم کے جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں، اُن کے مقابلے میں میری حمایت کریں۔

مکّہ اور قریش کے ساتھ قریبی تعلقات کی بنا پر یہ لوگ اُنھی کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے چنانچہ جیسے ہی اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی بات ختم کی، ایک بھائی بولا:

''میں کعبہ کے کپڑے پھاڑوں اگر اللہ نے تمھیں رسول بنایا ہو''۔

مطلب یہ تھا کہ تمہارا پیغمبر ہونا اِسی طرح ناممکن ہے جس طرح کعبے کے پردے پھاڑ دینا۔

''تمہارے سوا اللہ کو نبی بنانے کے لیے اور کوئی نہ ملا''؟ دوسرے نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

''میں تجھ سے کوئی بات نہیں کروں گا، اگر تو سچا ہے تو تجھ سے گفتگو کرنا خلافِ ادب ہے اور جھوٹا ہے تو گفتگو کے قابل نہیں''۔ تیسرے نے اپنے خیال میں انوکھے انداز میں تمسخر اڑایا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کا یہ بے ہودہ انداز دیکھ کر اللہ کے رسول ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپؐ کو اُن سے کسی بھلائی کی توقع نہ رہی۔ اچانک آپؐ کو خیال آیا کہ اگر اُن کے اِس رویے کی خبر طائف میں پھیل گئی تو کسی کا بھی آپؐ کی باتوں پر دھیان دینا ممکن نہ رہے گا، دوسری جانب قریش تک اِس ناکامی کی خبر پہنچی تو وہ مزید دلیر ہو جائیں گے اور آپؐ کا مذاق اڑاتے پھریں گے، یہ سوچ کر آپؐ نے اُن سے فرمایا:

تم نے جو برتاؤ مجھ سے کیا، سو کیا، اب کم از کم اِس بات کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

مگر طاقت کے نشے میں بدمست اِن لوگوں پر اِس بات کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ شیطان نے اُن کو پوری طرح اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا۔ اِسی دوران میں وہ اپنے غلاموں اور اوباش لوگوں کو اکٹھا کر چکے تھے۔ جیسے ہی اللہ کے رسول ﷺ باہر آئے اُنھوں نے تالیاں بجا بجا کر آپؐ پر پتھر برسانا شروع کر دیے اور اِس کے ساتھ ہی آپؐ کو بلند آواز میں گالیاں بکنے لگے۔ اِس واقعہ کو دیکھنے کے لیے لوگوں کی بھیڑ فوراً جمع ہو گئی۔ نبیِ رحمت ﷺ کے خلاف طائف کی سرزمین پر طوفانِ بدتمیزی برپا تھا۔ غنڈے راستے کے دونوں جانب صفیں باندھے آپؐ پر پتھر برسا رہے تھے۔ وہ تاک کر ٹخنوں کی ہڈیوں کو نشانہ بناتے تاکہ زیادہ اذیت پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ کا مقدس لہو طائف کی مٹی پر گر گر کر جذب ہو رہا تھا۔ حضرت زید بن حارثہ ؓ نے آپؐ کو بچانے کی پوری کوشش کی مگر وہ خود بھی سر میں پتھر لگنے سے زخمی ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ چوٹوں کی تکلیف سے نڈھال ہو کر بیٹھ جاتے تو غنڈے آگے بڑھ کر آپؐ کو اٹھاتے اور چلنے پر مجبور کر دیتے۔ آپؐ جیسے ہی قدم بڑھاتے آپ پر سنگ باری شروع ہو جاتی اور قہقہوں کا شور گونجنے لگتا۔ اللہ کے رسولؐ کا پاک خون اِس قدر بہا کہ آپؐ کے جوتے اِس سے بھر گئے۔ آپؐ انتہائی مشکل سے قدم اٹھاتے آگے بڑھتے گئے اور بالآخر طائف سے تین میل کے فاصلے پر واقع ایک باغ تک جا پہنچے اور اُس کی دیوار کے ساتھ سہارا لے کر بیٹھ گئے۔ آپؐ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پہنچا کر غنڈوں کی بھیڑ واپس چلی گئی۔

پیارے نبیؐ کا جسم مُبارک زخموں سے چور چور تھا اور آپؐ میں چلنے کی سکت بالکل نہ رہی تھی۔ انگور کی ایک بیل آپؐ پر سایہ کیے ہوئے تھی۔ اہلِ طائف کے قہقہوں اور تالیوں کی آوازیں اب دور اور مدھم ہوتی جا رہی تھیں۔ اِن لوگوں نے مشرکینِ مکّہ سے بھی بڑھ کر برے سلوک کا مظاہرہ کیا تھا۔ اُن کے اِس برتاؤ پر نبیِ رحمت ﷺ کا دل بھر آیا اور آپؐ اپنے اللہ سے انتہائی پرسوز دعا مانگنے لگے:

> اے اللہ میں تیرے ہی حضور اپنی بے بسی و بے چارگی اور لوگوں کی نگاہ میں اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! تو سارے ہی کمزوروں کا رب ہے اور میرا رب بھی تو ہی ہے۔ مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے حوالے جو مجھ سے درشتی کے ساتھ پیش آئے؟ یا کسی دشمن کے حوالے جو مجھ پر قابو پا لے؟ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی مصیبت کی پروا نہیں، مگر تیری طرف سے عافیت مجھے نصیب ہو جائے تو اِس میں میرے لیے زیادہ کشادگی ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے اُس نور کی جو اندھیرے میں اجالا اور دنیا اور آخرت کے معاملات کو درست کرتا ہے، مجھے اِس سے بچا لے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا میں تیرے عتاب کا مستحق ہو جاؤں۔ تیری مرضی پر راضی ہوں یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ کوئی زور اور طاقت تیرے بغیر نہیں۔

اللہ کے حضور یہ رقت بھری دعا مانگنے کے بعد آپؐ کا بوجھل دل پرسکون ہو گیا۔

وہ باغ جس کی دیوار کے سائے میں رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے، مکّہ مکرّمہ کے دو سرداروں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا۔ یہ دونوں بھائی باغ میں موجود آپؐ کو دیکھ رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ آپؐ کو اِس بری حالت میں پا کر عتبہ کا قریشی خون جوش میں آیا۔ اُس نے اپنے عیسائی غلام عداس کو بلا کر کہا:

انگوروں کا ایک خوشہ پلیٹ میں رکھ کر اُس شخص کے پاس لے جاؤ اور اُس سے کہو کہ اِنھیں کھا لے۔

عداس حکم کی تعمیل میں انگوروں کی پلیٹ آپؐ کے پاس لایا۔ آپؐ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر انگور کھانا شروع کیے۔

''واللہ، اِس ملک میں تو کوئی شخص یہ کلمہ نہیں کہتا''! عداس نے حیران ہو کر کہا۔

''تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے''؟ اللہ کے رسولؐ نے اُس سے پوچھا۔

''میں عیسائی ہوں اور نینوئی کا رہنے والا ہوں''۔ عداس نے جواب دیا۔

''مردِ صالح یونس بن متی کی بستی کے''؟

اللہ کے رسول ﷺ نے نینوئی کے بارے میں تصدیق کرنا چاہی۔

''جی ہاں، مگر آپ اُنھیں کیسے جانتے ہیں''؟ عداس نے ایک مرتبہ پھر حیرت سے پوچھا۔

''وہ میرے بھائی ہیں۔ وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں''۔

پیارے رسول ﷺ کی یہ بات سنتے ہی عداس آپؐ پر جھک گیا اور آپؐ کا سر، ہاتھ اور پاؤں چومنے لگا۔ پھر بولا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں''۔

عداسؓ کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حمایت کے لیے جس زمین کی تلاش تھی، طائف کی بستی نے وہ زمین بننے سے انکار کر دیا تھا۔ اُس نے اپنے کردار سے ثابت کر دیا تھا کہ وہ نہ صرف حق کا علَم بردار بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی بلکہ اِس معاملے میں مکّہ سے بھی بڑھ کر نااہل ہے۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اب واپسی کا سفر شروع کیا۔ آپؐ کی منزل ایک مرتبہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مکّہ مکرّمہ تھی، وہی مکّہ معظّمہ جہاں کے لوگ آپؐ کی اِس حالت کے ذمہ دار تھے۔ اُنھی کے ظلم اور برے سلوک کے باعث آپؐ کو طائف آنا پڑا تھا۔ آپؐ قرن الثعالب کے مقام پر پہنچے تو محسوس ہوا کہ بادل سایہ کیے ہوئے ہے۔ آپؐ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو اِس میں جبریلؑ کو موجود پایا۔ اُنھوں نے آپؐ سے فرمایا:

اللہ نے وہ سب سن لیا جو آپؐ کی قوم نے آپ سے کہا اور آپ کی دعوت کا جو جواب اُنھوں نے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ہمراہ پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے۔ آپ جو چاہیں اِسے حکم دیں۔

اِس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے آپؐ کو سلام کیا اور کہا:

''آپ فرمائیں تو دونوں طرف کے پہاڑ اِن لوگوں پر اُلٹ دوں''۔

حدیث میں "اخشبین" کے الفاظ آئے ہیں اور اِن کے بارے میں ایک طویل بحث ہے کہ اِن سے مراد کون سے پہاڑ ہیں، اور یہ کہ فرشتے نے اِن پہاڑوں کو مکّہ پر الٹ دینے کی اجازت چاہی تھی یا طائف پر۔ اِس بحث سے قطع نظر، اِن دونوں ہی بستیوں کے لوگ نبی اکرم ﷺ کو پہنچنے والی اِس دردناک اذیت کے ذمہ دار اور قصور وار تھے، ایک براہِ راست اور دوسرے بالواسطہ، اِس لیے دونوں ہی اِس لائق تھے کہ عذاب سے دوچار ہوتے۔

کوئی عام، کم حوصلہ، ستم رسیدہ شخص ہوتا تو اِس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے ہاتھ سے نہ جانے دیتا اور انتقام کی آگ ضرور ٹھنڈی کرتا مگر اتنے عظیم حوصلے اور عفو و درگزر کا مظاہرہ وہی ذات کر سکتی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا۔ ابھی آپؐ کے زخم بھی مندمل نہیں ہوئے تھے، جسم پر جا بجا سوجن اور نیل کے آثار تھے اور مسلسل ٹیسیں اٹھ رہی تھیں مگر اِس حال میں بھی آپؐ نے فوراً ارشاد فرمایا:

نہیں، اگر یہ لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھے امید ہے کہ اللہ اِن کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اُس کے ساتھ کسی اور ہستی کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

یوں آپؐ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی صفت نے نہ صرف اِس بستی (یا اِن بستیوں) کو برباد ہونے سے بچا لیا بلکہ آپؐ کی خواہش کے عین مطابق اللہ تعالیٰ نے اِن میں سے بہت سوں کو ہدایت بخشی اور اُن کی نسلیں تو قریب قریب ساری ہی مومن پیدا ہوئیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے خلافت سنبھالتے ہی جو فتنۂ ارتداد اٹھا، مدینہ منورہ کے بعد یہی دو بستیاں تھیں جو اُس سے مکمل طور پر محفوظ رہیں اور اُنھوں نے اُس فتنے کو مٹانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

طائف اور مکّہ کے درمیان نخلہ نامی ایک شاداب وادی آتی ہے جہاں قافلے اور مسافر اپنی تھکن اتارنے کے لیے ٹھہرا کرتے تھے۔ نبیِ رحمتؐ نے بھی یہاں چند دنوں تک قیام فرمایا۔ ایک رات کو جب ہر طرف خاموشی کا تسلّط تھا، آپؐ اِس پُرسکون اور کھلے ماحول میں بآواز بلند تلاوت فرما رہے تھے جس سے دور دور تک وادی گونج رہی تھی۔ اچانک وہاں سے جنوں کی ایک جماعت کا گزر ہوا۔ یہ عجیب کلام اُن کے کانوں میں پڑا تو وہ رک گئے اور اُسے غور سے سننے لگے۔ اِس کلام نے اُنھیں اتنا متاثر کیا کہ وہ آپؐ پر ایمان لے آئے اور واپس جا کر اپنی قوم میں اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے آپؐ کو اِس واقعہ کی اطلاع دی جو حقیقت میں خوش خبری تھی کہ انسان چاہے آپ کی دعوت سے بھاگ رہے ہوں مگر ہماری ایسی مخلوقات موجود ہیں جو آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔

اِس نصرت و بشارت کے ملتے ہی غم و الم اور حزن و مایوسی کے تمام بادل چھٹ گئے اور آپؐ نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اب مکّہ مکرّمہ جا کر ازسرِ نو دعوت کا کام کرنا ہے۔ اِس موقع پر حضرت زید بن حارثہؓ نے عرض کیا:

آپ مکّہ کیسے جائیں گے جب کہ وہاں کے باشندوں نے آپ کو نکال دیا ہے؟

اے زید! یہ حالات جو تم دیکھ رہے ہو اللہ تعالیٰ اِس سے کشادگی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجات کی کوئی راہ ضرور نکالے گا۔ اللہ یقیناً اپنے دین کی مدد کرے گا
اور اپنے نبی کو غالب فرمائے گا۔
اللہ کے رسولؐ کے لہجے سے تیقن پھوٹ رہا تھا۔

جیسے جیسے مکّہ معظمہ قریب آ رہا تھا آپؐ کی سوچ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ طائف میں جو کچھ بیتی اُس کی خبر یقیناً مکّہ پہنچ چکی ہو گی اور کفار پہلے سے زیادہ دلیر ہو گئے ہوں گے۔ مکّہ مکرّمہ میں کسی بڑے رئیس کی حمایت کے بغیر داخل ہونا خطرے سے خالی نہ تھا۔ اگر کوئی دشمن آپؐ سے زیادتی کرتا تو کوئی قبیلہ آپؐ کی حمایت اور پشت پناہی کرنے والا نہیں تھا۔

اسی سوچ میں ڈوبے آپؐ حرا جا پہنچے۔ یہاں آپؐ کی ملاقات عبداللہ بن الاریقط سے ہوئی۔ یہ شخص کافر ہونے کے باوجود کردار کا اچھا اور بھروسے کے قابل تھا۔ آپؐ نے اُسے باری باری قریش کے دو سرداروں، اخنس بن شریق اور سہیل بن عَمرو کے پاس بھیجا تا کہ وہ آپؐ کو اپنی پناہ دیں اور حمایت کا اعلان کریں۔ عرب میں صدیوں کی بدامنی کی وجہ سے کسی سردار یا قبیلے کی پناہ لینا اور اُس کی حمایت طلب کرنا قطعاً عار کی بات خیال نہیں کی جاتی تھی اور نہ اِس پر کسی کو ملامت کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ عرب کے قومی کردار کی یہ روایت تھی کہ حمایت طلب کرنے والے کو پناہ دی جاتی تھی چاہے وہ شخص دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ اِس سلسلے میں اُن کی تاریخ میں حیرت انگیز واقعات ملتے ہیں، تاہم اِن دونوں سرداروں نے روایت شکنی کرتے ہوئے مختلف بہانے بنا کر انکار کر دیا۔

اخنس بن شریق کا تعلق بنوثقیف سے تھا جو قریش کا قبیلہ نہیں تھا اور وہ آپؐ کے ننہالی قبیلہ بنی زہرہ کا اتحادی تھا۔ اُس نے یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ ''میں بنی زہرہ کا حلیف ہوں اِس لیے اُن کی طرف سے حمایت کا اعلان نہیں کر سکتا''۔

سہیل بن عَمرو کا تعلق عامر بن لوی کی اولاد سے تھا اور مکّہ کے قریش کی اکثریت کعب بن لوی کی اولاد تھی۔ اُس نے یہ کہہ کر عبداللہ بن الاریقط کو واپس لوٹا دیا کہ ''بنی عامر کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمایت بنی کعب پر نافذ نہیں ہوتی''۔

اب آپؐ نے عبداللہ بن الاریقط کو مُطعم بن عدی کے پاس بھیجا۔ یہ شخص ہاشم کے بھائی نوفل کی اولاد میں سے تھا۔

''محمد نے پوچھا ہے کہ کیا تم اُنھیں پناہ دینے کو تیار ہو تا کہ وہ اپنے رب کا پیغام پہنچا سکیں''۔ عبداللہ نے اُس سے مل کر پوچھا۔

''ہاں، اُنھیں کہو وہ مکّہ میں آ جائیں''۔

مُطعم نے عرب روایت کے مطابق رضامندی ظاہر کر دی۔

اِس سرحِ سبی اکرم ﷺ ایک ماہ بعد مکّہ مکرّمہ میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے رات مُطعم ہی کے ہاں بسر کی۔ صبح ہوئی تو مُطعم اور اس کے چھ سات بیٹے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آپؐ کو حرم میں لے گئے تا کہ آپؐ طواف کر لیں۔ طواف کے دوران میں وہ سب آپؐ کی حفاظت کے لیے کھڑے رہے۔ ابوسفیان یا ابوجہل میں سے کسی نے یہ منظر دیکھا تو پوچھا:

''تم نے پناہ دی ہے یا اِن کی پیروی اختیار کر لی ہے''؟

''نہیں، میں نے پناہ دی ہے''۔ مُطعم نے جواب دیا۔

''تمہاری پناہ کو نہیں توڑا جا سکتا۔ جسے تم نے پناہ دی اُسے ہم نے پناہ دی''۔ قریشی سردار نے مکّہ میں مُطعم کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

مُطعم کے اِس احسان کو نبیِ رحمت ﷺ نے کبھی نہیں بھلایا۔ غزوۂ بدر کے موقع پر قریش قیدی بن کر آئے تو آپؐ کو مُطعم کی یاد آ گئی اور آپؐ نے فرمایا:

اگر مُطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے اِن لوگوں کی سفارش کرتا تو میں اُس کی خاطر اِنھیں چھوڑ دیتا۔

طائف میں رسولِ رحمت ﷺ پر جو کچھ گزری، الفاظ اس کو بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ زندگی کے اِس تلخ ترین تجربے کو آپؐ نے بھی غالباً کبھی فراموش نہیں کیا۔ ام المؤمنین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار دریافت کیا:

''یارسول اللہ! کیا آپ پر اُحد کے روز سے بھی سخت دن گزرا ہے''؟

آپؐ نے جواب دیا:

اے عائشہ! تیری قوم کی طرف سے اور جو تکلیفیں پہنچیں سو پہنچیں مگر سب سے زیادہ سخت دن وہ تھا جب میں نے طائف میں عبد یالیل بن عبد کلال کے بیٹے کے سامنے دعوت رکھی اور اُس نے ردّ کر دیا اور اِس درجہ صدمہ ہوا کہ قرن الثعالب کے مقام تک جا کر بمشکل طبیعت سنبھلی.....۔

بقول نعیم صدیقی مرحوم ''طائف کا تجربہ ایسا تھا کہ جس سے گزرتے ہوئے محسنِ انسانیتؐ نے درد و کرب کے اُس آخری نقطہ کو چھو لیا جس تک پہنچنے کے بعد مشیتِ ربانی کامیابی کے دروازے کھول دیتی ہے۔ قانونِ الٰہی کے مطابق ناگزیر تھا کہ اب نئے دور کے دروازے کھل جائیں اور طلوعِ سحر کی بشارت دی جائے''۔ (محسن انسانیت)

یہی بشارت دینے کے لیے آپؐ کو معراج سے سرفراز فرمایا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفا کی خوشبو

منٰی کے میدان میں ہر طرف خیمے نصب ہیں۔ دن بھر کے تھکے ہارے لوگ زمین کے سینے پر لیٹے گفتگو میں مصروف ہیں۔ اُن کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہیں اور اُن میں سے اکثر باتوں کے درمیان جمائیاں لے رہے ہیں۔ آسمان پر چاند روشن ہے اور یوں لگتا ہے جیسے چاندنی نے پوری وادی پر اپنی چادر پھیلا رکھی ہو۔ زمین پر لیٹے لیٹے آسمان کی جانب نگاہ اٹھتی ہے تو فضا میں سحر کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ چاندنی رات کا یہ جادو فضا میں اکثر پھیلا دکھائی دیتا ہے مگر آج رات اِس سحر کے ساتھ ساتھ ایک خاص خوشبو بھی رچ بس گئی ہے۔ رات بھیگنے کے ساتھ اِس سحر اور خوشبو میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ منٰی میں لیٹے لوگ اِس چاندنی کو معمول سمجھ کر اِس کی جانب دھیان نہیں دے رہے اور نہ اُن کی حِسّیں وسیع و عریض فضا میں پھیلی خوشبو ہی سونگھنے کے قابل ہیں۔ یہ خوشبو وفا کی ہے۔ آج رات وفا کے ایک ایسے سفر کا آغاز ہو رہا ہے جس کی راہیں لہو سے روشن کی جاتی ہیں۔

اب رات اپنا ایک تہائی سفر طے کر چکی ہے۔ منٰی میں ہر جانب سکوت چھا گیا ہے اور تمام لوگ غفلت کی نیند سو گئے ہیں۔ اچانک ایک گوشے سے ہلکی سی آہٹ سنائی دیتی ہے اور چند سائے حرکت کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ سائے انتہائی خاموشی سے ایک گھاٹی (عَقبہ) کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ چند قدم اٹھانے کے بعد وہ کسی اوٹ میں دبک جاتے ہیں۔ جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُنھیں اطمینان ہو جاتا ہے کہ اُن پر کسی کی نگاہ نہیں پڑی تو وہ دوبارہ قدم آگے بڑھا دیتے ہیں۔ منٰی کے اِس گوشے سے دو دو اور چار چار سایوں کی قطاریں وقفے وقفے سے نکلتی ہیں اور احتیاط سے قدم اٹھاتی اِس گھاٹی میں داخل ہو جاتی ہیں۔ آج رات یہ گھاٹی عُشاق کی تمناؤں اور آرزوؤں کا مرکز بن گئی ہے۔ یہ لوگ یہاں وفا کا ایک ایسا عہد باندھنے جمع ہوئے ہیں جس کی تکمیل میں اُنھیں جان و مال کی قربانیاں پیش کرنا ہوں گی۔ اُن کے پیشِ نظر ایک انتہائی عظیم اور بلند مقصد ہے۔ وہ یہاں وفا کی ایک انوکھی تاریخ تحریر کرنے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اُن کی آرزو ہے کہ قافلۂ عشق کو نئی سمت دے سکیں۔ عشق کا یہ کارواں بارہ تیرہ برس پہلے مکّہ مکرّمہ کی وادی سے چلا تھا۔ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اِس کے قائد ہیں۔ اُنھوں نے ایک ایک قبیلے میں پہنچ کر لوگوں کو اِس قافلہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ بہت کم افراد نے اِس دعوت پر لبیک کہا۔ اکثریت اِس کی مخالفت میں ڈٹ گئی اور اُس کی راہیں مسدود کر دینا چاہیں۔ ایسے میں اِن لوگوں کی قسمت جاگی جو آج اس گھاٹی میں جمع ہیں۔ وہ اپنے پاؤں پر چل کر مکّہ مکرّمہ پہنچے اور اُس نعمت کو پا لیا جسے حاصل کرنے سے تمام عرب نے انکار کر دیا تھا۔ اِن افراد کی خوش نصیبی دیکھ کر بنو عامر بن صعصہ کے ایک بوڑھے کی حسرت یاد آ جاتی ہے۔

چند سال پیشتر بنو عامر کے کچھ لوگ حج کرنے کے بعد اپنے قبیلے میں واپس لوٹے تو اُنھوں نے اپنے ایک سردار کو جو بڑھاپے کی وجہ سے حج اور دوسرے میلوں میں نہ جا سکتا تھا، سفر کے حالات سنائے۔ دیگر باتوں کے علاوہ اُنھوں نے اُسے ایک عجیب بات بتائی:

> شیخ! ہمارے پاس قریش میں سے بنو عبدالمطلب کا ایک جوان آیا تھا۔ اُس کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی ہے۔ اُس نے ہم سے کہا کہ تم میری حمایت کرو اور مجھے اپنے علاقے میں لے چلو تاکہ میں اپنے رب کا کلام پہنچاؤں۔

یہ بات سن کر بوڑھے کا چہرہ متغیر ہو گیا اور اُس نے جلدی سے پوچھا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم نے اُسے کیا جواب دیا''؟

اُس شخص کی بات سن کر بحیرہ بن فراس بولا کہ اللہ کی قسم! اگر قریش کے اِس جوان کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں تو اِس کے ذریعہ سے تمام عرب کو کھا جاؤں گا۔ پھر بحیرہ ہی نے ہماری جانب سے بات کی اور کہا کہ اگر ہم آپ کا ساتھ دیں اور اللہ آپ کو مخالفین پر غالب کر دے تو کیا آپ کے بعد حکومت ہماری ہوگی؟ اُس شخص نے جواب دیا: ''یہ معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وہ جسے چاہے گا حکومت عطا کر دے گا''۔

''پھر تم لوگوں نے کیا کیا''؟ بوڑھے نے انتہائی اضطراب سے پوچھا۔

بحیرہ نے جواب دیا کہ ہم آپ کی خاطر اپنے حلق عربوں کا نشانہ بننے کے لیے پیش کریں اور جب اللہ آپ کو غلبہ عطا کرے تو اقتدار ہماری جگہ دوسروں کو ملے؟ جایئے، ہمیں آپ کی ضرورت نہیں۔

آخری فقرہ سن کر بوڑھے کا جوش جاتا رہا، اُس نے حسرت اور افسوس کے ساتھ اپنا سر پکڑ لیا اور کہنے لگا:

اے بنو عامر! کیا اِس کی تلافی ہو سکتی ہے؟ کیا یہ گیا وقت پھر ہاتھ آ سکتا ہے؟ اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، بنو اسمٰعیل کے کسی فرد نے ایسی بات جھوٹ گھڑ کر بھی کبھی نہیں کہی۔ یہ ضرور حق ہے، تمہاری عقل اُس وقت کہاں چلی گئی تھی؟

بنو عامر ہی نہیں، تمام قبائل کو باری باری یہ مواقع ملے۔ کسی نے نرمی کے ساتھ اِس دعوت کو ٹھکرایا تو کسی نے نہایت سخت رویّہ اختیار کیا اور بہت برا جواب دیا۔ اکثر قبائل کا کہنا تھا:

آدمی کی قوم اُسے زیادہ بہتر جانتی ہے۔ کیا ایسا شخص ہمارے لیے مفید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا ہے جس نے خود اپنی قوم میں فساد برپا کر دیا ہو اور اُس کی قوم نے اسے ردّ کر دیا ہو۔

یوں گھر آئی اِس نعمت کو ٹھکرا کر اُنھوں نے اپنے خیال میں بڑی عقل مندی کا ثبوت دیا مگر صرف چند سال بعد وہ تمام بنو عامر کے اُس بوڑھے کی مانند کفِ افسوس مل رہے تھے۔ اُن کے دیکھتے ہی دیکھتے یثرب کے لوگ اپنے قدموں پر چل کر مکّہ مکرّمہ پہنچے اور اُس دولت کو پا کر دنیا و آخرت کی نعمتیں سمیٹ لیں۔ اِن لوگوں کے ایمان لانے کا واقعہ بھی بہت دلچسپ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو نبوّت کی ذمہ داریاں ادا کرتے گیارہ برس ہونے کو آئے تھے۔ آپؐ کا یہ قاعدہ تھا کہ حج کے زمانے میں تمام قبائلِ عرب سے ملاقات کرنے کے لیے منٰی تشریف لے جاتے اور اُنھیں اللہ کے دین کی دعوت دیتے۔ قریش کی جانب سے مایوس ہو جانے کے بعد اب آپؐ جس قبیلے سے بھی ملتے اُس سے فرمایا کرتے:

مجھے اپنی پناہ دو اور میری حمایت کرو تاکہ میں اپنے رب کا کلام پہنچاؤں۔

بعثت کے گیارہویں سال کا زمانۂ حج آیا تو حضورؐ قبائلِ عرب سے ملاقات کے لیے منٰی کی طرف روانہ ہوئے اور مکّہ کے راستے پر واقع ایک گھاٹی کی جانب جا نکلے۔ یہاں آپ کا سامنا قبیلہ خزرج کے چھ افراد سے ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے اُن سے پوچھا:

''آپ لوگ کون ہیں''؟

''ہم خزرج کے افراد ہیں''۔

''آپ لوگ بیٹھیں گے کہ میں آپ سے کچھ بات کروں''؟

''ضرور!'' اُنھوں نے کہا، اور حضورؐ کے پاس بیٹھ گئے۔

آپؐ نے اُنھیں اللہ کی طرف دعوت دی، اسلام کا پیغام پیش کیا اور قرآن مجید پڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سنایا۔

یہ لوگ یثرب میں یہود کے پڑوس میں آباد تھے اور اُن کو نبوّت اور انبیاء کے بارے میں گفتگو کرتے اور تورات کی تلاوت میں مصروف دیکھتے رہتے تھے۔ اِن لوگوں نے یہ بھی سن رکھا تھا کہ قریبی زمانے میں کوئی نبی آنے والا ہے۔ یہود سے جب کبھی اُن کی تلخ کلامی ہوتی، وہ اِنھیں دھمکی دیتے:

آخر زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا، ہم اُس کے ساتھ مل کر تم کو اُسی طرح قتل کریں گے جس طرح عاد اور ارم قتل کیے گئے تھے۔

منٰی کے میدان میں رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مُبارَک سے اسلام کا تذکرہ سن کر وہ آپس میں کہنے لگے:

واللہ، یہ تو وہی نبی ہیں جن کی آمد سے یہود تمھیں ڈرایا کرتے ہیں۔ دیکھو، ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے سبقت لے جائیں۔

چنانچہ اُنھوں نے اُسی وقت آپؐ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔

بیعت کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے اُن سے فرمایا:

''کیا تم میری پشت پناہی کرو گے تاکہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچاؤں''۔

اہلِ یثرب نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! ہمارے ہاں حال ہی میں جنگِ بعاث ہوئی ہے۔ اِس حالت میں اگر آپ تشریف لے گئے تو لوگوں کا آپ پر جمع ہونا مشکل ہو گا۔ فی الحال ہمیں واپس جانے دیں۔ شاید اللہ تعالیٰ ہمارے باہمی تعلقات ٹھیک کر دے۔ ہم وہاں جا کر لوگوں کو اِس معاملے کی دعوت دیں گے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اُن کو آپ پر متحد کر دے۔ پھر آپ سے زیادہ طاقت ور کوئی نہ ہو گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے کہ جنگِ بعاث، یثرب کے دو قبیلوں خزرج اور اوس کے درمیان بعثت کے آٹھویں سال میں پیش آئی تھی اور اُس میں دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تھے۔ یہ بھی خیال رہے کہ خزرج اور اوس کے قبائل ہم نسب تھے اور اُن کے درمیان شادی بیاہ کے رشتے بھی قائم تھے تاہم یہودی اپنے مفادات کی خاطر اُنھیں آپس میں لڑائے رکھتے تھے۔

خزرج کے اِن ابتدائی مسلمانوں نے یثرب پہنچ کر اسلام کا چرچا شروع کیا۔ جلد ہی انصار کے تمام محلوں میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ ہونے لگا۔ بعثت کے بارہویں سال کا حج آیا تو یثرب کے بارہ افراد اِسی گھاٹی (عَقبہ) کے مقام پر نبی اکرم ﷺ سے ملے۔ اِن میں سات افراد نئے تھے، باقی پانچ افراد پچھلی مرتبہ بھی آپؐ سے مل چکے تھے۔ اِن حضرات میں قبیلہ اوس سے تعلق رکھنے والے دو افراد بھی شامل تھے۔ اِن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے مُبارَک ہاتھ پر بیعت کی اور چوری، بدکاری اور قتلِ اولاد سے پرہیز کرنے، اچھی باتوں میں اطاعت کرنے اور توحید پر کاربند رہنے کا عہد کیا۔ جب یہ حضرات واپس جانے لگے تو حضور ﷺ نے حضرت مُصعب بن عمیر ؓ کو اُن کے ہمراہ کر دیا تاکہ وہ اُنھیں اسلام کی تعلیم دیں۔

اِس طرح یثرب میں حضرت مُصعبؓ کی قیادت میں اسلام پھیلانے کا کام شروع ہوا۔ یہ کام حیرت انگیز طور پر بڑی تیزی سے انجام پایا اور تھوڑی ہی مدت میں انصار کا کوئی محلّہ ایسا نہ رہا جہاں مسلمان مرد اور عورتیں موجود نہ ہوں۔ صرف تین چار گھرانے ایسے رہ گئے جنھوں نے غزوۂ خندق تک اسلام قبول نہ کیا۔ اب یثرب میں کھلے عام اسلام کا اظہار ہونے لگا تھا۔ لوگ ایک دوسرے سے کہتے:

> آخر ہم کب تک اللہ کے رسولؐ کو اس حالت میں رہنے دیں گے کہ آپ مکّہ کے پہاڑوں میں جگہ جگہ پھر رہے ہیں، ہر جگہ آپ کو ردّ کر دیا جاتا ہے اور آپ کو کہیں امن میسر نہیں۔

چنانچہ اُنھوں نے باہمی طور پر فیصلہ کیا کہ اِس مرتبہ حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اِس بارے میں بات کی جائے۔

حج کا موسم آیا تو تہتر افراد پر مشتمل مسلمانوں کا ایک گروہ جن میں دو خواتین بھی شامل تھیں، اپنی قوم کے مشرکین کے ہمراہ مکّہ معظّمہ پہنچا۔ اِن میں سے چند افراد حضور ﷺ کو ڈھونڈتے ہوئے عباس بن عبدالمطلب کے مکان پر پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ وہیں تشریف فرما تھے۔ اُنھوں نے آپ کو سلام کیا اور پوچھا کہ مدینہ سے آنے والا وفد آپؐ سے کب اور کہاں ملے؟

عباس بن عبدالمطلب نے کہا:

تمہارے ہمراہ تمہاری قوم کے وہ لوگ بھی ہیں جو تمہارے مخالف ہیں، اِس لیے اِس معاملے کو اُس وقت تک چھپائے رکھو جب تک حاجی منتشر نہیں ہو جاتے۔

رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں ہدایت فرمائی کہ وہ ایامِ تشریق (جن میں حج کے بعد منٰی میں ٹھہرا جاتا ہے) کے درمیانی روز، رات کے وقت عَقبہ کے نشیبی علاقے میں جمع ہوں۔

یہی وہ مقررہ رات تھی جس کا ذکر ہم نے آغاز میں کیا تھا۔ ایک تہائی رات گزر جانے کے بعد یہ لوگ اپنی قوم کے مشرکین اور اہلِ مکّہ کی نظروں سے چھپتے چھپاتے عَقبہ میں جمع ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ اپنے چچا عباس کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ حضرت عباس ابھی اسلام نہیں لائے تھے تاہم رسول اللہ ﷺ اپنے معاملات میں اُن پر اعتماد فرماتے تھے۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

جس کو بولنا ہو، مختصر بولے کہ مشرکین کے جاسوس تمہاری کھوج میں لگے ہیں۔

حضرت عباس نے گفتگو کا آغاز کیا:

لوگو! محمّد کو ہمارے ہاں جو مرتبہ حاصل ہے اُسے تم جانتے ہو۔ ہم (یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب) نے قوم کے مقابلے میں اِن کی حمایت و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفاظت کی ہے۔ قوم میں اِنھیں عزت اور مقام حاصل ہے لیکن اب اِنھوں نے تمہارے ہاں جا کر رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر تم لوگ سمجھتے ہو کہ اِن کے ساتھ کیے گئے عہد و پیمان پر پورا اترو گے اور اِن کے مخالفین سے اِن کا بچاؤ کر پاؤ گے تو اِس ذمہ داری کو اٹھا لو اور اگر یہ اندیشہ ہے کہ تمہیں اِن کا ساتھ چھوڑ دینا اور اِنھیں دشمنوں کے حوالے کر دینا پڑے گا تو ابھی سے اِن کو چھوڑ دو کیونکہ کہ وہ اپنی قوم میں مضبوط حیثیت اور محفوظ مقام رکھتے ہیں۔

''ہم نے آپ کی بات سن لی''۔ انصار نے حضرت عباس سے کہا، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوئے:

اے اللہ کے رسولؐ! اب آپ ارشاد فرمائیں اور جو عہد ہم سے لینا چاہیں لے لیں۔

حضور اکرم ﷺ نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی، اللہ کی طرف دعوت دی اور اسلام کی جانب رغبت دلائی، اِس کے بعد فرمایا:

میں تم سے اِس پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اچھے اور برے ہر حال میں حکم سنو گے اور اطاعت کرو گے، خوش حالی ہو یا بدحالی، ہر صورت میں مال خرچ کرو گے، نیکی کا حکم دو گے، برائی سے منع کرو گے اور اللہ کے معاملہ میں حق بات کہو گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو گے اور یہ کہ جب میں تمہارے ہاں آؤں تو تم ہر اُس چیز سے میری حفاظت کرو گے جس سے اپنی جانوں اور بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔ اِس کے بدلے میں تمہارے لیے جنت ہے۔

یہ ارشاد سن کر حضرت براء بن معرور ؓ نے اللہ کے رسول ﷺ کا دستِ مُبارَک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور عرض کیا:

اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ہم آپ کی اِسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح اپنے اہل و عیال کی کرتے ہیں۔ اے اللہ کے رسولؐ! ہم سے بیعت لیجیے۔ ہم جنگ آزما لوگ ہیں۔ جنگیں لڑنا ہم نے باپ دادا سے وراثت میں پایا ہے۔

''اللہ کے رسول''!____ حضرت ابوالہیثم ﷛ بات کاٹ کر بولے:

ہمارے اور یہود کے درمیان جو حلیفانہ تعلقات ہیں، ہم اُنھیں کاٹ رہے ہیں۔ ایسا تو نہ ہوگا کہ جب اللہ آپ کو غلبہ عطا فرمائے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم میں واپس چلے جائیں۔

حضرت ابوالہیثم ﷛ کی بات سن کر نبیِ رحمت ﷺ کے چہرۂ مُبارک پر مسکراہٹ پھیل گئی اور آپؐ نے فرمایا:

نہیں، اب میرا مرنا اور جینا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو۔ جس سے تم لڑو گے، اُس سے میں لڑوں گا اور جس سے تم صلح کرو گے، اُس سے میں صلح کروں گا۔

اِس کے بعد تمام لوگ بیعت کرنے آپؐ کی طرف بڑھے مگر اِس جماعت کے ایک نوجوان رکن حضرت اسعد بن زرارہ ﷛ نے حضورؐ کا دستِ مبارک اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے کہا:

اے اہلِ یثرب، ٹھہرو! ہم اِن کے پاس اپنے اونٹ دوڑاتے اِس کے سوا کسی مقصد سے نہیں آئے کہ ہم اِنھیں اللہ کا رسول مانتے ہیں۔ آج اِن کو نکال کر اپنے ساتھ لے جانا تمام عرب کی دشمنی مول لینا ہے۔ اِس کے نتیجے میں تمہارے بچے قتل ہوں گے اور تلواریں تمہارا خون بہائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی۔ اگر تم یہ سب برداشت کرنے کی طاقت اپنے اندر پاتے ہو تو اِن کا ہاتھ تھام لو، پھر تمہارا اجر اللہ کے ذمے ہے اور اگر تمہیں اپنی جانوں کا خوف ہے تو اِنھیں ابھی سے چھوڑ دو اور صاف صاف معذرت کر لو، کیونکہ اِس وقت معذرت کر دینا اللہ کے ہاں زیادہ قابلِ قبول ہوگا۔

حضرت اسعد ؓ کی یہ بات سن کر تمام لوگ بول اٹھے:

اسعد! ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ، واللہ ہم اِس بیعت کو ہرگز نہ چھوڑیں گے اور نہ اِس سے ہاتھ کھینچیں گے۔

پھر تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے دستِ مُبارَک پر بیعت کی۔ یہ بیعت تاریخِ اسلام میں بیعتِ عَقبہ ثانیہ کے نام سے مشہور ہے۔

یہ رات تاریخ ساز ثابت ہوئی۔ وفا اور خلوص کی تاریخ جب بھی رقم ہوگی اِس رات کا تذکرہ ضرور آئے گا۔ یثرب کے اہلِ وفا نے اِس رات وہ عہد باندھا جس نے تاریخِ عالم کے پُرشور دھارے کا رخ بدل دیا۔ اُنھوں نے ایفائے عہد کے ایک ایسے باب کی بنیاد رکھی جسے انسانی تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔ آنے والے سالوں میں یہ باب اُن کی بے پناہ جدوجہد، ایثار اور قربانیوں سے مرصع ہو کر جگمگانے لگا اور اِس میں اُن کے اِخلاص کی خوشبو ہمیشہ کے لیے رچ بس گئی۔ اِس خوشبو میں خون کی مُشک بھی شامل تھی، اُس پاکیزہ خون کی جو ایفائے عہد کے اِس طویل سفر میں اُنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر بہایا۔ انصار نے وفا اور خلوص کے جس راستے پر سفر کا آغاز کیا تھا، اُنھوں نے اُس میں لہو کے دیے جلائے اور مالی قربانیوں کی ایسی مثالیں قائم کیں جس سے لفظ، انصار، ایثار اور وفا کا ہم معنی بن گیا۔ آج بھی اِس لفظ کے منہ سے ادا ہوتے ہی اِس سے وفا کی خوشبو پھوٹنے لگتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیا اُفق

چٹیل پہاڑوں میں گھری بستی کی ایک پراسرار رات کا ذکر ہے۔ ربیع الاوّل کے پہلے دن کا چاند اپنی مدھم سی شکل دکھا کر کب کا غروب ہو چکا تھا۔ ہر طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور سناٹے کا تسلّط تھا۔ اندھیرے کے ساتھ بستی کی فضا میں ایک عجیب افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ اُداسی کی اِس چادر نے آسمان پر موجود ستاروں کی چمک کو بھی دھندلا دیا تھا۔ بستی کے مکین اِس افسردگی سے بےخبر خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ اُنھیں تقدیر کے اِس فیصلے کا علم نہیں تھا جو آج رات تحریر ہونے والا تھا، نہ اُن کے ہاں ایک عظیم نعمت کو کھو دینے کا احساسِ زیاں موجود تھا، اُس نعمت کا جس کی قربت سے آج وہ محروم ہو رہے تھے۔

وقت کے لمحات شیشۂ ساعت سے ایک ایک کر کے پھسلتے جا رہے تھے کہ اچانک مختلف تاریک گوشوں سے چند سائے برآمد ہوئے۔ اُن کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں جن کی تیز دھاروں کی چمک تاریکی کے باوجود چھپ نہیں پا رہی تھی۔ یہ سائے دبے پاؤں آگے بڑھے اور ایک دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ باہر سے تانک جھانک کرنے کے بعد وہ لوگ مطمئن ہو گئے کہ اُن کا دشمن گھر ہی کے اندر موجود ہے۔ اِس کے بعد وہ اطمینان سے اُس مکان کا محاصرہ کر کے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد اُنھیں خیال آیا کہ صبح تک دشمن کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے کے بجائے کیوں نہ دیوار پھاند کر اندر چلے جائیں اور اُس کا کام تمام کر ڈالیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سوچ کر وہ آگے بڑھے مگر اچانک اندر سے کسی عورت کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ یہ چیخ سن کر وہ دبک گئے اور آپس میں کہنے لگے: ''واللہ، پورے علاقے میں ہمارے لیے سخت بدنامی کی بات ہوگی کہ ہم رات کے وقت دیواریں پھاند کر اپنے ہی ایک رشتے دار کے گھر میں جا گھسے اور ہم نے اپنے قبیلے کی بیٹیوں کی عزت و آبرو کا بھی لحاظ نہیں کیا''۔ اِس کے بعد وہ سب دوبارہ دروازے کے سامنے آ کر بیٹھ گئے۔

رات ڈھلنے کے ساتھ دروازے کے باہر موجود افراد کے چہروں پر اعصابی تناؤ کی علامات گہری ہوتی جا رہی تھیں۔ یہ رات اُن کے لیے بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ آج وہ ایک نہایت اہم مہم پر نکلے تھے۔ اِس مہم میں ناکامی، اُن کی ایک عشرے سے زائد جدوجہد اور کوششوں پر پانی پھر جانے کے مترادف تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بڑی بے چینی سے منتظر تھے کہ کب اُن کا شکار گھر سے باہر نکلے اور وہ سب مل کر اُس پر ٹوٹ پڑیں۔

ہر لمحے بڑھتا ہوا اضطراب اِن لوگوں کو اطمینان سے بیٹھنے نہیں دے رہا تھا۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اٹھ کر گھر کے اندر جھانکتے۔ چارپائی پر سبز چادر لیے شخص پر نگاہ پڑتے ہی اُنھیں اپنے جسموں میں نئی قوّت دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی۔ اِن افراد میں سے بعض بڑی حسرت سے سوچ رہے تھے کہ اُنھیں دشمن کو ختم کر دینے کا یہ خیال بہت پہلے کیوں نہ سوجھا تھا۔ امید کی ڈور کا آخری سِرا اَب اُن کے ہاتھ میں باقی رہ گیا تھا۔ اِس سرے کے ہاتھوں سے پھسل جانے کا مطلب یہ تھا کہ اُن کے مناصب، مذہب اور روایات سب کچھ آنے والے اُس طوفان میں بہہ جائیں جس کے امنڈنے کے آثار شمالی افق پر واضح ہوتے جا رہے تھے۔ اُن کے لیے جیتے جی یہ برداشت کرنا ممکن نہ تھا۔ اِنھی مناصب، مذہب اور روایات کی خاطر تو اُنھوں نے گزشتہ پورا عشرہ ایک سخت جدوجہد میں گزارا تھا۔

رات بھیگ چکی تھی کہ اچانک گھر کا دروازہ خاموشی کے ساتھ کھلا اور پختہ عمر کا ایک وجیہہ شخص جس کے چہرے پر وقار اور سنجیدگی کے ساتھ بلا کی کشش تھی، چپکے سے باہر نکلا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازے پر موجود دشمنوں کی آنکھیں کھلی تھیں مگر وہ بینائی سے محروم ہو چکے تھے۔ اُنھیں اپنے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ گھر کے اندر سے نکلنے والا پرکشش شخصیت کا مالک شخص، اُن کے پاس سے گزر کر رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔

اندھیری گلیوں میں سائے کی مانند چلتا ہوا یہ شخص ایک دروازے پر جا کر رک گیا اور ہلکی سی دستک دی۔ اجازت ملنے پر اُس نے گھر کے اندر قدم رکھا تو اپنے ایک ساتھی کو منتظر پایا۔ تیاری پہلے سے مکمل تھی چنانچہ دونوں ساتھی فوراً گھر کے عقبی حصے میں موجود ایک کھڑکی کے ذریعے سے باہر نکلے اور تاریک گلیوں میں خاموشی سے چلتے ہوئے شہر کو پیچھے چھوڑ آئے۔ اب پرکشش شخصیت کا مالک شخص ایک جگہ ٹھہر گیا۔ اُس نے مڑ کر شہر کی طرف نگاہ دوڑائی اور انتہائی حسرت کے ساتھ یہ درد بھرے الفاظ کہے:

اے مکّہ! اللہ کی زمین پر تو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ کو بھی اپنی زمین پر تو ہی سب سے بڑھ کر عزیز ہے۔ تیرے باشندوں نے مجھے نہ نکالا ہوتا تو میں کبھی تجھے چھوڑ کر نہ جاتا۔

مکّہ مکرّمہ نے جانے والے شخص کے الوداعی الفاظ سنے تو تڑپ کر رہ گیا اور اُس پر چھائے اداسی کے سائے مزید گہرے ہو گئے۔ وہ حسرت سے جانے والے کو دیکھ رہا تھا۔ اُسے رہ رہ کر اپنے مکینوں پر غصہ آ رہا تھا۔ ذاتی مفادات اور جھوٹی روایات کی زنجیروں میں جکڑے، عقل کے اندھے یہ لوگ اِس شخص کی اہمیت اور حیثیت کو نہیں پہچان پائے تھے۔ مکّہ کی نگاہیں دو افراد کے اِس قافلے پر لگی تھیں، جس میں موجود وجیہ اور پرکشش شخصیت کے مالک شخص کو جاتے دیکھ کر اُس کی آنکھوں میں آنسو تھرتھرا رہے تھے۔ اِس کے ساتھ ہی اُس کی دھندلی آنکھوں میں تقریباً ڈھائی ہزار برس پہلے کا ایک منظر ابھر آیا۔

جھلستی دوپہر میں دو ہی افراد کا قافلہ جن کے ہمراہ ایک شِیر خوار بچہ بھی تھا، طویل مسافت طے کرنے کے بعد ایک پہاڑی ٹیلے پر آ کر ٹھہر گیا۔ عرب کے اِس پتھریلے چٹیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقے میں چند کانٹے دار جھاڑیوں اور اکا دکا خودرَو درختوں کے علاوہ کہیں سبزے اور سائے کا نام و نشان نہیں تھا۔ سبزے کے لیے پانی کا وجود نہایت ضروری ہے اور وہاں تو پانی دور تک ڈھونڈے سے نہیں ملتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اِس علاقے میں دور تک آبادی کا بھی کہیں وجود نہیں تھا۔ قافلے کا سربراہ اپنی بیوی اور بچے کو اِس ویرانے میں چھوڑ کر واپس چل دیا۔ کچھ دور جا کر وہ رک گیا اور اُس نے اپنے ہاتھ بلند کیے، پھر اُس کے ہونٹوں پر یہ دعا آ گئی:

پروردگار! میں نے پانی اور سبزے سے محروم وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصّے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے تاکہ یہ یہاں نماز قائم کریں، لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو اِن کا مشتاق بنا اور اِنھیں کھانے کو پھل دے شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔

یہ کہہ کر وہ جس راستے سے آیا تھا، لوٹ گیا۔

چند دنوں بعد ایک قافلے کا اِس علاقے سے گزر ہوا۔ آسمان سے پرندوں کو زمین پر اترتے دیکھ کر وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہاں ضرور کوئی چشمہ پھوٹا ہے۔ قریب پہنچ کر اُنھوں نے ایک خاتون کو اپنے شیر خوار بچے کے ہمراہ پانی کے چشمے پر موجود پایا۔ یہ وہی خاتون اور بچہ تھا جو مرد کے ہمراہ آئے تھے۔ پانی کا یہ چشمہ زمین پر ایک فرشتے کی ایڑی مارنے سے پھوٹا تھا۔ پانی دیکھ کر قافلے کے افراد نے اِس خاتون کی اجازت سے اِس جگہ ڈیرے ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ خیمے گاڑ دیے گئے اور سنگلاخ ویرانے میں ایک بستی کا وجود ابھر آیا۔

پھر خاتون کا شیر خوار بچہ بچپنے کی حدود کو پیچھے چھوڑ آیا۔ ایک دن بچے کا والد اِس ویرانے میں جہاں وہ اپنے بیوی بچے کو چھوڑ کر گیا تھا، واپس لوٹ آیا۔ خالقِ کائنات کا حکم پا کر دونوں باپ بیٹے نے ایک گھر کی تعمیر شروع کی۔ زمین کھود کر بنیادیں رکھی گئیں اور تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ دونوں باپ بیٹا پتھر اٹھا اٹھا کر جوڑ رہے تھے اور اُن کی زبانوں پر یہ دعا جاری تھی:

اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرما۔ تو سب کی سننے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاننے والا ہے۔ اے رب! ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیعِ فرمان) بنا۔ ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو۔ ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اے رب! اِن لوگوں میں خود اِن کی قوم میں سے ایک رسول اٹھانا، جو اِنھیں تیری آیات سنائے، اِن کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور اِن کی زندگیاں سنوارے۔ تو بڑا صاحبِ اقتدار اور حکیم ہے۔

یہ دونوں باپ بیٹا حضرت ابراھیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام تھے اور اُنھوں نے جس گھر کی بنیاد رکھی وہ خانہ کعبہ تھا۔ مکّہ مکرّمہ کے بالکل ابتدائی دنوں کے ویرانے میں مانگی گئی اِس دعا کا نتیجہ وہ انسانِ کامل تھا جسے مکّہ کے مکینوں نے نکل جانے پر مجبور کر دیا تھا، اور اب مکّہ اپنی ڈبڈباتی آنکھوں سے اُسے جاتے دیکھ رہا تھا —— صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ شخصیت جس کی دنیا میں آمد کا شہرہ اور غلغلہ کائنات کے گوشے گوشے میں برپا تھا، اپنے پیدائشی وطن سے محروم کر دی گئی تھی۔ مکّہ مکرّمہ کفِ افسوس مل رہا تھا۔ اپنے مکینوں کی نااہلی کی وجہ سے وہ نبیِ آخرالزمان ﷺ کی ہم نشینی سے محروم ہو چکا تھا۔ یہ عظیم شرف اب اُس کے شمال میں تقریباً تین سو میل کی دوری پر بسنے والی یثرب نامی بستی کے حصے میں آ رہا تھا۔ اُس کے بھاگ جاگ اُٹھے تھے اور خالقِ کائنات کے آخری فرستادہ کے وجود کی برکت سے نام بدلنے کے ساتھ ساتھ اُس بستی کے دن بھی پھرنے والے تھے۔ یثرب گوشۂ گمنامی سے نکل کر قیامت تک آنے والے کروڑوں، اربوں انسانوں کے دلوں کی دھڑکن بننے والا تھا۔ اللہ کے آخری پیغمبر ﷺ ہجرت کر کے اُسی بستی کی جانب جا رہے تھے۔ اِس انوکھے سفر میں آپؐ کی ہمراہی کا شرف جس شخصیت کے حصے میں آیا وہ آپؐ کے دیرینہ دم ساز اور رفیق حضرت ابوبکر صدیق ؓ تھے۔

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے مکّہ مکرّمہ کے پرآشوب اور تکلیف دہ ماحول میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً تیرہ برس تک توحید کی شمع روشن کیے رکھی۔ اِس شمع کی لَو صرف اُن خوش نصیب افراد کے دل و دماغ میں راہ بنا پائی جو شرک کی گندگی میں لتھڑے ہوئے نہ تھے اور نہ دنیوی اور مادی مفادات ہی اُن کے پاؤں کی زنجیر بن سکے تھے۔ گنتی کے اِن افراد کے سوا مکّہ مکرّمہ کی اکثریت نے جہالت کے اندھیرے چھوڑ کر حق کی روشنی میں آنے سے انکار کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دو برس پہلے محسوس کر لیا تھا کہ قریش دعوتِ حق کے اِس بھاری بوجھ کو اٹھانے اور لے کر چلنے کی صلاحیتوں سے عاری ہیں۔ اُس وقت سے آپؐ کو کسی ایسے قبیلے کی حمایت کی تلاش تھی جن کی صلاحیتوں کے سوتے خشک نہ ہوئے ہوں۔ نئے افق کی اِس جستجو میں آپؐ کی ملاقات یثرب سے آئے ہوئے افراد سے ہوئی اور اُنھوں نے آپؐ کی پکار پر لبیک کہہ دیا، یثرب کے اندر دعوتِ حق کو پھیلانے میں مدد دی اور بالآخر اِس دعوت کی عظیم ذمہ داریوں کو اٹھانے کا عہد باندھ لیا۔

یثرب کے لوگوں کا یہ عہد تاریخِ انسانی کا انتہائی اہم موڑ ثابت ہوا۔ اُنھوں نے نہ صرف اسلام کے لیے اپنے سینے کھول دیے بلکہ اپنے گھروں کے دروازے مکّہ مکرّمہ سے آنے والے اِن ستم رسیدہ افراد کے لیے وَا کر دیے جن کے لیے ظلم کی اِس بھٹی میں جو وہاں گرم تھی، زندگی گزارنا ممکن نہ رہا تھا۔

بارہ ذی الحجہ تیرہ نبوی کو یثرب کے لوگوں نے آخری بیعتِ عَقبہ کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت پا کر یثرب جانے والے افراد کا تانتا بندھ گیا۔ حبشہ میں موجود مہاجرین نے یہ خبر سنی تو اُن میں سے بھی بہت سے یثرب جانے کی غرض سے مکّہ مکرّمہ لوٹ آئے۔ اِن میں سے سات افراد کو اہلِ مکّہ نے گرفتار کر لیا۔ اِن کے علاوہ بھی کئی افراد ہجرت کرتے ہوئے قریش کے ہتھے چڑھ گئے۔ ایسے افراد کی تعداد بھی اچھی خاصی تھی جن کے دلوں میں ایمان کی شمع روشن تھی مگر اپنی کمزوریوں اور مجبوریوں کے باعث اُن کے لیے مکّہ مکرّمہ چھوڑ دینا ممکن نہیں تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہاجرین کا اخراج جاری رہا اور مکّہ اہلِ ایمان کے وجود سے خالی ہوتا چلا گیا۔ ڈھائی ماہ بعد وہ دن بھی آ پہنچا جب رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا یثرب جانے والا کوئی شخص یہاں باقی نہ رہا۔

حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کئی بار حضورؐ سے ہجرت کی اجازت طلب کر چکے تھے، مگر ہر مرتبہ آپؐ ارشاد فرماتے:

''جلدی نہ کرو، شاید اللہ تمہارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے''۔

یہ ارشاد سن کر حضرت ابوبکرؓ کے دل میں یہ امید پیدا ہوگئی کہ ممکن ہے اُن کے بخت میں رسولِ پاک ﷺ کا ہم سفر بننے کا اعزاز لکھا گیا ہو۔ چنانچہ اُنھوں نے سفر کے لیے دو اونٹنیاں خرید کر گھر میں رکھ لیں۔

مسلمانوں کو محفوظ پناہ گاہ مل جانے کی وجہ سے اہلِ مکّہ انگاروں پر لوٹ رہے تھے۔ اُنھوں نے ہجرت کے نتائج پر غور کیا تو وہ لرز اٹھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی دل و دماغ کو مسخر کر لینے والی غیر معمولی صلاحیتوں اور قرآنِ کریم کی عظیم قوّتِ تسخیر سے خوب آگاہ تھے۔ یہ سوچ کر وہ کانپ اُٹھے کہ ایک دن آپؐ بھی مکّہ مکرمہ چھوڑ کر چلے جائیں گے اور اِس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ وقت اور حالات کی باگ اُن کے ہاتھ سے مکمل طور پر نکل جائے گی۔ مسلمان طاقت ور ہو کر اُن سے لڑنے کے قابل ہو جائیں گے اور لازماً مکّہ مکرّمہ کا رُخ کریں گے کیونکہ مکّہ کو زیرِ اقتدار لائے بغیر عرب پر غلبہ حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔ اِس صورتِ حال پر غور کرنے کے لیے سردارانِ قریش نے ایک خفیہ اجلاس دارالندوہ میں طلب کیا۔ دارالندوہ قریش کے جدامجد اور اُن کے ایک بہت بڑے سردار قصی بن کلاب (عبدالمطلب کے پردادا) کا گھر تھا۔ وہ یہیں بیٹھ کر اپنے تمام معاملات پر مشورہ کیا کرتے تھے۔

فیصلے کے مطابق یہ لوگ صبح کے وقت جمع ہوئے تو اِس اجلاس کا پس منظر بیان کیا گیا: ''آپ حضرات اِس شخص کا معاملہ تو جان ہی چکے ہیں۔ ہم قابو میں نہیں آئے مگر دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ اِس کے پیروکار بن گئے ہیں۔ مستقبل میں مکّہ پر مسلمانوں کے حملے کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ آپ قوم کے سردار اور اُس کے بہترین دماغ ہیں۔ آیئے سب مل کر سوچیں کہ اِس خطرے کی روک تھام کیسے ممکن ہے''؟

کچھ دیر سوچ بچار کے بعد ایک شخص بولا:

میری رائے یہ ہے کہ اِس شخص کو لوہے کی بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا جائے اور جیتے جی رہا نہ کیا جائے، بالکل ویسے ہی جس طرح کئی اور شعرا کے ساتھ کیا گیا تھا۔

''مگر اِس سے کیا ہوگا؟ اِس کے جو ساتھی قید خانے سے باہر ہیں وہ برابر اپنا کام جاری رکھیں گے اور جیسے ہی قوّت پکڑ لی، اِسے چھڑانے کے لیے جان کی بازی لگا دیں گے''۔ ایک اور شخص نے اِس رائے کو رد کرتے ہوئے کہا۔

''میری مانو تو اِسے اپنے ہاں سے نکال دو۔ جب وہ ہمارے درمیان نہیں ہوگا تو ہمیں کیا غرض کہ کہاں رہتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ ہمیں تو اطمینان کا سانس نصیب ہوگا''۔ صورتِ حال سے بے زار ایک شخص مستقبل کے اندیشوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

''ہرگز نہیں، یہ شخص جادو بیان ہے۔ اِسے دلوں کو موہ لینے میں بلا کا کمال حاصل ہے۔ ہم نے اِسے نکال دیا تو نہ معلوم وہ عرب کے کن کن قبیلوں کو اپنا پیروکار بنا لے گا۔ تم لوگ عرب کا دل ہو، عرب پر اقتدار رکھنے کے لیے تم پر قابض ہونا نہایت ضروری ہے، اِس لیے قوت حاصل کرتے ہی وہ تم پر حملہ آور ہوگا''۔ ایک دوسرے کائیاں سردار نے مسئلے کی اہمیت بیان کی۔

بہت دیر تک غور و فکر جاری رہا مگر کوئی قابلِ عمل تجویز سامنے نہ آ سکی۔ اچانک ابوجہل کی آنکھوں میں شیطانی چمک نمودار ہوئی اور اُس نے سب کو متوجہ کرتے ہوئے کہا:

کیوں نہ ہم اپنے تمام قبیلوں میں سے ایک ایک بہترین شخص منتخب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں اور یہ سب اکٹھے ہو کر محمد (ﷺ) پر ٹوٹ پڑیں اور اُسے قتل کر ڈالیں۔ اِس طرح خون تمام قبیلوں پر تقسیم ہو جائے گا اور بنو عبد مناف کے لیے ممکن نہیں رہے گا کہ سب سے لڑ سکیں، مجبوراً وہ خون بہا قبول کرنے پر راضی ہو جائیں گے۔

ابوجہل کی یہ تجویز سنتے ہی پوری محفل خوشی سے کِھل اٹھی۔

''واہ بات تو بس یہی ہے جو اِس نے کہی ہے، اِس کے سوا کوئی اور رائے ٹھیک نہیں''۔ تمام لوگ اُسے داد دینے لگے۔

خوشی و مسرّت کی لہر کا زور ٹوٹا تو قتل کے لیے آدمی نامزد کیے گئے اور قتل کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا۔ پھر اِس ساری کارروائی کو انتہائی خفیہ رکھنے کا فیصلہ ہوا تاکہ مجلس سے باہر کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو پائے —— وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (الانفال ۸: ۳۰)۔

یہ لوگ اپنی چالیں چال رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا، اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

سردارانِ قریش مجلس کے اختتام پر خاموشی سے اُٹھ کر چلے گئے۔ وہ لوگ دل ہی دل میں مطمئن تھے کہ آج رات وہ جھگڑا انجام کو پہنچ جائے گا جس نے پچھلے پورے عشرے سے اُنھیں اُلجھن میں ڈال رکھا تھا۔ وہ حیران تھے کہ ایسی عمدہ تجویز پہلے کسی کے ذہن میں کیوں نہیں آئی تھی۔

اُدھر اللہ تعالیٰ کی مشیّت اپنا کام کر رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور آپؐ کو مکّہ مکرّمہ کو چھوڑ دینے کی اجازت دے دی گئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپؐ کو کفار کے ارادے سے باخبر کیا اور ہدایت کی کہ آج رات اپنے بستر پر ہرگز نہ سوئیں۔

O

دوپہر کا وقت تھا۔ مکّہ مکرّمہ میں شدید گرمی پڑ رہی تھی۔ تمام لوگ گرمی کی حدّت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بچنے کے لیے گھروں کے اندر موجود تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ بھی اپنے مکان میں تشریف فرما تھے۔ آپ کی دونوں بیٹیاں حضرت اسماء اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما اُن کے پاس موجود تھیں۔ اچانک دروازہ کھٹکا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دروازہ کھولا تو ایک شخص اُن سے مخاطب ہوا:

''رسول اللہ کپڑے سے منہ ڈھانکے آپ کے ہاں آ رہے ہیں''۔

حضور ﷺ ایسے وقت میں ابوبکر ؓ کے ہاں کبھی تشریف نہیں لاتے تھے۔ خلافِ معمول آمد کے متعلق سن کر وہ سمجھ گئے کہ ضرور کوئی غیر معمولی بات ہے۔ بے اختیار منہ سے نکلا:

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ضرور کوئی بات ہے جس کی وجہ سے آپ اِس وقت تشریف لا رہے ہیں۔

اسی اثنا میں حضور ﷺ اُن کے دروازے پر پہنچ گئے۔ اجازت لے کر آپؐ اندر تشریف لائے اور فرمایا:

''اپنے پاس سے سب کو ہٹا دو''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہو چکا تھا اِس لیے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا:

''یہاں سب آپ ہی کے گھر کے لوگ ہیں''۔

''مجھے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے''۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

یہ خبر سن کر حضرت ابوبکر ؓ کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی اور اُنھوں نے فوراً پوچھا:

میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا مجھے آپ کا ساتھی بننے کا شرف حاصل ہوگا؟

''ہاں''۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

یہ سنتے ہی حضرت ابوبکرؓ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ اُن کی اپنی اولاد نے بھی اُن کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس قدر خوشی کی حالت میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مسرّت کی یہ لہر آنسوؤں کی صورت میں اُن کی آنکھوں سے بہہ نکلی۔ پھر اُنھوں نے اپنے اوپر قابو پایا اور کہا:

یارسول اللہ! میری دو اونٹنیوں میں سے ایک (سفر کے لیے) آپ لے لیں۔

''مگر میں قیمت دے کر لوں گا''۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

پھر آپؐ نے اُس کی قیمت پوچھی اور فرمایا:

''میں یہ قیمت ادا کر دوں گا''۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اِن سواریوں کو آگے لے جانے کے بارے میں دریافت کیا۔

''عبداللہ بن اریقط کو اِس کام کے لیے اُجرت پر لے لیا جائے''۔ حضور ﷺ نے ہدایت فرمائی۔

سفر اور تیاری سے متعلق تمام معاملات طے ہو گئے تو اللہ کے رسول ﷺ اپنے مکان پر واپس تشریف لے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے سفر کے لیے انتظامات مکمل کرنا شروع کر دیے اور عبداللہ بن اریقط کو بلوا بھیجا۔ عبداللہ راستوں کا ماہر تھا۔ یہ وہی شخص تھا جسے نبی کریم ﷺ نے طائف سے واپسی پر پیغام بر بنا کر مکّہ کے سرداروں کے پاس بھیجا تھا۔ مشرک ہونے کے باوجود وہ انتہائی قابلِ اعتماد تھا، اِسی وجہ سے حضورؐ نے ہجرت کے اِس نازک سفر میں بھی اُس پر اعتماد کیا اور وہ اِس بھروسے پر پورا اُترا حالانکہ قریش نے مخبری کرنے والے کے لیے بھاری انعام کا اعلان کر دیا تھا۔

اِدھر حضرت اسماء اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سفر کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ اُنھوں نے سامان تیار کیا اور ایک تھیلے میں زادِ راہ کے طور پر ضروری چیزیں رکھ دیں۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ جو نہایت ہوشیار نوجوان تھے، گھر میں داخل ہوئے تو والد نے اُنھیں ہدایت کی:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارا دن اہلِ مکّہ میں گزارنا، خبریں لیتے رہنا اور رات کے وقت
ہمارے پاس آ کر دن بھر کی جمع شدہ اطلاعات سنا دیا کرنا۔

پھر حضرت ابوبکر ؓ نے حضرت عامر بن فہیرہ ؓ کو جنھیں آپ نے غلامی سے آزاد کر دیا تھا، بلا کر تاکید فرمائی:

تم معمول کے مطابق دن بھر بکریاں چراتے رہنا اور اہلِ مکّہ کی
خبریں لیتے رہنا۔ رات گئے ہمارے پاس آ کر بکریوں کا دودھ بھی
دے جایا کرنا اور خبریں بھی فراہم کر دیا کرنا۔

اِسی طرح آپ نے اپنی بڑی صاحبزادی حضرت اسماءؓ کو ہدایت کی کہ وہ اُن کی مدینہ روانگی کے وقت زادِ راہ پہنچا دیں۔

عبداللہ بن اریقط حضرت ابوبکرؓ کا پیغام پا کر آپ کے گھر آیا۔ پہلے آپ نے اُس سے سارا معاملہ راز میں رکھنے کی قسم لی، پھر دونوں سواریاں اُس کے سپرد کیں اور اُنھیں مکّہ مکرّمہ سے باہر لے جانے کے لیے کہا۔ آپ نے اونٹنیوں کا چارہ، پانی اور سامان بھی ساتھ کر دیا۔ آخر میں آپ نے اُسے تاکید فرمائی کہ جس جگہ ہم بلائیں، اِنھیں لے کر پہنچ جانا۔ یوں سفرِ ہجرت کے تمام انتظامات مکمل ہو گئے۔

اللہ کے پاک رسول ﷺ رات ہونے تک اپنے مکان ہی میں ٹھہرے رہے تاکہ دشمنوں کو شبہ نہ ہونے پائے کہ آپؐ اُن کے ارادوں سے باخبر ہو چکے ہیں۔ رات کی تاریکی پھیل گئی تو دن بھر کے تھکے ہارے لوگ سونا شروع ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ کی ہدایت پر حضرت علی ؓ آپؐ کے بستر پر آپؐ کی سبز چادر اوڑھ کر سو گئے۔ حضورؐ نے اُنھیں مکّہ مکرّمہ ہی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ کا گھر اہلِ مکّہ کی امانتوں سے بھرا ہوا تھا کیونکہ سخت دشمنی کے باوجود وہ لوگ امانت کے معاملے میں آپؐ ہی پر اعتماد کیا کرتے تھے۔ نبیِ رحمت ﷺ کی خواہش تھی کہ علی ؓ اہلِ مکّہ کو اُن کی امانتیں لوٹانے کے بعد مکّہ چھوڑیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی ؓ نے اِس فرض کی ادائیگی کی خاطر درندوں کے کچھار میں رہنے کی ہامی بھر لی۔

پروگرام کے مطابق کفار نے رسول اللہ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ یہ گیارہ افراد تھے جن میں ابوجہل، ابولہب، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف اور نضر بن حارث بھی شامل تھے۔ وہ جب بھی باہر سے تانک جھانک کرتے، حضرت علیؓ کو چارپائی پر لیٹا دیکھ کر یہ سمجھتے کہ رسول اللہ ﷺ سو رہے ہیں۔

جب رات خاصی ڈھل گئی تو اللہ کے رسول ﷺ اطمینان سے باہر نکلے اور سازشیوں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے اُن کے درمیان سے نکل گئے۔ اُس وقت آپؐ سورہ یاسین کی ابتدائی آیات تلاوت فرما رہے تھے۔ یوں دشمن دروازے پر بیٹھا صبح ہونے کا انتظار کرتا رہ گیا۔

اُدھر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ دو تین میل پیدل چل کر ثور نامی پہاڑ کے قریب جا پہنچے۔ ابوبکر ؓ نے یہ فاصلہ انتہائی اضطراب اور بے قراری کی حالت میں طے کیا۔ نبی کریم ﷺ کی حفاظت کا خیال اُنھیں چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ اِس بے چینی کی کیفیت میں وہ کبھی حضورؐ کے آگے چلنے لگتے اور پھر کچھ سوچ کر پیچھے چلنا شروع کر دیتے۔ اُن کی یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی۔

''مجھے پیچھا کرنے والوں کا خیال آتا ہے تو آپؐ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں آگے کوئی خطرہ درپیش نہ ہو تو آگے آ جاتا ہوں''۔ حضرت ابوبکر ؓ نے جواب دیا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ کوئی آفت آئے تو میرے بجائے تم پر آئے''؟

''جی ہاں''۔

یوں پھونک پھونک کر قدم رکھتے یہ حضرات ثور کے دامن میں پہنچ گئے۔ تاروں بھرے آسمان میں بلند پہاڑ سر اٹھائے کھڑا تھا۔ اِسی پہاڑ پر وہ غار واقع تھا جہاں نبیِ کریم نے ٹھہرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ ایک دشوار گزار اور عمودی راستہ جس پر ہر لمحے پھسلنے کا خطرہ منڈلاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہے، غار کی جانب جا رہا تھا۔ رات کے اندھیرے میں یہ حضرات قدم جما جما کر رکھتے، راستے کے فراز طے کرتے بالآخر غار پر پہنچ گئے۔

حضرت ابوبکر ؓ نے جلدی سے عرض کیا:

یا رسول اللہ! آپ ذرا ٹھہریں، میں اندر جا کر غار کو آپ کے لیے صاف اور محفوظ کر دوں۔

یہ کہہ کر وہ غار میں داخل ہو گئے اور گھپ اندھیرے میں ٹٹول ٹٹول کر ایک ایک سوراخ اور ایک ایک بل کو تلاش کیا اور اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر اُسے بند کرتے رہے۔ پھر باہر نکلے مگر فوراً ہی خیال آیا کہ ایک بل اور رہ گیا ہے۔ دوبارہ اندر گئے اور اُسے بھی بند کیا۔ اِس کے بعد حضورؐ سے عرض کیا کہ آپ اندر تشریف لے آئیں۔ اِن حضرات کے غار میں داخل ہو جانے کے بعد خالقِ کائنات کا حکم پا کر ایک مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بُننا شروع کر دیا۔

تاریک افق پر سپیدۂ سحر کی علامات نمودار ہونے کے قریب تھیں جب حضرت علی ؓ، رسول اللہ ﷺ کے بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُنھیں دیکھ کر مشرکین کے چھکے چھوٹ گئے۔

''تمہارے صاحب کہاں ہیں''؟ اُنھوں نے بدحواس ہو کر پوچھا۔

''مجھے کیا خبر کہ وہ کہاں تشریف لے گئے ہیں، میں اُن پر نگران نہیں ہوں۔ تم لوگوں نے اُنھیں نکالا اور وہ نکل گئے''۔ حضرت علی ؓ نے بے رخی سے جواب دیا۔

یہ سن کر ظالم جھلّا گئے۔ ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے علاوہ اُنھیں مارا پیٹا بھی۔ پھر مسجدِ حرام میں لے جا کر بند کر دیا، مگر جب کسی طریقے سے کوئی بات معلوم نہ کر سکے تو چھوڑ دیا۔

اِس کے بعد سفاک دشمنوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر کا رخ کیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا شرم و حیا سے سمٹی دروازے پر آئیں۔

''تمہارا باپ کہاں ہے''؟ کافروں نے پوچھا۔

''مجھے کچھ خبر نہیں''۔ حضرت اسماءؓ نے جواب دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس پر ابوجہل کو سخت غصہ آیا اور ظالم نے ایک زور دار تھپڑ اُنھیں دے مارا جس سے اُن کے کان کی بالی ٹوٹ کر دور جا گری۔ اِس کے بعد کفار پھنکارتے ہوئے چلے گئے۔

اِن دونوں مقامات سے کوئی خبر نہ مل پائی تو سردارانِ قریش کے حکم پر مکّہ مکرّمہ کا کونا کونا چھان مارا گیا۔ اِردگرد کی مضافاتی بستیوں میں بھی آدمی دوڑائے گئے۔ ہر جگہ اُن کے لوگ بو سونگھتے پھرتے تھے مگر پوری تلاش کے باوجود اُن کے ہاتھ کچھ نہ آیا اور نہ اُنھیں کوئی خبر ہی معلوم ہو سکی۔ سردارانِ قریش آسانی سے ہار ماننے والے کب تھے۔ اب اُنھوں نے کھوجیوں کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ عرب بدّو پاؤں کے نشانات پہچاننے اور اُن کا پیچھا کرتے ہوئے متعلقہ شخص تک جا پہنچنے میں انتہائی مہارت رکھتے تھے۔ اِس سلسلے میں اُن کی حیرت انگیز داستانیں مشہور تھیں۔ ایسا ہی ایک ماہر کھوجی کرز بن علقمہ خزاعی تھا۔ بلاوا ملتے ہی وہ، اور کئی دوسرے کھوجی، سردارانِ قریش کے پاس حاضر ہو گئے اور پھر یہ سب لوگ تلاش کے اِس کام پر نکل کھڑے ہوئے۔ کھوجیوں نے جلد ہی رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے نشانات پا لیے اور اُن کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ کھوج لگاتے لگاتے یہ لوگ بالآخر ثور پہاڑ پر پہنچ گئے۔

تاریخِ انسانی کا انتہائی نازک اور فیصلہ کن لمحہ آن پہنچا تھا۔ وقت کی نبضیں تھم گئیں۔ شجر و حجر حیرت میں ڈوب گئے۔ فضائے بے کراں میں پھیلے ملائکہ بھی سانسیں روکے منتظر تھے کہ آنے والے لمحات میں پردۂ غیب سے کیا نمودار ہونے کو ہے۔ پوری انسانیت کے مستقبل کا انحصار فیصلے کی اِس گھڑی پر تھا۔ قسمت کا فیصلہ کن دوراہا سامنے تھا۔ آنے والے سالوں اور صدیوں میں انسان نے توحید کی روشنی میں سفر کرنا تھا یا اُسے جہالت کی تاریکیوں میں دوبارہ منہ چھپا لینا تھا، اِس کا دارومدار آنے والے لمحات پر تھا۔

اُس وقت رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے میں مصروف تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے اندر سے اِن لوگوں کی باتیں اور قدموں کی چاپ سن رہے تھے۔ آپ کا دل تیزی سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھڑک رہا تھا۔ قدموں کی چاپ اور باتوں کی آواز قریب سے قریب آتی گئی۔ پھر وہ لوگ عین غار کے دہانے پر آ کر رک گئے اور اُن کی ٹانگیں غار کے اندر سے دکھائی دینے لگیں۔ اسی اثنا میں حضور ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھرائی ہوئی آواز میں سرگوشی کی:

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی قوم آپ کی تلاش میں آ پہنچی ہے۔ اگر اِن میں سے کوئی بھی اپنے پاؤں کے نیچے دیکھے تو اُس کی نظر ہم پر پڑ جائے گی۔ واللہ میں اپنے لیے نہیں روتا بلکہ اِس ڈر سے روتا ہوں کہ کہیں میرے سامنے آپ کو تکلیف نہ پہنچ جائے۔

انتہائی نازک صورتِ حال کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ بالکل پرسکون تھے۔ آپؐ نے اطمینان سے جواب دیا:

''ابوبکر! غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

غار کے دہانے پر کھڑے دشمن حیرانی اور پریشانی کے عالم میں چاروں طرف نظریں دوڑا رہے تھے۔ کرز بن علقمہ خزاعی کی نظریں مایوس ہو کر ہر بار غار کے دہانے پر موجود جالے پر آ کر رک جاتیں۔ بالآخر وہ بولا:

یہاں سے آگے قدموں کے نشانات کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کیوں نہ غار کے اندر بھی جا کر دیکھ لیا جائے۔

''چھوڑو بھی، یہاں کیا پاؤ گے؟ اِس غار پر تو مکڑی کا جالا محمد (ﷺ) کی پیدائش سے بھی پہلے کا معلوم ہوتا ہے''۔ امیہ بن خلف نے انتہائی بے زاری سے جواب دیا۔

اِس کے بعد وہ لوگ واپس چل کھڑے ہوئے اور اُن کی آوازیں دور ہوتے ہوتے ختم ہو گئیں۔

مکّہ مکرّمہ واپس پہنچنے کے بعد سردارانِ قریش نئی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازی مکمل طور پر اُن کے ہاتھ سے نکلی جا رہی تھی۔ اب ایک ہی صورت باقی تھی کہ پورے علاقے کے لوگوں کو لالچ کے ذریعے سے اکسایا جائے، جس کی بنا پر تلاش کے اِس کام میں وہ دیوانہ وار شامل ہو جائیں اور مدینہ منورہ کے راستے کا چپہ چپہ چھان ماریں۔ چنانچہ صلاح و مشورہ کے بعد اُنھوں نے اعلان کر دیا کہ جو شخص محمد (ﷺ) اور ابوبکر کو پکڑ کر لائے یا قتل کر دے، اُسے دونوں کی دِیَت (خون بہا) یعنی سو سو اونٹ دیے جائیں گے۔ اِس اعلان کی پورے مکّہ مکرمہ میں تشہیر کی گئی اور اِردگرد کی بستیوں میں ہرکاروں کے ذریعے سے یہ اطلاع پہنچانے کا بندوبست کیا گیا۔ جلد ہی پورے علاقے میں شور مچ گیا اور کئی لوگ انعام کے لالچ میں آپؐ کو ڈھونڈنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

اِدھر حضرت ابوبکرؓ کی ہدایت کے مطابق آپ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ سارا دن مکّہ والوں کے ساتھ گزارتے اور رات کو غار پر پہنچ جاتے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو دن بھر کی خبریں سناتے اور پھر رات کا باقی حصہ غار کے آس پاس گزار دیتے۔ اِسی طرح حضرت عامرؓ بھی ہر روز شام کے وقت بکریوں کے ریوڑ کے ہمراہ آ پہنچتے۔ صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے ہی حضرت عبداللہؓ اور حضرت عامرؓ واپس چل کھڑے ہوتے۔ عبداللہؓ کچھ وقت پہلے روانہ ہوتے اور عامرؓ اپنے ریوڑ کے ساتھ اُن کے بعد آتے۔ اِس سے یہ فائدہ ہوتا کہ حضرت عبداللہؓ کے قدموں کے نشانات ریوڑ کے چلنے سے مٹ جاتے۔ مکّہ مکرمہ پہنچ کر عبداللہؓ شہر میں داخل ہو جاتے اور عامرؓ اپنے ریوڑ کے ہمراہ دوسرے لوگوں کے گلوں کے ساتھ جا ملتے۔ یوں اُن کی سرگرمیوں کے بارے میں کسی کے دل میں شبہ پیدا نہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو غار میں پناہ لیے تیسری صبح طلوع ہو رہی تھی۔ قریش اور اُن کے ایجنٹوں نے اِس عرصے میں پورے علاقے کا چپہ چپہ چھان مارا تھا۔ اب اُمید کے دیے بجھنے کے قریب تھے۔ تیسرے روز کا سورج ڈوبنے کے ساتھ ہی مایوسی کا گھپ اندھیرا ہر طرف چھا گیا اور اُن کی سرگرمیاں سرد پڑ گئیں۔ قریش مکمل طور پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناامید ہو چکے تھے۔

تیسری رات کا آخری پہر تھا جب حسبِ وعدہ عبداللہ بن اریقط دونوں اونٹنیوں کو لے کر آ پہنچا۔ آج حضرت عامر ﷺ اپنے گلے کے بغیر وہاں موجود تھے۔ اُنھیں حضرت ابوبکر ﷺ نے ساتھ چلنے کی ہدایت کی تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی ٹھیک وقت پر زادِ راہ ایک تھیلے میں لیے آ پہنچیں۔ تھیلے کو اونٹنی کے کجاوے کے ساتھ باندھنے کی ضرورت پڑی تو حضرت اسماءؓ کو یاد آیا کہ وہ رسی ساتھ نہیں لائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُنھیں وہ کپڑا پھاڑنے کے لیے کہا جو اُس زمانے میں عورتیں اپنی کمر کے گرد لپیٹا کرتی تھیں۔ اِس کپڑے کو نطاق کہا جاتا تھا۔ حضرت اسماءؓ نے والد کے حکم کی تعمیل کی۔ اسی واقعہ کی بنا پر وہ تاریخ میں ذات النطاقین (دو نطاقوں والی) کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

بالآخر تیاری مکمل ہوگئی اور روانگی کا لمحہ آ پہنچا۔ اللہ کے پاک نبی ﷺ ایک اونٹنی پر سوار ہوئے اور حضرت ابوبکر ﷺ دوسری پر۔ اُنھوں نے حضرت عامرؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ عبداللہ بن اریقط راستہ بتانے کے لیے آگے آگے پیدل چل کھڑا ہوا۔ یوں یہ مقدس قافلہ تاروں کی لَو تلے اپنی منزل کی جانب روانہ ہوگیا۔ اُنھیں ایک طویل سفر درپیش تھا اور ہر لمحہ دشمن کے تعاقب کا خطرہ سر پر منڈلا رہا تھا۔ اِس قافلے کو الوداع کہہ کر حضرت اسماءؓ واپس مکّہ لوٹ گئیں۔

عبداللہ بن اریقط نے عام راستے سے ہٹ کر مدینہ طیبہ جانے کے لیے ایک غیر معروف راستے کا انتخاب کیا تھا تاکہ دشمن کی نظروں میں آئے بغیر نکلا جا سکے۔ رات بھر سفر جاری رہا۔ سورج طلوع ہوا تو تاریکی کا وہ پردہ جس نے قافلے کو متلاشی نگاہوں سے چھپا رکھا تھا، چاک ہوگیا۔ دن کے آغاز کے ساتھ ہی زندگی کے سوئے ہوئے ہنگامے بیدار ہوگئے اور سنسان راہ پر اکّا دکّا لوگ آتے جاتے دکھائی دینے لگے۔ غالباً اِن لوگوں نے قریش کا اعلان نہیں سنا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اِس قافلے کو دیکھ کر ٹھٹکے نہیں۔ اِن میں سے اکثر نے حضرت ابوبکرؓ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پہچان بھی لیا۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ آپ تجارت کے سلسلے میں پھرتے رہتے تھے۔ قریب سے گزرتے ہوئے لوگ اُن سے حضورؐ کے متعلق پوچھتے:

''یہ آپ کے ساتھ کون ہے''؟

''یہ ایک صاحب ہیں جو میری راہنمائی کر رہے ہیں''۔ حضرت ابوبکر ؓ بڑی خوبصورتی سے اُن کی بات ٹال دیتے۔

قافلہ سمندر کے کنارے کنارے سفر کر رہا تھا۔ ساحل کی جانب سے آنے والی ہوا میں سمندر کی مخصوص مہک رچی ہوئی تھی۔ عرب کی شدید گرمی میں سفر کا پہلا دن خیریت سے گزر گیا۔ دوسرے دن قافلے نے دوپہر تک سفر جاری رکھا مگر پھر گرمی بہت شدید ہو گئی۔ سورج عین سر پر کھڑا شعلے برسا رہا تھا۔ آسمان پر آگ لگی ہوئی تھی اور زمین بھی اِس آگ میں تپ کر تانبا ہو رہی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے گرمی کی حدّت سے بچنے کے لیے کسی سایہ دار جگہ کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔ کچھ فاصلے پر موجود ایک چٹان کے نیچے ابھی کچھ سایہ موجود تھا۔

چٹان کے قریب پہنچ کر قافلہ رک گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے نیچے اتر کر فرش بچھایا اور نبیِ رحمت ﷺ سے درخواست کی کہ آپ آرام فرما لیں۔ اِس کے بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُن کی آنکھوں میں تشویش کے سائے پھیلے ہوئے تھے اور وہ تسلّی کرنا چاہتے تھے کہ تعاقب میں تو کوئی نہیں آ رہا۔ چنانچہ اُنھوں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ ریگزارِ عرب دشتِ تمنّا کی طرح دور، حدِ نظر تک پھیلا ہوا تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک لڑکا بکریاں چَراتا، سائے کی تلاش میں اِسی جانب چلا آ رہا تھا۔ اُس کے علاوہ دور دور تک کسی ذی روح کا وجود نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ نے اطمینان کا سانس لیا۔

لڑکا قریب پہنچا تو اُنھوں نے اُس سے دریافت کیا:

''ہمیں اپنی کسی بکری کا دودھ نکال دو گے''؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکے نے رضامندی ظاہر کر دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُسے بکری کے تھن دھونے کے لیے کہا، پھر اُسے ہاتھ دھونے کی ہدایت کی۔ لڑکا ہاتھ دھو چکا تو آپ نے ایک برتن میں دودھ نکلوایا۔ تازہ گرم دودھ پر جھاگ کی تہہ آ گئی تھی اور اُس کے چھوٹے چھوٹے بلبلے ایک ایک کر کے دم توڑ رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے تھوڑا سا پانی ڈال کر دودھ کو ٹھنڈا کیا اور سرورِ عالم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپؐ کی خدمت میں پیش کیا۔

دھوپ کی حدت کچھ کم ہوئی تو یہ قافلہ دوبارہ سفر پر چل کھڑا ہوا۔

مسافرانِ حق کا قافلہ ساحل کے ساتھ ساتھ سفر کرتا، قدید کے علاقے میں داخل ہوا۔ قریب ہی بنو مدلج کا علاقہ تھا۔ یہاں کے لوگوں تک قریش کے پیغام رساں پہنچ چکے تھے اور اُنھیں انعام کے اعلان کی اطلاع ہو گئی تھی۔ یہ لوگ اپنی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص تیزی سے دوڑتا ہوا آیا اور اپنے ایک سردار سے کہنے لگا:

ابھی میں نے ساحل پر کچھ آدمی جاتے ہوئے دیکھے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی ہیں۔

یہ سن کر سردار کی آنکھوں میں حرص کی چمک نمودار ہوئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ وہی لوگ ہوں گے مگر پھر یہ سوچ کر کہ بستی کے دوسرے لوگوں کو بھی انعام میں شریک نہ کرنا پڑے، اُس نے اپنے جذبات کو چھپاتے ہوئے کہا:

نہیں، تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ تم نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ابھی ہمارے سامنے سے گزر کر گئے ہیں۔

یوں اُس نے بات ٹال دی اور بظاہر مطمئن حالت میں بیٹھا رہا مگر درحقیقت اُس نے اپنی بے چینی بڑی مشکل سے چھپا رکھی تھی۔ مجلس میں تھوڑا وقت گزار کر وہ اٹھ کھڑا ہوا، تیزی سے چلتا ہوا گھر پہنچا، گھوڑا لیا اور خاموشی کے ساتھ نکل کھڑا ہوا تاکہ کسی کو اُس کے جانے کی کانوں کان خبر نہ ہونے پائے۔ بستی سے نکل کر اُس کا گھوڑا سرپٹ دوڑنے لگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد سردار کو، دور چند لوگوں کی جھک دکھائی دی۔ گھوڑا اور آگے بڑھا تو منظر واضح ہو گیا۔ دو آدمی سفید لباس پہنے اونٹوں پر سوار تھے۔ (یاد رہے کہ اِس سفر کے دوران میں کسی مقام پر اِن حضرات کی ملاقات حضرت زبیر بن العوام ﷺ سے ہوئی تھی جو کسی تجارتی قافلے کے ساتھ واپس آ رہے تھے اور اُنھوں نے غالباً یہی سفید لباس اُنھیں تحفے میں دیے تھے)۔ ایک شخص اُن کے آگے چل رہا تھا اور ایک پیچھے۔ پچھلے اونٹ پر سوار شخص (حضرت ابوبکرؓ) بار بار دائیں بائیں اور پیچھے کی جانب نظر دوڑا رہا تھا۔ اِن افراد کو دیکھ کر گھڑ سوار کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ دوڑتے دوڑتے اچانک اُس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ شخص نیچے آ رہا۔ عام عربوں کی طرح یہ شخص بھی توہم پرست تھا۔ اُس نے فوراً ترکش میں موجود فال کے تیر نکالے اور فال دیکھی۔ فال اُس کی خواہش کے خلاف تھی مگر اُس نے سر جھٹک دیا اور دوبارہ گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا۔ اب وہ اتنا قریب جا پہنچا کہ اُسے رسول اللہ ﷺ کے قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ آپؐ کسی طرف مڑ کر نہیں دیکھ رہے تھے مگر حضرت ابوبکر ﷺ بار بار ہر طرف دیکھتے جاتے تھے۔ دشمن کو اتنا قریب پا کر اُنھوں نے نبیِ کریم ﷺ سے عرض کیا:

''شاید ہمارا تعاقب کرنے والا بہت قریب آ گیا ہے''۔

یہ سن کر آپؐ نے دعا فرمائی:

''یا اللہ! اِسے گرا دے''۔

قافلہ اُس وقت جس علاقے سے گزر رہا تھا وہاں کی زمین بہت سخت تھی مگر جیسے ہی رسول اکرم ﷺ نے یہ الفاظ کہے، سردار کے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور وہ نیچے گر پڑا۔ سردار نے پھر فال نکالی۔ اِس مرتبہ بھی فال اُس کی خواہش کے خلاف نکلی۔ یہ دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ آپؐ پر قابو پانا ممکن نہیں۔ وہ یہ بھی جان گیا کہ آپؐ کا کام کامیاب ہو کر رہے گا۔ اِس سوچ کے آتے ہی اُسے یہ خیال سوجھا کہ موقع کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے کیوں نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امان نامہ حاصل کر لیا جائے، ممکن ہے آئندہ کبھی اِس کی ضرورت پڑے اور یہ کام آئے۔

یہ خیال آتے ہی اُس نے پکار کر کہا:

میں سُراقہ بن جُعشم ہوں۔ آپ لوگ مجھے موقع دیں کہ میں آپ سے بات کروں۔ واللہ میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا اور نہ مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد ہو گی جو آپ کو ناگوار گزرے۔

اُس کی پکار سن کر قافلہ رک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا:

''اِس سے پوچھو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے''؟

حضرت ابوبکر ؓ نے سُراقہ سے سوال کیا، اُس نے کہا:

آپ کی قوم نے آپ کے لیے دِیَت کا اعلان کیا ہے۔ لوگ اِس فکر میں پھر رہے ہیں کہ یہ انعام حاصل کریں۔

پھر اُس نے زادِ راہ اور سامان کی پیش کش کی مگر اللہ کے رسول ﷺ نے صرف اِس خواہش کا اظہار فرمایا کہ وہ آپؐ کی اطلاع کسی کو نہ دے۔ اِس پر سُراقہ نے درخواست کی کہ مجھے ایک امان نامہ لکھ دیجئے۔ حضور ﷺ نے حضرت عامرؓ کو حکم دیا اور اُنھوں نے چمڑے کے ٹکڑے پر تحریر لکھ کر اُس کے حوالے کر دی۔ امان نامہ حاصل کرنے کے بعد سُراقہ نے دوبارہ اِس خواہش کا اظہار کیا کہ اُس کے لائق خدمت ہو تو بیان کی جائے:

''اللہ کے نبی! مجھے حکم دیجئے جو کچھ آپ چاہیں''۔

''بس اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور کسی کو ہم تک نہ پہنچنے دو''۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے ہدایت کی۔

اِس کے بعد قافلہ دوبارہ اپنی منزل کی سمت روانہ ہو گیا۔

سُراقہ بن مالک بن جُعشم دیر تک وہاں کھڑا رہا۔ اُس علاقے میں یہ خبر پھیل چکی تھی کہ ساحل کے ساتھ ساتھ ایک قافلہ سفر کر رہا ہے، یہی وجہ تھی کہ کئی لوگ تعاقب کرتے ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں آئے مگر سُراقہ ہر ایک سے یہی کہتا رہا:

واپس چلے جاؤ، میں نے اطمینان کر لیا ہے۔ وہ لوگ اِدھر نہیں آئے۔

تم لوگ جانتے ہو کہ میں کیسی نظر رکھتا ہوں اور سراغ رسانی میں کتنا ماہر ہوں۔

یوں تمام لوگ ناکام واپس لوٹ گئے۔

سُراقہ ﷺ نے یہ خدمت کفر کی حالت میں انجام دی۔ اُن کی قسمت میں قبولِ اسلام کچھ عرصہ بعد لکھا تھا۔ غزوہ حنین اور طائف کے معرکوں سے فارغ ہو کر مسلمان مدینہ منورہ لوٹ رہے تھے کہ یہی سُراقہؓ رسول اللہ ﷺ سے جعرانہ کے مقام پر ملے اور اُن سے حاصل کردہ امان نامہ دکھایا۔ اِس موقع پر اُنھوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اکرم ﷺ نے اُنھیں کسریٰ کے کنگن پہنائے جانے کی بشارت دی۔ یہ خوش خبری حضرت عمر فاروق ﷺ کے عہد میں پوری ہوئی۔

قدید کا علاقہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ یہاں سفر کرتے ہوئے اِس مقدس قافلے کا گزر بنوخزاعہ کے ایک خیمے پر سے ہوا۔ خیمے کے باہر پختہ عمر اور شان دار شخصیت کی مالک ایک عورت بیٹھی تھی۔ اُس کا نام عاتکہ بنت خالد اور کنیت اُمِّ مَعْبَد تھی۔ اُس کے اندر عرب کی روایتی خاندانی خواتین کی تمام صفات مثلاً عصمت و عفت، مہمان نوازی، وقار، رعب اور دبدبہ وغیرہ موجود تھیں۔ اِس مقدس قافلے کو قریب آتا دیکھ کر وہ اِس کی جانب متوجہ ہوئی۔ اِن حضرات نے اُس سے کہا:

دودھ، گوشت یا کھجوریں، جو کچھ بھی موجود ہو ہمیں دو، ہم اِس کی قیمت ادا کریں گے۔

''واللہ، ہمارے پاس کچھ بھی ہوتا تو ہم آپ لوگوں کی ضیافت کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرتے''۔ خاتون نے جواب دیا۔ مہمانوں کی خدمت نہ کر سکنے کے باعث اُس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہجے سے تاسُّف جھلک رہا تھا۔

اتنے میں نبی کریم ﷺ کی نگاہ ایک کمزور اور لاغر بکری پر پڑی جو خیمے کے ایک کونے میں کھڑی تھی۔ لاغری کی وجہ سے اُس کا دودھ سوکھ چکا تھا۔ آپؐ خاتون کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''مَعْبَد کی ماں! یہ بکری کیسی ہے''؟

''یہ بے چاری لاغر اور کمزور ہونے کے باعث دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے نہیں جاسکی''۔ خاتون نے جواب دیا۔

''یہ کچھ دودھ دے سکتی ہے''؟

''یہ کمزوری سے نڈھال ہے اور دودھ دینے کے قابل نہیں''۔

''کیا اجازت دوگی کہ میں اِس کا دودھ دوہ لوں''؟ آپؐ نے اُس کا جواب سن کر فرمایا۔

اُمِ مَعبد کو یقیناً اِس بات پر حیرت ہوئی ہوگی کہ ایک لاغر اور کمزور بکری جس کا دودھ سوکھ چکا ہو، کیونکر دودھ دے سکتی ہے، تاہم اُس نے حیرت دباتے ہوئے اپنے باوقار اور معزز مہمان کو جواب دیا:

''اگر آپ اِس میں کچھ بھی دودھ پائیں تو ضرور نچوڑ لیں''۔

اُمِ معبد کی اجازت پا کر آپؐ نے بکری کو طلب فرمایا، پھر اُس کے پاؤں باندھے، اُس کے تھنوں اور پیٹھ پر اپنا مُبارَک ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی:

''یا اللہ! اِس عورت کی بکریوں میں برکت دے''۔

اور اللہ کا نام لے کر دودھ دوہنا شروع کر دیا۔ اِس کے بعد خالقِ کائنات کی جس شان کا مظاہرہ اُمِ مَعبد نے دیکھا، وہ کسی بھی شخص کو حیرت زدہ کرنے کے لیے کافی تھا۔ جیسے ہی اللہ کے رسول ﷺ دودھ دوہنے بیٹھے، بکری نے ٹانگیں پھیلائیں، جگالی کرنے لگی اور دودھ کی دھاریں اُس کے تھنوں سے بہ نکلیں۔ حضور ﷺ نے ایک بڑا برتن منگوایا۔ یہ برتن اتنا بڑا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اِس میں ایک پورے گروہ کو سیر کر دینے کے قابل دودھ آ سکتا تھا۔ آپؐ دودھ دوہتے گئے یہاں تک کہ برتن لبالب بھر گیا۔

آپؐ نے سب سے پہلے اُم معبد کو دودھ پلایا حتی کہ وہ سیر ہوگئی۔ پھر آپؐ نے باری باری اپنے ساتھیوں کو دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ بھی سیر ہو گئے۔ آخر میں آپؐ نے خود دودھ پیا اور فرمایا:

''لوگوں کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے''۔

اِس کے بعد آپؐ دوبارہ دودھ دوہنے بیٹھ گئے اور برتن بھر کر اُمِ مَعبد کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ مَعبد کے باپ کو دے دینا، جب وہ آئے''۔

اُمّ مَعبد کو حیرت کے سمندر میں گم چھوڑ کر یہ قافلہ دوبارہ اپنے سفر پر نکل کھڑا ہوا۔ اُمِ معبد سچ مچ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ اُس کا شوہر اپنی بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ واپس لوٹ آیا۔ خیمے میں داخل ہوتے ہی اُس کی نگاہ دودھ سے بھرے برتن پر پڑی۔ اُسے بڑی خوشگوار حیرت ہوئی اور پوچھا:

''مَعبد کی ماں! یہ دودھ کہاں سے آیا''؟

''واللہ، ایک بڑے ہی مُبارَک آدمی کا یہاں سے گزر ہوا تھا''۔

اُمِ معبد نے کہا اور پھر اُسے ساری تفصیل بتائی۔ یہ تفصیل سن کر ابو معبد کا اشتیاق بڑھا اور اُس نے کہا:

''ذرا اُس شخص کا حلیہ تو بتاؤ''۔

اِس سوال پر اُمِ معبد نے حضورﷺ کا جو حلیہ بیان کیا وہ عرب فصاحت و بلاغت کا شاندار نمونہ ہونے کے ساتھ باریک بینی سے مشاہدے کی نہایت عمدہ مثال ہے۔ اُمِ معبد کا یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان بعد میں تاریخ کا حصہ بن گیا۔ یقیناً اِنھی میاں بیوی نے مسلمان ہونے کے بعد یہ بات بیان کی ہو گی، جو عام ہوئی۔ اِس سے اَن پڑھ عرب بدوؤں کی غیر معمولی یادداشت کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اُمِ معبد نے اپنے شوہر سے کہنا شروع کیا:

میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کا حسن و جمال نمایاں تھا۔ چہرہ روشن، اخلاق پاکیزہ تھے۔ بدن نہ بھاری تھا نہ ہلکا۔ وہ خوبصورت اور خوش نما تھا۔ آنکھوں میں گہری سیاہی تھی۔ پلکیں لمبی تھیں۔ آواز بلند تھی مگر کرخت نہ تھی۔ آنکھوں کی پتلیاں بہت سیاہ اور ڈھیلے بہت سفید تھے۔ آنکھوں کے کونے سیاہی مائل تھے۔ بھنویں نہ ایک دوسرے سے بالکل الگ تھیں نہ بالکل ملی ہوئی بلکہ درمیان میں ہلکے ہلکے بال تھے اور بھنوؤں کے کنارے باریک تھے۔ بال نہایت سیاہ تھے۔ گردن میں درازی تھی۔ ڈاڑھی گھنی تھی۔ خاموش ہوتا تو اُس کا وقار نمایاں ہوتا، بولتا تو معلوم ہوتا کہ اُس کی آواز گرد و پیش پر چھا گئی ہے۔ گفتگو ایسی تھی جیسے زبان سے موتی جھڑ رہے ہوں۔ کلام شیریں اور واضح تھا۔ نہ کم گو تھا نہ باتونی۔ دور سے سنو تو اُس کی آواز سب سے زیادہ بلند مگر خوش آہنگ محسوس ہوتی اور قریب سے سنو تو بہت شیریں اور لطیف معلوم ہوتی تھی۔ میانہ قد، نہ ایسا دراز کہ بدنما نظر آئے اور نہ اتنا پست کہ کوئی نگاہ اُس سے بلند تر کی طرف متوجہ ہو۔ اپنے ساتھیوں میں وہ سب سے زیادہ بہتر قدر و منزلت رکھتا تھا۔ اُس کے رفقا اُسے گھیرے رہتے تھے، اُس کی بات توجہ سے سنتے اور اُس کے حکم پر دوڑے پڑتے تھے۔ وہ قابلِ تعظیم تھا، نہ ترش رو تھا اور نہ درشت کلام۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابومَعبد اپنی بیوی کی گفتگو بڑے دھیان سے سن رہا تھا اور اُس کے چہرے کی رنگت بدلتی جا رہی تھی۔ جیسے ہی اُمِ معبد نے بات ختم کی وہ فوراً بول اٹھا:

واللہ، یہ تو وہی صاحبِ قریش تھے جن کا ذکر ہم سنتے رہے ہیں۔ اگر میں اُن سے ملتا تو اُن کا ساتھ دینے کی درخواست کرتا۔ اگر اب ملاقات ہوئی تو ضرور اِس کی کوشش کروں گا۔

اُس کی آواز میں سعادت سے محروم رہ جانے کی حسرت بھری ہوئی تھی۔

O

اُدھر یثرب میں رسول اللہ ﷺ کے مکّہ مکرمہ سے نکلنے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ مسلمان انتہائی بے چینی کے ساتھ آپؐ کی آمد کے منتظر تھے۔ وہ ہر روز صبح سویرے شہر سے باہر نکل کر لاوے سے جلی ہوئی سیاہ چٹانوں پر جا بیٹھتے جو یہاں کے نواح میں ہر طرف پائی جاتی ہیں۔ گرمی کا زمانہ تھا۔ لوگ آنے والی مقدس ہستی کے استقبال کے لیے راہ میں نظریں بچھائے بیٹھے رہتے۔ اِس انتظار کے دوران میں کئی مرتبہ اُن کے دلوں کی دھڑکن تیز ہوئی۔ اُن کی نظریں سفید لباس میں ملبوس اشخاص پر پڑتیں تو وہ سمجھتے کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے، مگر قریب آنے پر معلوم ہوتا کہ وہ تو سفید عربی لباس پہنے کوئی یہودی تھا۔ انتظار کرتے کرتے دھوپ کی تپش ناقابلِ برداشت ہو جاتی اور کہیں سایہ باقی نہ رہتا تو یہ لوگ مایوس ہو کر گھروں کو لوٹ جاتے۔ مہاجرین اِس تاخیر کے باعث خاص طور پر بہت پریشان تھے۔ اُنھیں علم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو غارِ ثور میں چھپنے کے علاوہ عام راستے سے ہٹ کر کتنا طویل راستہ اختیار کرنا پڑا ہے۔

دن گزرتے جا رہے تھے۔ صحرائے عرب میں دو اونٹنیوں پر مشتمل قافلہ ریت کے ٹیلوں، وسیع و عریض وادیوں، ریتلے میدانوں اور پتھریلی زمین کے نشیب و فراز عبور کرتا، منزل کی جانب رواں دواں تھا۔ اونٹنیوں کے پاؤں ایک ساتھ ریتلی زمین پر پڑتے اور ریت کے ذرات اُڑاتے ہوئے اگلا قدم اٹھانے کے لیے دوبارہ اوپر اٹھ جاتے۔ ہر قدم کے ساتھ منزل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان حائل فاصلہ گھٹتا چلا جا رہا تھا۔

بالآخر طویل اور تھکا دینے والے سفر کی آخری صبح طلوع ہوئی۔ آج ربیع الاوّل کی آٹھ تاریخ تھی (۲۳ ستمبر ۶۲۲ء)۔ کچھ دیر سفر کے بعد دور نیلگوں اُفق پر چھائے ہوئے دھندلکوں میں کسی مبہم شے کا خاکہ ابھرنے لگا۔ فاصلہ مزید کم ہوا تو اِس خاکے نے درختوں کی شکل اختیار کرنا شروع کر دی۔ سفر کٹنے کے ساتھ اُفق پر چھائے دھندلکے آہستہ آہستہ تحلیل ہوتے گئے اور پہاڑ کے دامن میں موجود درختوں کے وہ جھنڈ، گھنے باغات اور نخلستانوں کی صورت اختیار کرتے چلے گئے۔ اُن کے پیش منظر میں لاوے سے جلی ہوئی سیاہ چٹانیں جگہ جگہ دکھائی دے رہی تھیں۔ اِنھی باغات اور نخلستانوں کے درمیان پوشیدہ ایک خاموش بستی نئے مستقبل، نئی امیدوں اور نئے چیلنجوں کے ساتھ خیر البشر ﷺ کی منتظر تھی۔

اونٹنیوں کے بڑھتے قدموں کے ساتھ منزل ہر لمحہ قریب تر آتی جا رہی تھی۔ سورج نصف النہار پر جا پہنچا تھا۔ سنہری دھوپ کی حدّت بڑھ کر جسموں کو جلانے لگی تھی۔ راستے کے دونوں جانب دور تک چراگاہیں پھیلی ہوئی تھیں۔ سامنے موجود گھنے باغات اور نخلستان اب بہت قریب محسوس ہو رہے تھے اور اِن کے درمیان کہیں کہیں شہرِ وفا کی نواحی بستیوں کے آثار بھی دکھائی دینے لگے تھے۔

ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اِس مقدس قافلے کی خوشبو یثرب پہنچی تو اِس بستی کی خوشی و مسرت کا ٹھکانا نہ رہا۔ وہ روزِ ازل سے اِس سعید اور بابرکت دن کی منتظر تھی۔ اِس انتظار میں اُس نے گن گن کر گھڑیاں گزاری تھیں اور اُس کی نگاہیں ہر لمحہ مکّہ مکرّمہ سے آنے والے راستے پر لگی رہی تھیں۔ آج اُس کی آہ و زاریاں رنگ لے آئی تھیں۔ مکّہ کا دُرِ یتیم اُس کے ہاں پناہ لینے آ پہنچا تھا۔ وہ اپنی فضاؤں میں مقدس فرشتوں کے غول کے غول جمع ہوتے دیکھ رہی تھی جو آنے والی پاک ہستی کا استقبال کرنے کے لیے اکٹھے ہو رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں اِس کی فضائیں درود و سلام کے ترانوں سے گونج اُٹھیں۔ یہ ترانے وسیع و عریض فضا میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیلے ہوئے فرشتے نہایت جوش وخروش سے پڑھ رہے تھے۔

یثرب کے لیے اِس پاک ہستی کے وجود کا لمس نئی بات نہیں تھی۔ وہ اِس ہستی کو اِس کے بچپن کے دنوں میں بھی دیکھ چکی تھی۔ کم وبیش سینتالیس سال پہلے ایک چھ سالہ بچہ اپنی والدہ کے ہمراہ یہاں آ کر ٹھہرا تھا اور اُس نے اِس بستی میں ایک مہینے کا عرصہ گزارا تھا۔ اِس قیام کے دوران میں اُس نے یہاں کے ایک تالاب میں تیرنا سیکھا تھا، یہاں کی مٹی پر اُس کے چھوٹے چھوٹے پاؤں کے نقش ثبت ہوئے تھے اور یہاں کی فضاؤں میں اُس کی خوبصورت ہنسی کے پھول کھلے تھے۔ اِسی سفر سے لوٹتے ہوئے اِس یتیم بچے کے سر سے والدہ کا شفیق سایہ بھی رخصت ہو گیا تھا۔

آج سینتالیس برس کے بعد یثرب کی بستی اِس مُبارَک وجود کو نہ صرف دوبارہ دیکھنے والی تھی بلکہ اُسے پناہ دینے کا شرف بھی اُسے حاصل ہو رہا تھا۔ آنے والا مہمان اُس کے بھلے دن اپنے ہمراہ لا رہا تھا۔ وہ گوشۂ گمنامی سے نکل کر دنیا بھر کی تاریخ میں ایک نہایت اہم اور نمایاں مقام حاصل کر رہی تھی۔ وہ ایک ایسے پرکشش مقام کی حیثیت اختیار کر رہی تھی جہاں پہنچنے اور جسے دیکھنے کی خواہش کروڑوں دلوں کو روزِ حشر تک ہر لحہ تڑپاتی رہے گی۔ اپنے بھاگ جاگ اٹھنے پر اِس بستی کے ذرے ذرے پر شادمانی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اُس کا نام ''یثرب'' ماضی کا قصہ ہوا۔ اب وہ اپنے آنے والے مہمان کی نسبت سے مدینۃ الرسول (رسول کا شہر) کہلائے گی اور اِس عزیز ہستی کی قربت تا قیامت اُسے میسّر رہے گی۔

اِدھر حسبِ معمول مسلمان شہر سے باہر بیٹھے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ گرمی آہستہ آہستہ بڑھتی گئی مگر قافلے کی آمد کے آثار کہیں دکھائی نہ دیے۔ جب دھوپ کی حدّت ناقابلِ برداشت ہو گئی تو لوگ ایک مرتبہ پھر مایوس ہو کر گھروں کو واپس چل دیے۔ اِن لوگوں کو لوٹے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ مکّہ مکرّمہ سے آنے والا مقدس قافلہ مدینہ منورہ کی نواحی بستی قُبا میں آ پہنچا۔ نبیِ کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سواریوں سے اتر کر کھجور کے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخت کے سائے میں تشریف فرما ہوئے اور انصار کو اطلاع دینے کے لیے اپنا ایک ساتھی بھیجا، مگر اِسی دوران میں ایک یہودی نے جو اپنے قلعہ نما مکان پر کسی کام سے چڑھا تھا، قافلے کو پہنچتے دیکھ لیا۔ وہ بلند آواز سے پکارا:

''لوگو! تمہارے سردار آ پہنچے''۔

اُس کی یہ پکار سن کر بستی تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھی اور اِردگرد کے لوگ ہتھیار سجائے، سج دھج کے ساتھ استقبال کے لیے دیوانہ وار دوڑ پڑے۔ اُن کا جوش وخروش قابلِ دید تھا۔ وہ پروانوں کی مانند شمعِ رسالت کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہجوم میں سے سر نکال کر آپؐ کو دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اتنی عظیم ہستی کو اپنے سامنے موجود پا کر اُن کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ وہ آتے اور سلام کرنے کے بعد احترام کے ساتھ خاموش کھڑے ہو جاتے۔ اُنھیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ دونوں افراد میں سے وہ شمعِ ہدایت کون سی ہے جس کی کشش اُنھیں یہاں کھینچ لائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر ابھی جوانی کے آثار غالب تھے جب کہ حضرت ابوبکر ؓ پر بڑھاپے کے آثار نمایاں ہو رہے تھے، دوسری جانب وہ آنے والوں کے استقبال کے لیے کھڑے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے ہوئے تھے، یہی وجہ ہے کہ شروع میں انصار آ آ کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو سلام کرتے رہے مگر جب دھوپ پھیل کر نبی کریم ﷺ تک پہنچنے لگی اور حضرت ابوبکرؓ نے اٹھ کر اپنی چادر سے آپؐ پر سایہ کیا تو لوگوں کو علم ہوا کہ حضورؐ کون سے ہیں، اور اب اُنھوں نے آپؐ کو سلام کرنا شروع کیا اور اُن کی محبت واحترام سے بھری نگاہیں آپؐ پر جم گئیں۔

مدینہ منورہ کی اِس نواحی بستی قبا میں رسول اللہ ﷺ نے کئی دن تک قیام فرمایا۔ یہاں آپؐ کی میزبانی کا شرف حضرت کلثوم بن ھدم ؓ کو حاصل ہوا۔ تاہم حضورؐ لوگوں سے ملاقات کے لیے حضرت سعد بن خثیمہ ؓ کے ہاں تشریف لے جاتے تھے، اُس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بال بچوں والے نہ تھے اور اُن کا پورا گھر مَردوں کے لیے کھلا رہتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی دورانِ قیام میں آپؐ نے یہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ یہ مسجد حضرت کلثومؓ کی ایک غیر آباد زمین پر بنائی گئی جہاں کھجوریں سکھائی جاتی تھیں۔ اِس مسجد کی تعمیر میں رسول اکرم ﷺ نے بھی مزدوروں کی طرح کام کیا۔ بھاری پتھر اٹھاتے وقت آپؐ کا جسم مُبارک خم ہو جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام عرض کرتے:

''ہمارے ماں باپ قربان، آپ چھوڑ دیں، ہم اٹھا لیں گے''۔

آپؐ اُن کی درخواست قبول فرماتے اور وہ پتھر اُن کو تھما دیتے لیکن پھر اُسی وزن کا دوسرا پتھر اٹھا لیتے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ تھکن مٹانے کے لیے اپنے اشعار پڑھتے:

کامیاب وہ ہے جو مسجدیں تعمیر کرے،
اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھے
اور راتوں کو (عبادت کے لیے) جاگے

حضور ﷺ بھی ہر قافیے کے ساتھ اُن کی آواز میں آواز ملاتے جاتے تھے۔

یہ پہلی مسجد تھی جو اسلام میں بنائی گئی اور جہاں حضورؐ نے اپنے صحابہ کو علانیہ باجماعت نماز پڑھائی۔ اسی مسجد کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ (توبہ ۹:۱۰۸)

''یہ وہ مسجد ہے جس کی بنیاد روزِ اوّل سے تقویٰ پر رکھی گئی''۔

ابھی رسول اکرم ﷺ قُبا ہی میں قیام فرما تھے کہ حضرت علی ؓ بھی آپؐ سے آ کر مل گئے۔ اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود اہلِ مکّہ کی امانتیں اُنھیں لوٹا دی تھیں اور پھر پیدل ہی سارا سفر طے کر کے قُبا آ پہنچے تھے۔

قُبا میں چند روز قیام کے بعد رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز دن چڑھے مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ دن عام دنوں کی نسبت کچھ زیادہ روشن تھا۔ نیلگوں آسمان کی بے کراں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسعتیں شوقِ نظارہ لیے ہوئے تھیں۔ آپؐ کے میزبان قبیلے بنوعَمرو بن عوف کے لوگ آپؐ کی حفاظت کی خاطر تلواریں لیے، ایک جلوس کی شکل میں آپؐ کو مدینہ طیبہ پہنچانے کے لیے ساتھ ہو لیے۔

بنو سالم بن عوف کی بستی میں پہنچ کر نمازِ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ آپؐ سواری سے اتر پڑے اور یہاں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو نبیِ کریم ﷺ کی امامت میں پڑھا گیا۔ سو افراد نے اِس نماز میں شرکت کی۔ آج کل یہ جگہ، مسجدِ جمعہ کے نام سے مشہور ہے اور قُبا سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے راستے کے دائیں جانب ملتی ہے۔

نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر حضور ﷺ مدینہ منورہ جانے کے لیے تیار ہوئے۔ بنوسالم کے افراد نے آپؐ کی اونٹنی کی نکیل تھام لی اور عرض کیا:

یارسول اللہ! آپ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ ہم تعداد میں کثیر ہیں، جنگی ساز و سامان بھی رکھتے ہیں اور دفاع کرنے سے بھی خوب واقف ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اُن سے فرمایا:

آپ لوگ میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دیں کیونکہ یہ مامور (خاص کام پر مقرر کی ہوئی) ہے۔ آگے چل کر یہ جہاں خود بخود ٹھہرے گی، میں وہیں اتروں گا اور وہی میری منزل ہو گی۔

اُدھر مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے آنے کی خبر پہنچی تو لوگوں کے چہرے خوشی سے کِھل گئے اور شہر نعرۂ مسرّت سے گونج اٹھا۔ خدام اور لڑکوں نے راستوں پر دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ نعرے لگا رہے تھے:

''اللہ اکبر، رسول اللہ تشریف لے آئے، محمد ﷺ تشریف لے آئے''۔

جلد ہی پورے شہر میں ''نبی اللہ آ گئے، رسول اللہ آ گئے'' کا شور مچنے لگا۔ شہر میں آپؐ کا استقبال جس جوش و خروش اور والہانہ انداز میں ہوا وہ مدینہ طیبہ نے نہ تو پہلے دیکھا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ اُس کے بعد دیکھا گیا۔ لوگ دیوانہ وار سڑکوں پر نکل آئے۔ جلد ہی راستے کے دونوں جانب لوگوں کے ٹھٹھ لگ گئے۔ خواتین گھروں کی چھتوں پر جمع ہو گئیں۔ متعدد لوگ اونچی جگہوں پر چڑھ کر آپؐ کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔

جیسے ہی رسول اللہ ﷺ کی سواری دکھائی دیتی، لوگوں کا جوش و خروش عروج پر پہنچ جاتا۔ چھتوں پر موجود عورتیں پوچھتیں:

''ان دونوں (حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ) میں سے رسول اللہ کون سے ہیں''؟

آپؐ کو پہچان لینے کے بعد اُن کی مسرّت کا کچھ ٹھکانا نہ رہتا۔ پورے اہلِ مدینہ کی یہی حالت تھی۔ اُنھیں اِس قدر خوش و خرم کبھی نہ دیکھا گیا۔ اُن کی نگاہیں آپؐ کی سواری پر جمی تھیں اور دلوں کو اُنھوں نے آپؐ کی راہ میں بچھا رکھا تھا۔

مسرت اور شادمانی کی یہی کیفیت مدینہ منورہ کی بستی پر بھی طاری تھی۔ یہاں کی خاک کے ذرّے اپنی خوش بختی پر نازاں تھے کہ اب اُنھیں آفتابِ نبوت کے قدموں کی خاک بننے کا شرف حاصل ہوگا۔ یہاں کے در و دیوار کو بھی آنکھیں مل گئی تھیں اور وہ محبت و شوق کے یہ تاریخی لمحات اِن میں جذب کر رہے تھے۔ شہرِ وفا کے ہر گوشے سے محبت اور وفا کی خوشبو پھوٹ نکلی تھی۔

راستے میں رسول اللہ ﷺ کا گزر بنو بیاضہ، بنو ساعدہ، بنو الحارث اور عدی بن نجار کے محلوں سے ہوا۔ ہر جگہ قبیلوں کے لوگ اپنے سرداروں کی سربراہی میں سامنے آ کر اپنے ہاں قیام کے لیے درخواست کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب وہی تھا:

''اِسے چھوڑ دو، یہ مامور ہے''۔

اونٹنی لمبے لمبے ڈگ بھرتی اپنی منزل کی جانب چلی جا رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس کی مہار چھوڑ رکھی تھی، کسی اور کو یہ مہار پکڑنے کی جرأت نہ تھی۔ آنکھیں اونٹنی کے تعاقب میں تھیں اور دلوں کو اُس نے اپنے قبضے میں لے رکھا تھا۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ حضورؐ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میزبان بننے کا شرف اُسے حاصل ہو۔ ہر شخص یہ دعا مانگ رہا تھا کہ اونٹنی اُس کے دروازے پر آ کر رک جائے۔ جس مکان سے اونٹنی رکے بغیر گزر جاتی اُس کے مکینوں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا۔ جدھر سے اونٹنی نے ابھی گزرنا ہوتا، وہاں کے لوگوں کے دل میں امید کی کرن جگمگا رہی ہوتی۔ لوگ اونٹنی کے پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ وہ اُس خوش نصیب کے بارے میں جاننا چاہتے تھے جسے رسول اللہ ﷺ کا میزبان بننے کا شرف حاصل ہونے والا تھا۔

مدینہ منورہ کی فضا مسلسل اللہ کی کبریائی کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ چھتوں پر موجود عورتیں یہ گیت گا رہی تھیں:

ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا
وداع کی پہاڑیوں سے
ہم پر شکر واجب ہے
جب تک کوئی اللہ کو پکارنے والا باقی رہے

حضور ﷺ جب بنو نجار کے محلے میں پہنچے تو لڑکیاں دف بجاتی ہوئی نکل آئیں اور یہ گیت گانے لگیں:

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں
کیا ہی اچھے ہمسائے ہیں محمدؐ

''کیا تم مجھ سے محبت رکھتی ہو''؟ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے پوچھا۔

''جی ہاں، یا رسول اللہ''۔ اُنھوں نے جواب دیا۔

''واللہ، میں بھی تم لوگوں سے محبت رکھتا ہوں''۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اور تین مرتبہ اِس فقرے کو دہرایا۔

اِسی طرح بچیاں اور عورتیں آپؐ کے استقبال کے لیے آگے بڑھیں تو آپؐ نے اُن سے تین مرتبہ فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کی قسم، تم لوگ (انصار) مجھے سب سے بڑھ کر عزیز ہو''۔

اونٹنی چلتے چلتے بنو مالک بن نجار کے محلے میں جا پہنچی اور ٹھیک اُس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں آج مسجد نبوی اور منبرِ رسولؐ ہے۔ اونٹنی کو بیٹھتے دیکھ کر مجمع میں موجود ایک صاحب کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی مگر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سے اترے نہیں اور اونٹنی دوبارہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ یہ دیکھ کر اُن صاحب کے افسوس کا کیا پوچھنا، اُنھیں اپنی دنیا اندھیر ہوتی محسوس ہوئی۔ اونٹنی کچھ دور تک چلی مگر پھر پلٹ آئی اور اُسی جگہ آ کر بیٹھ گئی۔ اونٹنی کو دوبارہ بیٹھتے دیکھ کر اُن صاحب کی خوشی کا ٹھکانا نہ رہا۔ وہ جلدی سے سرورِ عالم ﷺ کی سمت بڑھے۔ اِسی اثنا میں آپؐ اونٹنی پر سے اُتر چکے تھے اور لوگوں سے دریافت فرما رہے تھے:

''یہاں ہمارے لوگوں میں سے کس کا گھر سب سے زیادہ قریب ہے''؟

''یا رسول اللہ! یہ سامنے میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے''۔ اُن صاحب نے قریب پہنچ کر عرض کیا۔

''تو جاؤ اور ہمارے لیے قیلولے کا انتظام کرو''۔ حضور ﷺ نے اُن سے فرمایا۔

یہ سن کر اُن صاحب نے آگے بڑھ کر آپؐ کا سامان دونوں ہاتھوں سے یوں تھاما، گویا دنیا بھر کی دولت سمیٹ لی ہو اور آپؐ کو لے کر گھر کی جانب چل پڑے۔ نبی کریم ﷺ کی میزبانی کا عظیم شرف حاصل کرنے والے اِس خوش نصیب کا نام حضرت خالد بن زید ؓ تھا۔ تاریخ میں وہ اپنی کنیت ابو ایوب سے مشہور ہیں۔ حضور ﷺ نے اُن کے ہاں تقریباً سات ماہ قیام فرمایا۔ آپؐ کی اونٹنی کو حضرت اسعد بن زرارہ ؓ نے اپنے ہاں لے جا کر باندھ دیا اور وہی اُس کی دیکھ بھال کرتے رہے۔

مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی جانب توجہ فرمائی۔ حضرت ابو ایوب ؓ کے مکان کے قریب وہ جگہ جہاں اونٹنی آ کر بیٹھی تھی، خالی پڑی تھی۔ یہ زمین کبھی ایک باغ ہوا کرتی تھی، پھر امتدادِ زمانہ سے باغ اجڑ گیا اور زمین مختلف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاموں میں استعمال ہونے لگی۔ اِس وقت یہ صورتِ حال تھی کہ زمین کا کچھ حصہ نا قابلِ کاشت ہو چکا تھا اور کچھ پر مشرکین کی پرانی قبریں موجود تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اِس زمین کے بارے میں دریافت فرمایا۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ زمین دو یتیم بچوں سہل اور سہیل رضی اللہ عنہما کی ملکیت ہے۔ اِن بچوں کو حضورؐ کی خواہش کا علم ہوا تو اُنھوں نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! ہم اِسے ہبہ (وقف) کیے دیتے ہیں''۔

مگر حضور ﷺ نے ہبہ قبول نہ فرمایا اور اِسے قیمتاً خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چنانچہ دس دینار میں یہ ٹکڑا خریدا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ رقم ادا کی۔

زمین حاصل کرنے کے بعد مسجد کی تعمیر کی تیاری شروع ہوئی۔ سب سے پہلے زمین کو صاف کیا گیا اور مشرکین کی قبریں اکھاڑی گئیں۔ قطعہ زمین پر موجود کھجور کے درخت کاٹ کر اُن کے تنوں سے مسجد کے لیے ستون بنائے گئے اور پتوں کی چھت ڈالی گئی۔ مسجد کی دیواریں کچی اینٹوں اور گارے سے تعمیر کی گئیں اور فرش کچا رہنے دیا گیا۔ (بعد میں بارش کی وجہ سے کیچڑ ہونے لگی تو فرش پر کنکریاں بچھا دی گئیں۔ سخت گرمی کے موسم میں کھجور کے پتوں کی چھت تپش روکنے میں ناکام ثابت ہوئی تو اوپر گارے کی لپائی کرا دی گئی)۔ قُبا کی طرح یہاں بھی رسول اللہ ﷺ نے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ اینٹیں اور گارا ڈھونے کا کام کیا۔ یہ مسجد صرف مَعْبَد (عبادت گاہ) ہی نہ تھی جہاں پیشانیاں رب العالمین کے سامنے زمین پر ٹکائی جاتیں بلکہ اِسے مدینہ منورہ میں قائم ہونے والی ننھی منی ریاست کا سیکرٹریٹ، مشورے کا ایوان اور سرکاری مہمان خانے کی حیثیت بھی حاصل تھی۔

مسجد کی تعمیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اِس سے متصل اپنے لیے دو گھر بنوائے، ایک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے لیے اور دوسرا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے۔ مسجد کی طرح یہ گھر بھی کچی اینٹوں سے تعمیر کیے گئے اور اُن پر کھجور کے پتوں کی چھتیں ڈالی گئیں۔ حضرت حسن بصریؒ کا لڑکپن میں اِن گھروں میں جانا ہوا۔ اُن کا کہنا تھا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''چھتیں اتنی نیچی تھیں کہ میں ہاتھ اٹھا کر اُنھیں چھو سکتا تھا''۔

حضورؐ کے دروازوں کو جن پر کمبل ڈال دیے گئے تھے، انگلیوں کے ناخنوں سے ٹھوکا جاتا تھا کیونکہ اُن میں کنڈیاں نہیں تھیں اور نہ راتوں کو اِن گھروں میں چراغ جلتے تھے۔

حجروں کی تعمیر مکمل ہو چکی تو حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ ؓ کو مکّہ مکرّمہ بھیجا تا کہ وہ آپؐ کے اہل وعیال کو لے آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بھی اپنے بیٹے حضرت عبداللہ ؓ کو پیغام بھجوایا کہ وہ اپنی والدہ اور بہنوں کو لے کر آ جائیں۔

یوں نئے اُفق کی تلاش اور اُس میں سکونت کا عمل مکمل ہو گیا۔ مدینہ منورہ کی ننھی منی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ دی گئی۔ عقائد کی تبدیلی کے بعد زندگیوں کو بتدریج اسلامی ضوابط اور قوانین کا پابند بنانے کا کام یہاں پہنچتے ہی شروع ہو گیا تھا، اسلامی ریاست کی تشکیل کے لیے جن بنیادی قوانین کی ضرورت تھی اُن کا بھی مرحلہ وار نفاذ ہونے لگا۔ اب اسلامی تحریک کو اپنے پھلنے پھولنے کے لیے نئی زمینوں اور نئے آسمانوں کی تلاش شروع کرنا تھی۔ تلاش کا یہ عمل آسان ہرگز نہ تھا۔ عرب پر قریش کا اثر ورسوخ بدستور قائم تھا۔ یہ اثر ورسوخ ختم ہوئے بغیر عرب کا توحید کے پرچم تلے جمع ہونا انتہائی مشکل کام تھا۔

اُدھر قریش ہاتھ دھو کر مسلمانوں کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے محفوظ نکل جانے سے اُن پر شدید جھنجھلاہٹ طاری تھی۔ وہ مسلمانوں کو سکھ کا سانس لیتے ہوئے کسی طرح نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اُن کی جارحانہ کارروائیوں کے جواب میں مسلمانوں کو بھی ایسے اقدام اٹھانا پڑے جس کے نتیجے میں حالات تیزی سے مسلح تصادم کی طرف بڑھنے لگے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کن فتح

ایک عجیب خاموشی اور سناٹا ہر طرف مسلّط تھا۔ دور سے ایک اونٹ اور اُس کا سوار آتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ پورے منظر پر اِس طرح چھائے ہوئے تھے گویا اُفق تک اُن کے علاوہ کسی شے کا وجود نہ ہو۔ سواری اور سوار دونوں کی ایک ایک حرکت نمایاں طور پر محسوس ہو رہی تھی۔ سوار ہر لمحے قریب آتا جا رہا تھا۔ بالآخر وہ مکّہ سے باہر ابطح کے میدان میں پہنچ کر رک گیا۔ اُس کی سحر انگیز نگاہیں مکّہ مکرّمہ کی بستی پر جمی تھیں۔ پھر اُس کے ہونٹ ہلے اور زور کی گرج سنائی دی:

''اے آلِ غدر! تین دن کے اندر اپنی قتل گاہوں کا رخ کرو''۔

دیکھتے ہی دیکھتے بہت سے افراد اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ پھر اونٹ نے قدم بڑھائے اور یہ لوگ اُس کے پیچھے ہو لیے۔ اب شتر سوار مسجدِ حرام میں داخل ہو گیا۔ لوگ اب بھی اُس کے ساتھ تھے۔ اچانک ایک حیرت انگیز بات ہوئی۔ اونٹ اپنے سوار کو لیے کعبہ کی چھت پر جا چڑھا۔ وہ شخص وہاں سے دوبارہ پکارا:

''اے بدعہد لوگو! تین دن کے اندر اپنی قتل گاہوں میں پہنچ جاؤ''۔

اِس پکار سے ایک مرتبہ پھر سارا مکّہ مکرّمہ گونج اٹھا۔ اِس کے بعد اونٹ جبلِ ابوقبیس کی چوٹی پر جا پہنچا۔ پہاڑ کی بلندی پر سے سوار نے ایک مرتبہ پھر وہی ہانک لگائی۔ اِس کے بعد وہ شخص اونٹ سے اُتر آیا۔ اب اُس کے قدم ایک بہت بڑے پتھر کی جانب بڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے۔ اُس نے وہ پتھر نہایت آسانی کے ساتھ اٹھا لیا اور نیچے بستی کی طرف لڑھکا دیا۔ بھاری بھرکم پتھر ایک شور اور گونج کے ساتھ لڑھکنے لگا۔ وہ راستے میں آنے والی چٹانوں کے ساتھ بری طرح ٹکرا رہا تھا۔ اُس کے سنگ ریزے ٹوٹ کر دور دور اڑ رہے تھے۔ مکّہ کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں یہ سنگ ریزے نہ گرے ہوں۔ زمین پر پہنچتے پہنچتے وہ پتھر ریزہ ریزہ ہو چکا تھا۔

عبدالمطلب کی بیٹی گھبرا کر اُٹھ بیٹھی۔ اُس کے کانوں میں خوفناک گڑگڑاہٹ گونج رہی تھی۔ اُس کے پسینے چھوٹ رہے تھے اور دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ اپنی آنکھیں ملنے لگی۔ اُس نے بڑا خوفناک خواب دیکھا تھا۔ اُس کی تعبیر کیا ہوگی، یہ سوچ ہی روح فنا کر دینے والی تھی۔ باقی ماندہ تمام رات اندیشوں اور وسوسوں نے اُسے گھیرے رکھا۔ اُس کے کانوں میں شتر سوار کے الفاظ بار بار گونج رہے تھے۔ صبح اُس کی ملاقات اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب سے ہوئی۔ بھائی کو دیکھتے ہی دل کی بات اُس کی زبان پر آ گئی:

آج رات میں نے ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس نے مجھے سخت تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ تم کسی اور سے اِس کا تذکرہ نہ کرنا، مجھے اندیشہ ہے کہ تمہاری قوم پر بھاری مصیبت آنے والی ہے۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کے لہجے میں خوف بھرا ہوا تھا۔ پھر اُس نے بھائی کو خواب کی تفصیل سنائی۔ ساری بات سننے کے بعد عباس سوچ میں پڑ گئے۔ مدینہ منورہ سے آنے والی افواہیں اور مکّہ مکرّمہ میں ہونے والی باتیں اُن کے کانوں میں گونجنے لگیں۔ حالات تیزی سے بگاڑ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کیا اِس خواب کا تعلق اِن حالات سے تھا؟ چند لمحوں بعد عباس نے اپنی ہمشیرہ کو وہی نصیحت دہرائی جو وہ اُنھیں کر چکی تھی:

''اس خواب کو اپنے تک محدود رکھو، کسی اور سے ہرگز بیان نہ کرنا''۔

یہ کہہ کر عباس گھر سے باہر نکل آئے۔ سامنے اُن کا دوست ولید بن ربیعہ آ رہا تھا۔ ولید کو دیکھ کر عباس نہ رہ سکے اور تمام قصہ اُسے سنا ڈالا، پھر اُسے ہدایت کی کہ وہ کسی اور سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس کا ذکر نہ کرے مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ کو اِس خواب کی اطلاع دے دی، اِس طرح یہ بات مشہور ہوگئی اور ہر جگہ اِس کے چرچے ہونے لگے۔

O

یہ حضرت عباس کے اسلام لانے سے پہلے مکّہ مکرّمہ کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تیرہ برس تک دعوتِ توحید دیتے رہے تھے۔ یہ دعوت اپنی آغوش میں صالح اور سعید روحوں کو سمیٹتی اور یہاں کے لال و گہر چنتی، گزشتہ ایک سال سے مدینہ منورہ منتقل ہو چکی تھی۔ مدینہ طیبہ کی زرخیز زمین اُسے خوب راس آئی اور یہ تیزی سے یہاں پھلنے پھولنے لگی۔ اگرچہ مسلمانوں کو پہلی بار منافقین سے سابقہ پیش آیا اور یہاں اُن کے حریف یہود بھی موجود تھے، تاہم اِن مشکلات کے باوجود مدینہ طیبہ کا اُفق صاف تھا اور یہاں ایک روشن مستقبل کے واضح امکانات موجود تھے۔ عرب کے مختلف قبائل تک اسلام کا پیغام بلا روک ٹوک پہنچ رہا تھا اور لوگوں کے ذہن اِس سے متاثر ہو رہے تھے۔ تمام ہستیوں کو چھوڑ کر ایک اللہ کی بندگی ایسی پیچیدہ بات نہ تھی جو ذہنوں کو اپنی طرف نہ کھینچتی، چنانچہ جہاں جہاں یہ دعوت پہنچ رہی تھی، سوچنے سمجھنے والے ذہن اِس کی جانب لپکے چلے آ رہے تھے۔

قریشِ مکّہ کے لیے یہ صورتِ حال ناقابلِ برداشت تھی۔ مسلمانوں کے مدینہ طیبہ چلے جانے کے بعد وہ خاموش ہو کر نہیں بیٹھ رہے تھے۔ اُنھوں نے مسلمانوں کو یہاں سے نکلوانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کو پیغام بھیجا اور کبھی مدینہ کے یہود سے ساز باز کی۔ بالآخر ربیع الاوّل دو ہجری میں قریش کا ایک شخص کرز بن جابر الفہری اہلِ مدینہ کے مویشی اُن کی چراگاہ سے ہانک کر لے گیا۔ یہ اِس بات کا پیغام تھا کہ وہ بے حد طاقت ور ہیں اور اہلِ مدینہ کو چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔

مگر قریش کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ اگرچہ مسلمانوں نے مکّہ مکرّمہ میں آلام و مصائب کا نہایت سخت دور گزارا تھا تاہم مدینہ منورہ پہنچ کر اُن کی حالت یکسر بدل چکی تھی۔ اہلِ مکّہ کو پہلی مرتبہ اِس بات کا احساس اُس وقت ہوا جب اوس کے شیخ حضرت سعد بن معاذ ؓ عمرہ کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکّہ مکرّمہ آئے۔ وہ یہاں امیّہ بن خلف کے مہمان بن کر ٹھہرے۔ حضرت سعدؓ کو مکّہ معظّمہ میں دیکھ کر ابوجہل بپھر گیا اور بولا:

تم ہمارے دین کے مرتدوں کو پناہ دو اور ہم تمہیں اطمینان سے طواف کرنے دیں؟ اگر تم امیّہ کے مہمان نہ ہوتے تو یہاں سے زندہ نہ جا سکتے تھے۔

ابوجہل کے اِس رویّے پر حضرت سعدؓ کو سخت غصہ آیا اور اُنھوں نے جواب دیا:

اگر تم نے ہمیں مکّہ آنے سے روکا تو ہم مدینہ سے تمہاری راہ گزر بند کر دیں گے۔

حضرت سعد ﷺ کی اِس دھمکی سے قریش کو معاملے کی نزاکت کا احساس ہوا۔ مکّہ مکرّمہ سے شام جانے کا راستہ قریش کی سب سے نازک رگ تھی جو اَب مسلمانوں کے ہاتھ میں آ چکی تھی۔ چنانچہ کرز بن فہری کے حملے کو تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ ایک خطرہ اہلِ مکّہ کے سروں پر منڈلانے لگا اور اُن کی راتوں کا سکھ چین اڑ گیا۔

قریش کی آمدن کا سب سے بڑا ذریعہ تجارت تھی۔ مدینہ منورہ اُس تجارتی شاہرہ کے قریب تھا جو یمن سے بحرِ احمر کے ساتھ ساتھ گزرتی ہوئی شام کی جانب جاتی تھی۔ اِس راستے سے اہلِ مکّہ کی سالانہ آمدنی تقریباً اڑھائی لاکھ اشرفی تھی۔ طائف اور دیگر مقامات کی تجارت اِس کے علاوہ تھی۔ قریش اور اُن کے حلیف قبائل اِس راہ کی بندش یا اِس کا غیر محفوظ ہونا برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ یہ قریش کی سب سے کمزور رگ تھی جس پر ہاتھ پڑتے ہی اُن کی سانس اکھڑ سکتی تھی۔ دوسری جانب مسلمانوں کی بقا کے لیے ضروری تھا کہ اس شاہراہ پر گرفت مضبوط کی جاتی۔ اسلام ہمیشہ محکوم رہنے یا ظلم و ستم برداشت کرنے کے لیے نہیں آیا تھا، اب وقت آن پہنچا تھا کہ قریش کی اِس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اُنھیں مسلمانوں کے خلاف بغض کا رویّہ ترک کرنے پر مجبور کیا جاتا۔

مدینہ منورہ پہنچتے ہی یہ نقطہ نبی پاک ﷺ کی نگاہ میں تھا چنانچہ مہاجرین و انصار کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان مواخات قائم کرنے اور یہود سے معاملہ طے کرنے کے بعد آپؐ نے اِس جانب توجہ فرمائی۔ پہلے قدم کے طور پر اُن قبائل سے جو مدینہ طیبہ اور ساحلِ بحرِ احمر کے درمیان آباد تھے، حلیفانہ اتحاد یا غیر جانبداری کے معاہدے کرنے کی کوشش کی گئی۔ اِس سلسلے میں مسلمانوں کو کئی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ دوسرا قدم آپؐ نے یہ اٹھایا کہ اِس شاہراہ پر چھوٹے چھوٹے دستے بھیجنا شروع کر دیے۔ بعض دستوں کے ساتھ آپؐ خود بھی تشریف لے گئے۔ اِن مہمات میں نہ تو خون بہا اور نہ کسی قافلے پر حملہ کیا گیا۔ اِن کا اصل مقصد اِس راہ پر اپنی موجودگی کا احساس دلانا تھا تاکہ قریش نئی صورتِ حال سے آگاہ ہوں اور مسلمانوں کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے پیشتر اُس کے نتائج ذہن میں رکھیں۔ چنانچہ قریش کو جلد ہی صورتِ حال کی سنگینی کا اندازہ ہو گیا۔ اُن کے تجارتی قافلے پورے عرب میں بلا روک ٹوک سفر کیا کرتے تھے اور کسی کو حوصلہ نہ تھا کہ اُن کی جانب نظر اٹھا کر دیکھ سکے مگر مسلمان یہ جرأت کر رہے تھے۔ وہ معاشی طور پر کسی بھی وقت اُن کی رگِ جاں کاٹ سکتے تھے۔

کچھ مدّت بعد بالآخر وہ واقعہ رونما ہو گیا جس سے قریش ڈر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ افراد کی جماعت کو قریش کی ٹوہ لگانے نخلہ بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ اِس جماعت کی قیادت کر رہے تھے۔ اُن کا ٹکراؤ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ہوا۔ قریش اور مسلمانوں کے درمیان اِس اوّلین مسلح تصادم میں قریش کا ایک شخص عَمرو حضرمی مارا گیا اور دو افراد گرفتار کر لیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِس فعل پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور قیدی چھوڑ دیے۔ قتل اور گرفتار ہونے والے معززینِ قریش تھے چنانچہ اِس واقعہ نے مکّہ مکرمہ میں ہیجان برپا کر دیا، لوگ سخت مشتعل ہو گئے اور انتقام کے لیے چیخ پکار شروع کر دی۔

O

مسلمان مدینہ منورہ میں امن کا ایک، ڈیڑھ سال ہی گزار پائے۔ اُس کی وجہ بھی ایک رکاوٹ تھی جس نے قریش کو مدینے پر حملہ کرنے سے روک رکھا تھا۔ مکّہ مکرّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بنو کنانہ کا علاقہ پڑتا تھا اور قریش کی اُن کے ساتھ پرانی دشمنی تھی۔ دو ہجری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ابتدا میں رکاوٹ کا یہ سبب جاتا رہا۔ بنو کنانہ کا ایک سردار سُراقہ بن مالک کنانی مکّہ مکرّمہ پہنچا اور مسلمانوں کے خلاف قریش کو تعاون کا یقین دلایا۔ اِس کے ساتھ ہی قریش نے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑنے کا فیصلہ کر لیا مگر اِس کے لیے اخراجات کی ضرورت تھی، چنانچہ اِس سلسلے میں ایک تجارتی قافلے کا اہتمام کیا گیا تاکہ اِس کے منافع سے جنگی ضروریات پوری کی جاسکیں۔ مکّہ مکرّمہ کی تمام آبادی نے نہایت جوش وخروش سے اِس میں سرمایہ لگایا۔ یہ قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں شام جانے کے لیے روانہ ہوا تو مسلمان اِسے روکنے کی خاطر آگے بڑھے مگر یہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اِس کارواں کی روانگی کے بعد نخلہ کا حادثہ پیش آیا اور خطرے کی گھنٹی بج گئی۔ آنے والے تصادم کی بو فضا میں واضح طور پر محسوس ہو رہی تھی کہ قافلے کی واپسی کا وقت آن پہنچا۔ ابوسفیان نے ایک شخص ضمضم بن عَمرو غفاری کو مکّہ مکرّمہ کی جانب روانہ کیا تاکہ وہ قافلے کی حفاظت کے لیے مزید محافظ لے آئے۔

O

عاتکہ کو خواب دیکھے دوسرا دن تھا۔ عباس بیت اللہ کا طواف کرنے مسجد حرام پہنچے تو وہاں ابوجہل قریش کے چند لوگوں کے ہمراہ ایک جانب بیٹھا ہوا تھا۔ عباس کے کانوں میں اُن کی آوازوں کی بھنک پڑی۔ وہ لوگ عاتکہ ہی کے خواب کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ اچانک ابوجہل کی نظر عباس پر پڑی تو اُس نے پکار کر کہا:

''ابوالفضل! طواف سے فارغ ہو کر یہاں آنا''۔

عباس طواف سے فارغ ہونے کے بعد اُس کے پاس پہنچے تو وہ طنزیہ لہجے میں بولا:

''اے بنو مطلب! یہ نبیہ تم میں کب ظاہر ہوئی''؟

''کیا بات ہے''؟

عباس اُس کی بات کا اشارہ سمجھتے ہوئے بھی انجان بن گئے۔

''عاتکہ کا خواب.....''

''نہیں، اُس نے کوئی خواب نہیں دیکھا''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس نے فوراً تردید کی مگر ابوجہل کڑوے کسیلے لہجے میں کہنے لگا:

اے بنو مطلب! تم نے اِسی پر اکتفا نہیں کیا کہ تمہارے مرد نبی ہوں بلکہ اب تمہاری عورتیں بھی نبوّت کا دعویٰ کرنے لگی ہیں۔ عاتکہ نے اپنے خواب میں تین دن کے اندر جانے کا ذکر کیا ہے۔ خیر، کوئی بات نہیں، ہم تین دن انتظار کیے لیتے ہیں۔ اگر اُس کی بات درست ثابت ہوئی تو ٹھیک، ورنہ ہم ایک باقاعدہ تحریر میں یہ بات لکھ دیں گے کہ تمام عرب میں تمہارے گھرانے سے جھوٹا خاندان کوئی نہیں۔

عباس نے ابوجہل کی ان بیہودہ باتوں پر ضبط سے کام لیا اور بحث میں نہیں پڑے، تاہم وہ مسلسل انکار کرتے رہے کہ عاتکہ نے اِس قسم کا کوئی خواب دیکھا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد تمام لوگ اٹھ کر چل دیے۔

ابوجہل کی یہ جلی کٹی باتیں جلد ہی تمام مکّہ میں پھیل گئیں اور عبدالمطلب کے گھرانے کی خواتین کو بھی اِس کی اطلاع ہوگئی۔ شام ہوئی تو یہ خواتین عباس کے پاس آ پہنچیں۔ وہ غصے میں بھری ہوئی تھیں اور اسی طیش کی حالت میں بولیں:

تم نے اُس خبیث شخص کی بے ہودگی نہ صرف اپنے خاندان کے مردوں کے متعلق برداشت کی بلکہ اس کی جرأت یہاں تک بڑھی کہ اُس نے ہماری عورتوں کے بارے میں بھی زبان درازی کی مگر تم خاموشی سے سب کچھ سنتے رہے اور تمہیں تردید کرنے کی توفیق نہ ہوئی؟

نہیں، میں نے تردید کی تھی مگر زیادہ الجھنا پسند نہیں کیا۔ تاہم اب ضرور پوچھوں گا اور اگر اُس نے پھر کوئی ایسی بات کہی تو سختی کے ساتھ نپٹوں گا۔

عباس نے غصے میں لال عورتوں کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ خاندان کی خواتین کے اس ردِّعمل نے عباس میں جوش بھر دیا اور اُنھیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ابوجہل کو اِن خواتین کے بارے میں زبان درازی کی جرأت کیونکر ہوگئی تھی؟ اُس کا دماغ درست کرنے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدید ضرورت تھی اور عباس نے اِس سلسلے میں پختہ ارادہ باندھ لیا۔

اگلے دن عباس، ابوجہل سے بدلہ لینے کعبہ پہنچے۔ اُن کی غصّے سے بھری نگاہیں ابوجہل کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ اچانک اُن کی نظر ایک دبلے پتلے، غصیلے شخص پر پڑی۔ وہ ابوجہل ہی تھا۔ عباس اُس کی جانب لپکے مگر وہ تیزی سے حرم کے بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

اِسے کیا ہوا، اللہ کی اِس پر لعنت ہو، کیا یہ اِس ڈر سے بھاگا ہے کہ میں اِس کی خبر لینے آیا ہوں؟

عباس نے اپنے دل میں سوچا، مگر نہیں، اُنھیں غلط فہمی ہوئی تھی۔ ابوجہل اُن کے ڈر سے نہیں بلکہ ایک پکار سن کر بھاگا تھا۔ ابوسفیان کا بھیجا ہوا شخص ضمضم بن عَمرو غفاری مکّہ مکرّمہ آن پہنچا تھا اور اونٹ پر سوار چلّا رہا تھا۔ اُس نے اپنے اونٹ کی ناک اور کان کاٹ ڈالے تھے، کجاوے کا رخ بدل رکھا تھا اور اپنی قمیص بھی پھاڑ دی تھی۔ یہ اِس بات کی علامت تھی کہ کوئی انتہائی سخت مصیبت اُس پر آن پڑی ہے۔ وہ چیخ چیخ کر دہائی دے رہا تھا:

اے گروہِ قریش! دوڑو! ابوسفیان کے ہمراہ آنے والا تمہارا مال ومتاع لٹ جائے گا۔ محمد (ﷺ) اور اُس کے ساتھی قافلے پر حملہ کرنے والے ہیں۔ دوڑو! جلدی کرو! میں نہیں سمجھتا کہ تم اُسے بچا سکو گے۔

وہ شخص مسلسل چلّائے چلا جا رہا تھا۔ اُس کی یہی پکار سن کر ابوجہل حرم کے دروازے کی جانب دوڑا تھا۔ عباس جس خیال سے آئے تھے، اِس شور اور ہنگامے میں اُن کے دل سے جاتا رہا۔ قریش پہلے ہی بپھرے ہوئے تھے، یہ خبر سنتے ہی وہ زور شور کے ساتھ جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابولہب کے سوا کوئی بھی سردار پیچھے نہ رہا۔ قریش نے عباس کو بھی ساتھ چلنے پر مجبور کر دیا۔ ہر شخص مقابلے پر نکلنے کی تیاری میں مصروف تھا۔ وہ کہہ رہے تھے:

محمد اور اُس کے ساتھی سمجھتے ہیں کہ وہ اِس قافلے کو بھی ابنِ حضرمی کی جماعت کی مانند آسانی سے لوٹ لیں گے؟ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ ایسے کاموں کا انجام کیا ہوتا ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد ہی تیاری مکمل ہوگئی۔ ابوجہل نے کعبہ کے پردے پکڑ کر دعا مانگی:

''خدایا! دونوں گروہوں میں سے جو بہتر ہو، اُسے فتح عطا فرمانا''۔

پھر عتبہ بن ربیعہ کی قیادت میں ایک ہزار جنگجو مکّہ مکرّمہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ اِن میں چھ سو زرہ پوش تھے۔ ایک سو گھڑ سواروں کا رسالہ بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ وہ نہایت غرور اور تکبر کے ساتھ اپنی منزل کی جانب گامزن تھے۔ وہ اپنی معاشی شہ رگ پر منڈلانے والے اِس روزمرہ خطرے کا مستقل سدِ باب کر دینا چاہتے تھے۔ اُن کا ارادہ تھا کہ مدینہ طیبہ میں نئی نئی مجتمع ہونے والی قوت کو کچل ڈالیں اور گرد و پیش کے قبائل کو اِس قدر مرعوب کر دیں کہ پھر کبھی کوئی آنکھ اِس شاہراہ کی جانب اٹھنے کی ہمت نہ کر سکے۔

O

قریش کی اِس چڑھائی سے حالات نے اچانک نیا رخ اختیار کر لیا۔ کفار مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوتے تو امکان تھا کہ مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت کا خاتمہ ہو جاتا، تاہم اگر وہ حملہ کرنے کے بجائے محض اپنا قافلہ بچا لے جاتے تو بھی اُن کا مقصد حاصل ہو جاتا۔ مسلمانوں کے خاموشی سے دیکھے رہنے کا نتیجہ یہ نکلتا کہ عرب میں اُن کی حیثیت ختم ہو جاتی، گرد و پیش کے قبائل قریش کے اشاروں پر کام کرنے لگتے۔ خود مدینہ طیبہ مسلمانوں کے لیے محفوظ نہ رہتا اور یہاں یہودی، منافقین اور مشرکین علی الاعلان اُن کے خلاف سر اُٹھا لیتے۔ اِس نازک اور فیصلہ کن لمحے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ ارادہ فرمایا کہ میدان میں نکل کر ثابت کیا جائے کہ کون جیتنے کی ہمت رکھتا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے ساری صورتِ حال صحابہ کے سامنے رکھ دی۔ آپؐ نے اُنھیں بتایا:

> ایک طرف شمال میں تجارتی قافلہ ہے اور دوسری جانب جنوب سے قریش کا لشکر چلا آ رہا ہے۔ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک تمھیں مل جائے گا۔ بتاؤ، تم کس کے مقابلے میں جانا چاہتے ہو؟

بعض اصحاب نے قافلے کی سمت جانا چاہا مگر حضرت مقداد بن عَمرو رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کا مقصد بھانپ لیا اور کھڑے ہو کر فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا رسول اللہ! ہم موسیٰ علیہ السلام کی امت کی طرح نہیں، جس نے اُن سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے، آپ کے ساتھ لڑیں گے۔

حضرت مقدادؓ بیٹھ چکے تو نبی کریم ﷺ نے اپنا سوال دہرایا:

''لوگو! مجھے مشورہ دو''۔

اِس پر خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ ؓ اُٹھے اور عرض کیا:

''شاید حضور کا اشارہ ہماری (انصار) طرف ہے''؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں''۔

یہ سن کر حضرت سعدؓ نے عرض کیا:

ہم آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کی۔ جو کچھ آپ لائے ہیں وہ حق ہے۔ ہم آپ کی اطاعت کا عہد باندھ چکے ہیں۔ آپ نے جو ارادہ فرمایا ہے، وہ کر گزریے۔ واللہ، اگر آپ ہمیں لے کر سمندر پر جا پہنچیں اور اُس میں اتر جائیں تو ہم آپ کے ساتھ کود یں گے۔ آپ ہمیں لے کر دشمن سے بھڑ جایئے، ہم جنگ میں ثابت قدم رہیں گے۔

یہ تقریریں سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مُبارک مسرّت سے چمکنے لگا اور آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو کوچ کا حکم دیا۔ مسلمانوں کا جوش وخروش قابلِ دید تھا۔ کمسن بچے بھی فوج کے ہمراہ نکل کھڑے ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے اُنھیں واپس بھیجا۔ عمیر بن ابی وقاص ؓ کو واپسی کا کہا گیا تو وہ رو پڑے۔ چنانچہ آپؐ نے اُنھیں جنگ میں شرکت کی اجازت دے دی۔ مسلمان انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں تھے۔ اُن کی تعداد تین سو سے زائد تھی۔ اِن میں چھیاسی مہاجرین، اکسٹھ قبیلہ اوس اور ایک سو ستّر قبیلۂ خزرج کے بہادر تھے۔ اِن لوگوں کے پاس محض دو گھوڑے، ستّر اونٹ اور ساٹھ زرہیں تھیں۔

جاں نثاروں کا یہ گروہ میدانِ قتال کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اِن میں وہ مہاجرین بھی

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے جو اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار اور عزیز رشتے دار چھوڑ کر مدینہ منورہ آ بسے تھے۔ اب ایک اور سخت آزمائش اُن کی منتظر تھی۔ وہ جانتے تھے کہ اُن کا مقابلہ اپنے ہی بھائی بندوں سے ہونے والا ہے۔ اب اُنھیں اپنے عمل سے ثابت کرنا تھا کہ وہ پوری سنجیدگی کے ساتھ حق کے ساتھ رشتہ جوڑ چکے ہیں اور باطل کے ساتھ اُن کا کوئی رشتہ اور تعلق باقی نہیں رہا۔ اِس دستے کا غالب حصہ انصار پر مشتمل تھا۔ عَقبہ کے مقام پر اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت یہ جانتے بوجھتے کی تھی کہ وہ قریش کی دشمنی مول لینے جا رہے ہیں، اُس قریش کی جو عرب کا سب سے طاقت ور قبیلہ تھا۔ وہ اِس بات سے آگاہ تھے کہ اِس حمایت کے نتیجے میں اُن کا لہو بہے گا، عرب بھر کی تلواریں اُن پر برسیں گی اور اُن کے اموال تباہ ہوں گے۔ اب خون دے کر اِس عہد کو نبھانے کا وقت آن پہنچا تھا۔

مکّہ مکرّمہ سے کفار اور مدینہ طیبہ سے مسلمان بدر کی جانب بڑھ رہے تھے مگر اِن سے پہلے قریش کا تجارتی قافلہ بدر سے تھوڑا راستہ بدل کر بحفاظت نکل گیا۔ جان و مال کی سلامتی کا احساس پا کر ابوسفیان کی جان میں جان آئی۔ اُس نے قریش کو پیغام بھیجا کہ قافلہ بخیریت نکل آیا ہے، اب واپس لوٹ آؤ۔ مگر ابوجہل نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ اُس کا کہنا تھا:

ہم بدر میں تین دن ٹھہریں گے، اِس سے عربوں میں ہماری دھاک
بیٹھ جائے گی اور پھر ہمیں دھمکانے کی ہمت کوئی نہیں کرے گا۔

بدر ایک کنویں کا نام تھا جسے وہاں کے ایک قریبی سردار بدر نے کھدوایا تھا، بعد میں وہ ساری وادی، بدر کے نام سے مشہور ہو گئی۔ مدینہ منورہ سے اِس مقام کا فاصلہ تقریباً اسّی میل ہے۔ اِس کے اردگرد نخلستان ہیں۔ یہ وادی بیضوی شکل میں اندازاً پانچ میل لمبی اور چار میل چوڑی ہے اور اِس کے اردگرد کئی پہاڑیاں ہیں۔

مسلمان بدر کے مقام پر پہنچے تو کفار اِس کے دوسرے کنارے پر پہلے سے موجود تھے۔ ابتدا میں مسلمان ریتلی جگہ پر اترے، پھر حضرت خباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کے مشورے پر رسول اللہ ﷺ نے ایک بہتر مقام پر پڑاؤ ڈالا اور وہاں موجود چشمے پر قبضہ کر لیا۔ رات کو بارش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی اور اہلِ ایمان کے لیے کئی فوائد لے کر آئی۔ مسلمانوں کو پانی کی کافی مقدار حاصل ہو گئی اور اُنھوں نے حوض بنا کر پانی محفوظ کر لیا۔ مسلمان وادی کے بالائی حصّے میں تھے۔ بارش سے اُن کے پاؤں تلے ریت جم گئی اور زمین اتنی مضبوط ہو گئی کہ قدم اچھی طرح جم سکیں اور بآسانی نقل و حرکت ہو سکے۔ اُدھر کفار نشیب کی جانب تھے۔ وہاں بارش کی بدولت کیچڑ ہو گئی اور اُن کے پاؤں اُس میں دھنسنے لگے۔ پانی پر قبضے کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے دشمن کو پانی لینے کی اجازت دے دی۔

رسول اللہ ﷺ رات اپنے ساتھیوں کو اُس جگہ لے گئے جہاں صبح لڑائی ہونا تھی۔ آپؐ نے ایک ایک مقام کی نشان دہی فرمائی کہ دشمن کا فلاں شخص فلاں جگہ مرے گا۔

سترہ رمضان دو ہجری کی وہ رات بھی عجیب تھی۔ عشق بلا خیز کا سخت جاں قافلہ وادیِ بدر میں آن اترا تھا۔ کوہِ فاراں سے وادیِ بدر تک کتنے مرحلے اور کتنی آزمائشیں اِس راہ میں پیش آئیں۔ کوچۂ عشق میں قدم رکھنے والے یہاں کے آلام و مصائب سے آگاہ تھے۔ اُنھوں نے خندہ پیشانی سے تمام جور و جفا سہیں مگر اپنی راہ کھوٹی نہیں کی۔ وہ ایک ایک کر کے تمام رکاوٹیں عبور کرتے چلے گئے۔ قافلۂ حق کے منزل کی جانب بڑھتے قدم شیطان اور اُس کے چیلوں کو انگاروں پر لوٹا دینے کے لیے کافی تھے، مالی مفادات پر پڑنے والی ضرب نے تو اُنھیں آپے ہی سے باہر کر ڈالا تھا۔ کوئی اُنھیں چیلنج کرے، وہ کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ چنانچہ جاہلی غیرت و نخوت اُنھیں میدانِ جنگ میں لے آئی تھی۔ حق و باطل کا ازلی ٹکراؤ وادیِ بدر میں ایک نئے انداز میں برپا ہونے والا تھا۔

رات کے سکوت میں قریش کے کیمپ سے ناچ گانے اور سازوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ وہ دل لبھانے کے لیے لونڈیاں اپنے ہمراہ لائے تھے۔ وہاں جام لنڈھائے جا رہے تھے، قہقہے گونج رہے تھے۔ اُن لوگوں کو اپنی قوّت و شجاعت پر ناز تھا اور وہ جاہلی رسوم کی بھینٹ چڑھنے کو تیار تھے۔ اُنھیں قوی یقین تھا کہ وہ اپنے آبائی مذہب کے مرتدین اور اپنے اندر پھوٹ ڈالنے والوں کو نیست و نابود کر دیں گے اور اگلی رات اُن کے لیے فتح کی خوش خبری لائے گی۔ یہ کامرانی اُن کے آبائی مذہب و رسوم کے برحق ہونے کی دلیل ثابت ہو گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا کیوں نہ ہوگا؟ آخر اُنھوں نے کعبہ کے پردے تھام کر دعا مانگی تھی کہ کامیابی اُس کے حصے میں آئے جو حق پر ہو۔ کعبہ میں مانگی گئی دعا بے اثر نہ ہوگی۔ ساقی پیمانہ بھر کر لا کہ آج کے بعد ہمارے کارداں بلا خوف وخطر سفر کریں گے، آسمان سے ہم پر مُن برسے گا، مال و دولت سے ہم ہمیشہ کھیلتے رہیں گے۔۔۔۔۔

اِدھر مسلمانوں کے پڑاؤ میں رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے ساتھی عبادت میں مصروف تھے۔ اُنھیں اُس ہستی پر بھروسا تھا جس کی مدد پا لینے کے بعد کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز وانکساری کے ساتھ جھکے ہوئے تھے۔ فتح کی بشارت تو مل چکی، کیا خبر قسمت یاوری کرے اور شہادت کا مرتبۂ عظیم بھی حصے میں آ جائے۔ باقی بچ جانے والے سانس اللہ رب العزت کی بندگی اور یاد ہی میں بسر کیوں نہ ہوں؟ رمضان المبارک کی اُس رات وہ نمازوں اور رکوع وسجود میں مصروف تھے۔ فضا پر ایک عجیب فسوں طاری تھا۔ آسمان پر بادلوں کی ٹکڑیاں اِدھر اُدھر گھوم رہی تھیں۔ اُن کے شگافوں میں سے جھانکتے تاروں کی نظریں اِسی وادی پر جمی تھیں۔ وہ راہِ حق کے جاں بازوں کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ آسمان نے کب یہ منظر دیکھا تھا؟ یوں بے سروسامانی کے عالم میں دشمن سے لڑنے کون آیا تھا؟ وہ آنکھیں جھپکائے حق کے جاں نثاروں کی کامیابی کے لیے دعا گو تھے۔

رات ڈھل رہی تھی اور جنگ کی صبح ہر لمحہ قریب آتی جا رہی تھی۔ قریش کے لشکر میں شامل کئی افراد چاہتے تھے کہ معاملہ کسی خون خرابے کے بغیر رفع دفع ہو جائے۔ بالآخر حکیم بن حزام نے اِس سلسلے میں قائدِ لشکر سے بات کی۔ عتبہ بن ربیعہ کی اپنی خواہش بھی یہی تھی، شاید اُسے نوشتۂ دیوار نظر آ رہا تھا، مگر بیل منڈھے کیسے چڑھے؟ حکیم نے تجویز دی کہ واقعۂ نخلہ میں ہلاک ہونے والے عَمرُو حضرمی کا خون بہا آپ ادا کر دیں تو قریش کا مطالبہ پورا ہو جائے گا اور لڑائی کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ عتبہ کو یہ تجویز پسند آئی۔ اِس کے بعد یہ دونوں ابوجہل کے پاس پہنچے۔ عتبہ نے اُس سے کہا:

> ہمارا قافلہ بحفاظت جا چکا ہے، خوں ریزی کی اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ رہا عَمرُو حضرمی کا معاملہ تو اُس کا خون بہا میں ادا کیے دیتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔

عتبہ کی یہ بات سن کر ابوجہل اچھل پڑا اور اُسے بزدلی کا طعنہ دینے لگا۔ عتبہ کے بیٹے حضرت ابوحذیفہ ﷺ مسلمانوں کی صف میں شامل تھے۔ ابوجہل نے عتبہ پر الزام عائد کیا کہ وہ اپنے بیٹے کی وجہ سے جنگ ٹالنا چاہتا ہے۔ پھر اُس نے عَمرُو حضرمی کے بھائی عامر کو بلوا بھیجا اور اُسے اشتعال دلایا کہ بھائی کے انتقام کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔ چنانچہ عامر نے اپنے بھائی کا نام لے لے کر واویلا کرنا شروع کر دیا۔ اِس پر بات بگڑ گئی اور لوگوں میں اشتعال پھیل گیا۔ عتبہ بھی ابوجہل کے طعنے برداشت نہ کر سکا اور جواب دیا:

''کل کا دن بتائے گا کہ بزدل کون ہے''؟

یوں ابوجہل نے جنگ ٹالنے کی آخری کوشش بھی ناکام بنا ڈالی۔

سترہ رمضان دو ہجری کی صبح طلوع ہوئی۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ قریش اپنے مقام سے نکل کر سامنے آئے۔ اُنھیں وادی میں اترتے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی:

اے اللہ! قریش اپنے سامانِ غرور کے ساتھ تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کرنے آئے ہیں۔ یارب! اپنی مدد بھیج جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت مٹ گئی تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کبھی نہ ہو سکے گی۔

نبی کریم ﷺ مسلمانوں کی صفیں ترتیب دے رہے تھے کہ عین اُس وقت حضرت حُذَیفہ بن الیمان ﷺ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ مسلمان کیمپ میں داخل ہوئے۔ وہ مکّہ مکرّمہ سے آ رہے تھے۔ راہ میں کفار نے اُنھیں روک لیا تھا اور اِس وعدے پر آگے بڑھنے کی اجازت دی تھی کہ وہ جنگ میں شریک نہیں ہوں گے۔ حضرت حذیفہؓ نے سارا ماجرا حضورؐ کی خدمت میں بیان کیا۔ اِس نازک گھڑی میں ایک ایک فرد کی بہت اہمیت تھی مگر اللہ کے رسولؐ نے اُنھیں جنگ میں حصہ لینے سے روک دیا اور فرمایا:

ہم ہر حال میں وعدے کی پابندی کریں گے۔ ہمیں صرف اللہ کی مدد درکار ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام دستور کے مطابق جنگ کا آغاز انفرادی مقابلوں سے ہوا۔ قریش کے لشکر کا قائد عتبہ بن ربیعہ، اُس کا بھائی شیبہ اور بیٹا ولید اپنی صفوں سے نکل کر سامنے آئے اور مقابلے کے لیے للکارا۔ اِس کے جواب میں تین انصاری جوان آگے بڑھے۔ عتبہ کو علم ہوا کہ وہ انصار میں سے ہیں تو پکارا:

''محمد! ہمارے مقابلے میں ہماری قوم کے آدمی بھیجو''۔

اِس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حرث ؓ کو اُن کے مقابلے میں بھیجا۔ اِن حضرات کو دیکھ کر عتبہ بولا:

''ہاں، اب جوڑ برابر کا ہے''۔

حضرت حمزہ ؓ کے ایک ہی وار سے عتبہ اگلے جہان سدھارا۔ حضرت علی ؓ ولید کی جانب لپکے اور اُسے جہنم واصل کیا۔ حضرت عبیدہ ؓ شیبہ سے مقابلے میں زخمی ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے آگے بڑھ کر شیبہ کو بھی اُس کے بھائی اور بھتیجے کے پاس پہنچا دیا۔ بدر سے واپسی پر جب مسلمان صفرا کے مقام پر پہنچے تو حضرت عبیدہ بن حرث ؓ زخموں کی تاب نہ لا پائے اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر کے شہادت کی عظیم دولت حاصل کی۔

سعید بن العاص کا بیٹا سر تا پاؤں لوہے میں ڈوبا ہوا نکل کر پکارا:

''میں ابو کرش ہوں''۔

اُس کا مقابلہ کرنے حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن العوام ؓ گئے۔ لوہے کی اُس چٹان میں صرف آنکھیں ہی کھلی نظر آتی تھیں۔ حضرت زبیرؓ نے وہیں تاک کر نشانہ باندھا اور برچھی اُس کی آنکھ میں کھب گئی، وہ دھڑام سے گرا اور مر گیا۔ حضرت زبیر ؓ نے اُس پر پاؤں رکھ کر بڑی مشکل سے برچھی باہر نکالی، اُس کے دونوں سرے مڑ چکے تھے۔ یہ برچھی بڑی یادگار ٹھہری۔ حضرت زبیرؓ سے رسول اللہ ﷺ نے اِسے لے لیا۔ پھر چاروں خلفا کے پاس سے ہوتی ہوئی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آئی۔

رئیسانِ مکّہ کے قتل ہوتے ہی عام جنگ چھڑ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مٹھی بھر ریت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہہ کر قریش کی جانب اُچھال دی:

''یہ چہرے بگڑ گئے''۔

اِس کے ساتھ ہی مسلمان کفار پر ٹوٹ پڑے۔ مہاجرین کی کڑی آزمائش شروع ہو چکی تھی۔ اُن کے بزرگ اور قلب وجگر کے ٹکڑے اُن کے سامنے تھے مگر حق کی حمایت کرتے ہوئے اُن کے پاؤں میں کوئی لغزش نہ آئی۔ اسلام کی محبت نے تمام رشتوں کو پسِ پشت ڈال دیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ ﷺ نے اپنے حقیقی باپ عبداللہ بن الجراح کو قتل کیا۔ حضرت ابوحذیفہ ﷺ نے اپنے باپ عتبہ، بھائی ولید اور چچا شیبہ کو قتل ہوتے دیکھا۔ حضرت عمر ﷺ نے اپنے ماموں عاص کو ہلاک کیا اور حضرت ابوبکر ﷺ کی تلوار اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلے میں بے نیام ہوئی۔

مسلمانوں کے سینے میں ایمان کی حرارت جوش مار رہی تھی۔ آج اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے کیا گیا عہد نبھانے کا دن تھا۔ اُنھوں نے اپنی قلّتِ تعداد اور بے سروسامانی کو قطعاً فراموش کر دیا۔ اُنھیں اِس بات کی بھی کچھ پروا نہیں تھی کہ اُن کا حریف تعداد میں کتنا زیادہ ہے اور کس قدر بہتر مادی وسائل اور اسلحہ سے لیس ہے۔ عُشاق کا یہ قافلہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر آیا تھا۔ اُنھوں نے شجاعت اور بہادری سے مر مٹنے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ وہ ایمان و وفا کے دیے اپنے لہو سے روشن کر رہے تھے۔ اُنھوں نے پہلے پہل دشمن کے بھرپور حملوں کو نہایت ثابت قدمی سے روکا، اِس کے بعد وہ جارحانہ طور پر آگے بڑھے تو اُن کی ضربیں سہنا دشمن کے لیے ممکن نہ رہا۔ اِن ضربات سے اُس کے کتنے ہی جنگجو کھیت رہے۔ رات کی بارش سے قریش کے پاؤں تلے کیچڑ ہوگئی جس کی وجہ سے وہ پاؤں جما کر لڑنے کے قابل نہ رہے۔ اِدھر مسلمان بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے تھے اور ہر خوف وفکر سے بے نیاز لڑے چلے جا رہے تھے۔ راہِ وفا کے اِن مسافروں میں سے سب سے پہلے جامِ شہادت حضرت مہجع ﷺ نے نوش فرمایا۔

مسلمانوں کے پے در پے حملوں سے قریش کی صفوں میں ابتری پھیل گئی۔ جنگ کے آغاز ہی میں وہ اپنے متعدد نامور سرداروں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ یہی صدمات کم نہ تھے کہ دشمنِ خدا ابوجہل بھی مارا گیا۔ دو انصاری نوجوان معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما اُسی کی تلاش میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں آئے تھے۔ جیسے ہی وہ اُنھیں نظر آیا، وہ چیتے کی طرح لپکے اور امتِ محمدیہ کے اِس فرعون کو بری طرح گھائل کر دیا۔ قریش کی رہی سہی ہمت امیّہ بن خلف کے قتل سے دم توڑ گئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اِس اِفراتفری میں مسلمانوں کے ہاتھ دشمن کا جو فرد لگا، گرفتار کر لیا گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں میدانِ جنگ دشمن کے وجود سے خالی ہو گیا۔ مسلمان شہداء اور کفار کی لاشیں میدان میں بکھری پڑی تھیں۔ بدر کی زمین جگہ جگہ لہو سے رنگین ہو رہی تھی۔ مسلمان سپاہی مالِ غنیمت سمیٹ رہے تھے۔ کچھ اپنے قیدیوں کی مشکیں کس رہے تھے۔ چند اپنے زخمی سپاہیوں کی تیمارداری میں مصروف تھے۔ اِس معرکے میں جان ہارنے والوں کی جانب توجہ ہوئی تو دیکھا کہ وہاں چودہ مسلمان شہداء کی لاشیں پڑی تھیں۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ عہد نبھا کر اُن کی مطمئن روحیں ہنسی خوشی اپنے رب کی جانب لوٹ گئی تھیں۔ اِن خوش نصیب افراد میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصاری تھے۔ اِسی میدان میں قریش کے ستّر افراد مُردہ پڑے تھے جن میں کئی نامی گرامی سردار شامل تھے۔ اِن بدبخت لوگوں کے اپنے گھر سے نبوّت کی روشنی بلند ہوئی تھی مگر اُنھوں نے اِسے چھوڑ کر جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکنا پسند کیا۔ وہ بہادر اور سورما تھے مگر اُن کی یہ بہادری کسی کام نہ آئی، وہ آبائی رسم و رواج کی اُن رکاوٹوں کو نہ پھلانگ سکے جو حق تک پہنچنے کی راہ میں حائل تھیں، وہ اُنھی جاہلی روایات پر جانیں نچھاور کر کے ابدی عذاب میں محصور ہو گئے۔ اِس معرکے میں قریش کے ستّر ہی افراد قید بھی ہوئے۔ اِن اسیروں میں رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس، آپؐ کے داماد ابوالعاص، حضرت علیؓ کے بھائی عقیل، سہیل بن عَمرُو اور ولید بن مغیرہ کے بیٹے (اور خالد بن ولید کے بھائی) ولید بن ولید سمیت کئی نامور افراد شامل تھے۔ وہ مال و اسباب جس پر قریش کو ناز تھا مسلمانوں کے قبضے میں آ چکا تھا۔ میدانِ جنگ کفار کی ذلت آمیز شکست کی تصویر بنا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

> اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا سارے گروہوں کو شکست دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی لاشیں بے گور وکفن چھوڑنا پسند نہیں فرمایا۔ آپؐ کے حکم پر صحابہ نے اُنھیں ایک کنویں میں ڈال کر اُسے پاٹ دیا۔ جب وہ اِن لاشوں کو اکٹھا کرنے لگے تو اُنھوں نے دیکھا کہ دشمن کا ہر فرد اُسی جگہ قتل ہوا پڑا تھا جس کی نشان دہی نبی اکرم ﷺ نے رات کے وقت فرمائی تھی۔

بدر سے روانگی کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ اِس کنویں پر تشریف لائے۔ آپؐ نے اِن مقتولین کے نام پکارے اور فرمایا:

> اے گروہِ قریش! برے تھے تم، تم نے مجھے جھٹلایا مگر اوروں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے نکالا، دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے میرے ساتھ جنگ کی مگر اور لوگوں نے میرا ساتھ دیا۔ میرے رب نے میرے ساتھ جو وعدے کیے تھے وہ تو پورے ہو گئے، تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدے کیے تھے کیا تم نے بھی اُن کو سچ پایا؟

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو ایک ساتھی کے ہمراہ مدینہ منورہ بھیجا تاکہ وہ اہلِ شہر کو فتح کی خوش خبری سنائیں۔ مسلمان آپؐ کی قیادت میں روحا پہنچے تو لوگوں نے آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد بھی نہ کسی قسم کا جشنِ مسرّت منایا گیا اور نہ کوئی اور غیر سنجیدہ حرکت کی گئی۔ مسلمانوں کے دل اللہ تعالیٰ کے احسان اور انعام پر جذبۂ تشکر سے لبریز تھے۔

اسیرانِ جنگ میں سے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو اُن کے جرائم کی بنا پر قتل کر دیا گیا۔ باقی قیدیوں کو آپؐ نے صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیا۔ آپؐ کے حکم پر جنگی اسیروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی ایک نئی روایت ڈالی گئی۔ مسلمانوں نے اِن قیدیوں کو نہایت آرام سے رکھا۔ بعض صحابہ نے خود کھجوریں کھانے پر اکتفا کیا مگر اپنے قیدیوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔ حضرت ابوبکر ؓ کے مشورے پر اُنھیں فدیہ کے عوض رہا کر دیا گیا۔ چند ناداری کے باعث فدیہ دینے کے قابل نہ تھے، اُنھیں چھوڑ دیا گیا۔ جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُنھیں کہا گیا کہ وہ دس دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو رہا کر دیے جائیں گے۔

O

غزوۂ بدر کا شمار دنیا کی فیصلہ کن جنگوں میں ہوتا ہے۔ تاریخِ انسانی میں یہ اوّلین لڑائی ہے جو نظریاتی بنیادوں پر لڑی گئی۔ اِس غزوہ نے یہ بات ثابت کر دی کہ مسلمان اسلام قبول کرنے کے بعد ایک الگ قوم بن چکے ہیں اور اب اُن کی ساری وفاداریاں صرف اِسی عقیدہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ باپ بیٹے کے مقابلے میں اور بیٹا باپ کے سامنے تلوار تھامے کھڑا تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن ؓ مسلمان ہوئے تو اُنھوں نے اپنے والد سے کہا:

بدر کے دن آپ میری تلوار کی زد میں آ گئے تھے مگر میں نے اپنی تلوار روک لی۔

''بیٹے! اگر تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو میں اپنی تلوار کبھی نہ روکتا''۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اُنھیں جواب دیا۔

غزوۂ بدر کی اہمیت کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کے اُن الفاظ سے ہوتا ہے جو آپ ؐ نے اُس روز دعا میں کہے تھے کہ اگر آج یہ مٹھی بھر بندے مٹ گئے تو قیامت تک تیری پیروی کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ اُس وقت صورتِ حال ایسی ہی نازک تھی۔ اگر مسلمانوں کو شکست ہو جاتی تو اُن کی داستان بھی باقی نہ رہتی۔ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ؐ کی جماعت کی شکست کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا کہ آج اِس دنیا میں اللہ وحدہ لا شریک لہ کا کوئی نام لیوا موجود نہ ہوتا۔ اِس کے برعکس قریش کی شکستِ فاش نے اُن کی قوّت کا غرور پامال کر دیا اور اُن کے بڑے بڑے سردار جو اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھے، ختم ہو گئے۔ اِس فیصلہ کن فتح سے عرب قبائل کی نگاہ میں اسلام کا وزن بڑھ گیا اور وہ ایک قابلِ لحاظ طاقت تصوّر ہونے لگا۔

اِس معرکہ میں قریش نے جو شکست کھائی اُس کی تلافی کبھی نہ ہو سکی۔ اِس شکست کے نتیجے میں اسلام کو بتدریج قدم جمانے کا موقع ملا اور جاہلی نظام شکستیں کھاتا چلا گیا۔ آنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے دنوں میں اللہ کا پسندیدہ دین کثرت سے پھلا پھولا اور مسلمانوں کو خوب قوّت حاصل ہوئی۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ اسلام عرب کے ریگ زاروں سے نکل کر ایشیا، افریقہ اور یورپ تک جا پہنچا اور ایک دنیا اِس سے سیراب ہوئی اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔

قلّتِ تعداد کے باوجود مسلمانوں کو جو فتح حاصل ہوئی اُس سے ثابت ہو گیا کہ فتح و شکست کا انحصار عددی برتری پر نہیں، نصرتِ الٰہی پر ہوتا ہے۔ بدر کے دن فرشتوں کے پَرے کے پَرے مسلمان لشکر کی مدد کے لیے اُترے۔ صحابہ کرام کے درمیان اِس بارے میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ کئی ایک صحابہ کا کہنا تھا کہ جنگ کے دوران میں اُنھوں نے کسی مشرک کی جانب تلوار بڑھائی، اِس سے پہلے کہ تلوار اُسے چھوئے، اُس کا سر تن سے جدا ہو کر دور جا گرا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

> بدر کے دن ملائکہ کی شان یہ تھی کہ اُنھوں نے سفید عمامے باندھ رکھے تھے اور غزوۂ حنین کے وقت وہ سرخ عماموں میں ملبوس تھے، مگر بدر کے سوا کسی جگہ ملائکہ نے خود لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ دوسرے مواقع پر وہ صرف کمک کے طور پر موجود رہے اور اُنھوں نے تلوار نہیں چلائی۔

اِس سلسلے میں ایک حیرت انگیز واقعہ میدانِ جنگ سے باہر بھی پیش آیا۔ قبیلۂ غفار کے دو مشرک افراد جو باہم چچا زاد تھے، میدان کے قریب ایک پہاڑی پر چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ جنگ کے خاتمے پر وہ بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ لوٹیں۔ اچانک اُنھیں اپنے سروں پر گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنائی دی۔ اُنھوں نے فوراً سر اٹھا کر دیکھا تو بادل کا ایک ٹکڑا میدانِ جنگ کی جانب اڑا جا رہا تھا۔ آواز اُسی کے اندر سے آ رہی تھی۔ وہ حیران پریشان کھڑے دیکھ ہی رہے تھے کہ بادل کے اندر سے آواز آئی:

''جزوم! آگے بڑھو''۔

یہ سنتے ہی اُنھیں اپنے دل سینوں میں ڈوبتے محسوس ہوئے۔ ایک کی حالت تو بہت ہی خراب ہو گئی، اُس کا رنگ پیلا زرد پڑ گیا اور اُس نے اپنا دل تھام لیا۔ دیکھتے ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے وہ گرا اور مر گیا۔ دوسرا شخص، بعد میں مسلمان ہو گیا۔ پھر اس بات کو ایک طویل عرصہ گزر گیا۔ اسلامی سلطنت ایران و شام تک پھیل گئی۔ اِس دوران میں نئے لوگوں کی ایک کثیر تعداد مسلمان ہو چکی تھی۔ غفاری جب کبھی بدر کے اِس واقعہ کا ذکر کرتا تو لوگوں کو تعجب ہوتا۔ ہوتے ہوتے یہ بات حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما تک پہنچی تو اُنھوں نے فرمایا:

تم لوگ تعجب کرتے ہو؟ اگر میری بینائی سلامت ہوتی تو تمھیں لے جا کر وہ گھاٹی دکھاتا جس میں سے فرشتوں کو نکلتے ہوئے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

غزوۂ بدر سے مسلمانوں نے یہ سبق سیکھا کہ جس گروہ کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو اُسے کبھی شکست نہیں دی جا سکتی۔ بدر کے نتائج اُن کے دل و دماغ پر ہمیشہ ثبت رہے۔ چنانچہ آنے والے دنوں میں وہ اُس عہد کی دو بڑی طاقتوں فارس اور روم سے ٹکرائے تو اُنھوں نے حریف کی کثرتِ تعداد اور اعلیٰ سامانِ جنگ کی قطعاً پروا نہیں کی۔ ہاں اِس بات کا خیال ضرور رکھا کہ اُن سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سرزد نہ ہونے پائے اور وہ کہیں اُس کی مدد سے محروم نہ ہو جائیں۔

غزوۂ بدر کے اختتام پر قرآن مجید نے سورہ انفال میں اِس پر تبصرہ کیا، مسلمانوں کو اُن ذہنی و اخلاقی کمزوریوں کی جانب توجہ دلائی جو ابھی اُن میں باقی تھیں۔ مالِ غنیمت کے بارے میں عام قائدہ یہ تھا کہ جو کچھ جس کے ہتھے چڑھ گیا، وہ اُس کا ہوتا۔ اِس قائدے کی وجہ سے فتح کے آثار پیدا ہوتے ہی ہڑبونگ مچ جاتی تھی۔ قرآن مجید نے مالِ غنیمت کا نیا ضابطہ مقرر کیا اور کہا کہ اَلْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ یعنی مالِ غنیمت اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے ہے۔ یوں اِس کی تقسیم اسلامی حکومت کی ذمہ داری قرار دی گئی۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ریاست کی اجتماعی ضروریات کے لیے مخصوص کر دیا گیا جب کہ باقی حصے کی حق دار فوج کی سپاہ قرار پائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس اوّلین مسلح مقابلے نے اسلام کی مخالف قوّتوں کو چونکا دیا۔ مدینہ طیبہ کے منافقین نہایت مرعوب ہو گئے۔ اُن کا سردار عبداللہ بن اُبی مسلمانوں کی علانیہ مخالفت کیا کرتا تھا مگر اب اُس کے حوصلے پست ہو گئے اور اُس میں کھلم کھلا مخالفت کرنے کی جرأت باقی نہ رہی۔

مسلمانوں کی فتح سے مدینہ منورہ کے یہود کی آتشِ غضب بھڑک اٹھی۔ اُن کا سردار کعب بن اشرف جل بھن کر بولا:

''آج زمین کا پیٹ ہمارے لیے اِس کی پیٹھ سے بہتر ہے''۔

یہود سمجھ رہے تھے کہ مٹھی بھر مسلمان پورے عرب کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور آہستہ آہستہ فنا ہو جائیں گے۔ اب اُنھیں احساس ہوا کہ مسلمان ایک زبردست اُبھرتی ہوئی طاقت ہیں اور اگر جلد ہی کوئی بندوبست نہ ہوا تو اُس کی تلافی نہیں ہو سکے گی، چنانچہ اُنھوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی خلاف ورزیاں کرنا شروع کر دیں۔ وہ کھلم کھلا مشرکین کو جوش دلانے اور بدلہ لینے پر اکسانے لگے۔ یہود میں بنوقینقاع زیادہ جری اور بہادر تھے، اُنھوں نے اعلانِ جنگ کی جرأت کی اور مسلمانوں کو اذیت پہنچائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ روز تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ بالآخر عبداللہ بن اُبی کے فیصلے کے مطابق اُن کو جلاوطن کر دیا گیا۔

بدر کی شکست سے قریش کے دل میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی اور وہ زخمی سانپ کی مانند پھنکار رہے تھے چنانچہ ایک سال بعد ہی تین ہزار کے لشکر کے ساتھ اُنھوں نے مدینہ منورہ پر دھاوا بول دیا، اور احد کا دامن اہلِ وفا کے لیے ایک اور امتحان گاہ بن گیا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری چند دیگر مطبوعات

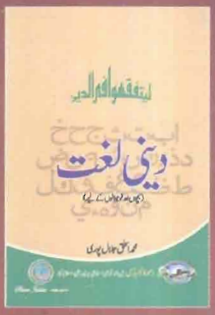

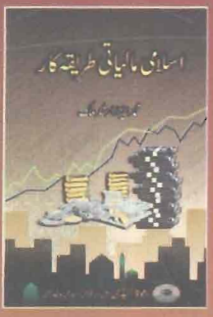

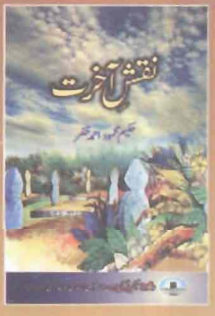

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

پوسٹ بکس: 1485 اسلام آباد، پاکستان، فون: 2262031، 051-9261751، فیکس: 051-2261648

ای میل: publications.da.iiui@gmail.com، ویب سائٹ: www.dawahacademy.org